

بحری الصحیح فی حقہم و فی حدیث أخر انه علیہ السلام قال لا یزال امتی بخیر ما أخر السحور وعجلوا  
 تمام سحور کے تھا اور ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا میری امت ہمیشہ بہلائی پر رہے گی جب تک سحر میں تاخیر اور افطار میں  
 الفطر لکن ینبغی ان لا یؤخر علی وجه یقع الشک فی طلوع الفجر فان من شک فی طلوع الفجر فالافطار فی  
 جلدی کرتے رہے لیکن لائق یہ ہے کہ اتنی تاخیر کرے کہ صبح صادق کے کہنے میں شک پیدا ہو جاوے کیونکہ جبکو صبح صادق میں شک ہو تو ادکو یہی افضل ہے  
 ان یترک الاکل تحرز عن الوقوع فی المحرم ولو اکل فصومه تام لان الاصل بقاء اللیل ولا ینخرج بالشک و قوی  
 کہ نہ کہا ہے ایسا نہ ہو کہ حرام وقت میں واقع ہو جاوے اور اگر اس حال میں کہا لیا تو روزہ پورا ہوا سوا اس کے کہ اصل تو رات کا باقی رہنا ہے شک سے خارج نہیں ہوتا  
 عربی حنیفة انه لو کان فی موضع یتبین له الفجر لا ینتفتح الی الشک ولو کان فی موضع لا یتبین فیہ  
 اور ابو یوسف سے روایت ہے کہ سحر کہا نہ والا اگر ایسے مقام میں ہو جہاں فجر منکشف ہو جاتی ہے تو شک کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر ایسے مقام میں جہاں فجر ظاہر  
 الفجر او كانت اللیلة مقمرة او متغیمة او کان ببصرة علة تكون مسیاً فی الاکل مع الشک لقوله ع  
 نہیں ہوتی یا وہ رات چاندنی ہو یا گھٹا ہو یا یہ شخص کم سوجہ ہو تو اب حالت شک میں کہانا اچھا نہیں واسطے ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 دع ما یریک الی لا یریک وان کان اکبر رائه انه اکل والفجر طالع فالاحتیاط فیہ ان یقضے ذلك  
 چوڑا ادکو جس میں شک ہر طرف اس کے جسم میں چھوٹا شک نہیں اور اگر اسکی رائے میں احتمال غالب یہ ہو کہ نہ کہنا کہتے ہوئے صبح صادق ہو گئی تو احتیاط اس میں یہ ہے کہ ادسنگار دن چھڑکتے  
 الیوم عملاً بغالب الراي لان اکبر الراي کالیقین فیما ینبغی علی الاحتیاط و علی ظاہر الروایة لا قضاء علیہ  
 غالب احتمال پر عمل کرنے کو اس واسطے کہ احتمال غالب یقین کے مانند ہوتا ہے جہاں احتیاط کرنی ہوتی ہے اور ظاہر روایت پر ادسپر قضا نہیں ہے  
 لان الیقین لا یزول الا بمثلہ والاصل بقاء اللیل ولو ظہر ان الفجر قد کان طالعا یلزمہ القضاء ولا  
 اس واسطے کہ یقین بدون یقین کے نہیں جاتا اور اصل یہ ہے کہ رات باقی ہو اور اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ فجر بیشک ہو گئی تھی تو ادسپر قضا لازم ہے  
 کفارة علیہ لانه یبغی الامر علی الاصل الذی هو بقاء اللیل هذا کله حکم التمسح و اما الافطار  
 اور کفارہ نہیں ہے اس واسطے کہ بنا ادسہی اصل پر ہے کہ رات باقی تھی یہ سب احکام سحر کے تھے اور ہا افطار

فیستحب تعجیلہ قبل طلوع النجوم لما روی عن سهل بن سعد انه علیہ السلام قال لا یزال الناس  
 سواو سکی تعجیل مستحب ہے ایسی کہ ستارے نکلنے نہ پاویں اس واسطے کہ سهل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ خلقت  
 بخیر ما عملوا الفطر یعنی ان الناس ما داموا یحفظون هذه الخصلة یكونون علی خیر اذا ترکوها  
 بہلائی پر رہے گی جب تک افطار میں تعجیل کرینگے مراد یہ ہے کہ خلقت جب تک اس طریقہ کو نگھم رکھینگے تو بہلائی پر رہینگے اور جب اسکو چھوڑ دیگے  
 ینقص خیرهم فان السنة ان یجعل الصائم الافطار قبل الصلوة اذا تحقق غروب الشمس لان اهل الكتاب  
 تو ادکی بہلائی میں نقصان آدیکو کیونکہ لڑتی سنون یہ ہے کہ روزہ دار افطار میں جلدی کرے نماز سے پہلے جبکہ آفتاب کا ڈوبنا معلوم ہو چکے اس واسطے کہ اہل کتاب  
 كانوا یؤخرون الافطار الی اشتباک النجوم ثم صار فی ملتنا شعرا لاهل البدعة و سمة لهم و ندب  
 افطار میں اتنی دیر کیا کرتے تھے کہ ستارے خوب روشن ہو جاویں پھر یہی ہماری امت میں بعقینوں کی عادت ہو گئی اور طریق ٹھہر گیا اور افطار میں تعجیل  
 تعجیلہ مخالفہ لهم وقد روی عن ابن ہریرة انه علیہ السلام قال قال اللہ تعالیٰ احب عبادی الی اعلم  
 ادکی مخالفت کے لیے مستحب ہے اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو محبوب تر وہ بندے ہیں جو افطار میں  
 فطرافان من کان اکثر تعجیلہ فی الافطار فهو احب الی اللہ تعالیٰ لکونه متمسکاً بشریعة نبیہ و معرضاً  
 جلدی کرتے ہیں جو شخص افطار میں جلدی کرے گا وہ ہی اللہ تعالیٰ کا زیادہ محبوب ہوگا کیونکہ ادسے نبی کی شریعت کو خوب پکڑے اور شریعت کی مخالفت پر  
 عما یحالفها مع انه اذا فطر قبل الصلوة یؤدی الصلوة عن حضور القلب و طمانینة النفس فمن کان  
 تو جلدی اور یہی ہے کہ اگر نماز سے پہلے افطار کرے گا تو پھر نماز خوب دلکی حضور اور طبیعت کے قرار سے اداسگی پھر ایسا شخص



بهذه الصفة فهو احب الى الله تعالى من لم يكن كذلك وينبغي ان يفطر على قمر وما يقوى من مقامه  
 الله تعالى كما يحب كيون نبيين هو كما بنسب الى شخص كى جوايبا هو اور لا يقي هر كه چو اريه افطار كره اچو شير ني مين ادكه عالم مقام هو  
 في الخلاوة كالتين والزبيب وان لم يجد فاعلم ماء لاروى عن انس انه عليه السلام كان يفطر قبل  
 يسه انجیر يا موز اور اگر نہ می آوے تو پانی اس واسطے کہ انس سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پہلے  
 الصلوة علی رطیبات وان لم یکن فتمیرات فان لم یکن حسا حسوات من المساء وقال علیه السلام اذا  
 تازہ چو ہارے سے افطار کرتے اگر نوتا تو خشک چو ہارے اگر یہ بھی نہوتا تو کئی گونٹ پانی اور فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب  
 افطار احد کو فلیفطر علی تمر فانه بركة فان لم یجد فلیفطر علی ماء فانه طهور ویدعو عند الافطار  
 کوئی افطار کرے تو تر سے افطار کرے کیونکہ یہ بركت ہے اگر نہ پاوے تو پانی سے افطار کرے کیونکہ نہایت پاک ہے اور افطار کے وقت  
 باهو مھمانہ فانه من مظان الاجابة كما جاء في الحديث ان للصائم عند افطاره دعوة مستجابة  
 اپنے بڑے سچے مطلب کی دعا مانگے کیونکہ اس وقت ظن قبولیت کا ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ روزہ دار کے لیے افطار کے وقت دعا مقبول ہے  
 ورفی عن ابن عباس انه عليه السلام كان اذا افطر قال اللهم لك صمت و بك امت و على رقتك  
 اور عبد اللہ بن عباس روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم افطار کرتے ہوئے یہ فرماتے اللہم لك صمت الى آخره اہی تیرو روزہ میں روزہ رکھا اور تیرا پروردگار پروردگار الیہ اور تیرے رزق سے  
 افطرت و وقت الافطار ما روى عن عمر بن الخطاب انه عليه السلام قال اذا قبل الليل من ههنا وادبر  
 میں نے روزہ کھولا اور وقت افطار کا وہی وقت ہے جو عمر بن الخطاب سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بیان سے رات سامنے آوے  
 النهار من ههنا و غربت الشمس فقد افطر الصائم فانه عليه السلام اتى بأسماء الاشارة ههنا في  
 اور بیان سے دن چلا جاوے اور آفتاب ڈوب جاوے تو روزہ دار ترت افطار کرے اس حدیث میں دو نو جگہ لفظ ہہنا اسم اشارہ کا بیان فرمایا ہے  
 الموضعين و اشار بالاول الى جانب المشرق لان ظلمة الليل تظهر او لا من ذلك الجانب في الليل عبارة  
 اول مقام میں اشارہ مشرق کی طرف ہے اس واسطے کہ رات کی تاریکی پہلے اوسہی طرف سے ظاہر ہوتی ہے اور رات اوس ہی  
 عن ظهور ظلمة الليل من جانب المشرق و اشار بالثاني الى جانب المغرب لان ضوء النهار الحاصل من  
 تاریکی کا نام ہے جو مشرق کی طرف سے پیدا ہوتی ہے اور دوسرے مقام میں مغرب کی طرف اشارہ فرمایا لیسے کہ دن کی روشنی جو  
 الشمس يذهب الى ذلك الجانب والنهار عبارة عن بقاء الشمس و اذا غربت يذهب النهار و على  
 آفتاب سے ہوتی ہے اوس ہی طرف کو جاتی ہے اور آفتاب کے باقی رہنے کو دن کہتے ہیں جب آفتاب ڈوب جاتا ہے تو دن جاتا رہتا ہے  
 هذا يكون غروب الشمس معلوما من قوله وادبر النهار لان الادب يدعى الذهاب و لا حاجة الى قوله  
 اس حال کے موافق آفتاب کا چھپ جانا تو لفظ ادبر النهار سے معلوم ہو چکا تھا اس واسطے کہ ادب بارے چلے جانے کو کہتے ہیں اب اس لفظ  
 و غربت الشمس لكن اتى به لبيان كمال الغروب حتى لا يظن ان بغروب بعض الشمس يجوز الافطار والمعنى  
 و غربت الشمس کی کیا حاجت تھی لیکن یہی یہ لفظ واسطے بیان کمال غروب کے فرمایا کوئی یہ خیال نہ کرے کہ آفتاب کے ادب ہی تہائی ہو چو یہی افطار جائز ہے  
 ان غروب الشمس ذاته و كمل فقد دخل الصائم في وقت الافطار فيجوز له الافطار بل يستحب تعجيله  
 مراد یہ ہے کہ آفتاب کا غروب جب پورا ہو چکے تو روزہ دار کو وقت افطار کا آگیا پھر اس کو افطار جائز ہے بلکہ تعجیل مستحب ہے  
 لكن في يوم الغيم لا يستحب تعجيله ولا يفطر حتى يغلب على ظنه غروب الشمس فان اذن  
 لیکن بار کے دن تعجیل مستحب نہیں ہے اور افطار ہرگز نہ کرے جب تک کہ اسکے گمان غالب میں آفتاب غروب نہوے اگرچہ مغرب کی  
 للمغرب وان شك في غروب الشمس لا يحل له الافطار لان الاصل بقاء النهار ولو افطر فعليه القضاء  
 اذان ہو چکی اور اگر آفتاب کے غروب میں شک ہو تو افطار حلال نہیں ہے اس واسطے کہ اصل دن کا باقی رہنا ہے اور اگر افطار کر لگا تو اوسے قضا ہے



لا سيما اذا افطر والبريد انما فطر قبل الغروب يجب عليه القضاء عملا بالاصل الذي هو بقاء النهار  
 فانه من اية وقت ان افطار كرهه اور ادسكى راسه من اقبال غالب هو كغروب سے پہلے افطار كيا تو لو سپر قضاء واجب ہوتا کہ اصل پر عمل ہو جاوے کہ وہ دن کا  
 بخلاف ما تقدم في اكل السجود لان الاصل فيه بقاء الليل ولو تبين ان الشمس لم تغرب ينبغي ان  
 باقی رہنا ہے بخلاف گذشتہ کے جو سور کے حال میں گذر گیا کہ وہ دن اسل رات کا باقی رہنا اور اگر عاہر ہو جاوے کہ آفتاب نہیں چھپتا تو لایق ہے کہ  
 يجب الكفارة نظرا الى الاصل الذي هو بقاء النهار وكل من افطر خطأ او بني على ظن يفسد صومه  
 بظن او من اصل کے جو دن کا باقی رہنا ہے کفارہ واجب ہو جاوے اور جس نے روزہ چوک کر یا گمان سے افطار کیا تو روزہ فاسد ہو جاتا ہے  
 ويلزمه امساك بقية يومه ويحب عليه القضاء ولا يجب عليه الكفارة ولا ياتر اما فساد صومه  
 اور باقی دن پیر اساک لازم ہوتا ہے اور قضا او سپر واجب ہے اور او سپر کفارہ نہیں آتا اور نہ گنہگار ہوتا ہے روزہ تو ایسے فاسد ہوا  
 فلا شغف ركنه بخلط يمكن الاحتراز عنه واما لزوم امساك بقية يومه فلقضاء حق الوقت بالقدر  
 کہ غلطی سے ادسکار کن فوت ہوا جس سے احتراز ہو سکتا تھا اور اساک باقی دن کا ایسے لازم ہے کہ وقت کا حق چھینا ہو سکے اور کرنا چاہیے  
 الممكن وينتفي التهمة عن نفسه لانه اذا اكل ولا عن ربه يصير متما عند الناس بالفسق والتحرش  
 اور تاکہ نہ پر تہمت نہ ہے ایسے کہ اگر بے عذر کھاوے پیو گیا تو غفلت کے نزدیک فسق کی تہمت لگی اور تہمت کی جگہ سے  
 عن مواضع التهم واجب لقوله عليه السلام من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يقفن مواضع التهم  
 نہ تھے رہنا واجب ہو واسطے ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہو تو تہمت کی جگہ پر نہ کھڑا ہو  
 واما وجوب القضاء فلا نه حو مضمون بالمثل شرعا فاذا فات يجب قضاؤه واما عدم وجوب الكفارة  
 اور قضا اس واسطے واجب ہے کہ روزہ ایک حق ہے شرع میں اور سکا بدمر و سیاہی چاہی اگر دو فوت ہوا تو قضا واجب ہے اور کفارہ اس واسطے واجب نہیں ہے  
 فلكون الحناية قاصرة غير كاملة لعدم القصد واذ لم يوجد القصد ينتفي الاثر ايضا لاروى عن  
 کہ قضا کتر ہے پوری نہیں کیونکہ بلا قصد صادر ہو گئی ہے اور جب قصد نہیں ہوتا تو گناہ بھی نہیں ہوتا اس واسطے کہ روایت ہے  
 عمر انه كان جالسا مع اصحابه في رحبة مسجد الكوفة عند غروب الشمس في رمضان فاتت كاس  
 عمر سے کہ وہ اپنے یاروں کے ہمراہ مسجد کوفہ کے صحن میں رمضان میں شام کے وقت بیٹھے تھے سو کوئی شخص  
 من اللبن فشرب هو واصحابه قام المؤذن ان يؤذن فلما سعد المؤذن المئذنة راى الشمس فقال الشمس  
 پیالہ دودہ کالایا پیر عمر نے اور ان کے اصحاب نے پیا پیر مؤذن کو اذان کا حکم دیا جب مؤذن سنڈ نہ پر چڑھا تو دیکھا کہ آفتاب موجود ہے بولا  
 يا امير المؤمنين فقال له عمر بعثناك داعيا لاراعيا ما تجانفنا لا تفرقنا يومنا ما كانه فقضاء  
 یا امیر المؤمنین آفتاب ہے عمر نے جواب دیا تم کو اذان کہنے کو بھیجا ہے یا آفتاب دیکھنے کو بھنے گناہ کی طرف رغبت نہیں کی ایک دن اسکے بولے  
 يوم علينا يسير فان هذا الحديث يدل على لزوم القضاء وعدم لزوم الكفارة والاثم  
 قضا کر دینے پر ایک دن کی قضا آسا ہے بیشک اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قضا لازم ہے کفارہ اور گناہ کچھ نہیں ہے  
 لان قوله ما تجانفنا لا تفرقنا معناه لم نخل الى الاثر وما تعدنا في ذلك ارتكاب المعصية وكذا كل من  
 اس واسطے کہ اونکا قول اتجانفنا لا تفرقنا اس کے معنی یہ ہیں کہ بھنے گناہ کی رغبت نہیں کی اور بھنے اس افطار میں عزم معصیت کا نہیں کیا اور ایسے ہی جو شخص  
 كان اهلا للصوم في اثناء النهار ولو يكن في اوله كذلك يلزم امساك بقية يومه كما اذا سلم الكافر  
 آخر روزہ میں روزہ کا اہل ہو اور اول روزہ میں روزہ کا اہل نہ ہو تو اسکو اساک باقی دن کا لازم ہے جیسے کہ آخر روزہ میں کافر مسلمان  
 وبلغ الصبح وفاق المجنون وقدم المسافر ومرضى المريض وطهرت الخائض والنفساء فان كل واحد منهم  
 یا بچہ یا مرغ یا دیوانہ ہوشیار یا مسافر مقرب یا بیمار یا عیض نفاس والی عورت پاک ہو جاوے تو ہر ایک کو اون دن میں سے



يلزمه امساك بقية يومه تشبها بالصائمين والاصل في هذا ان من كان في اثناء النهار على صفة  
 باقى روز کا امساك روزہ دار کی طرح لازم ہے اور قاعدہ اس میں یہ ہے کہ جو شخص درمیان روزہ ایسے حال پر ہو  
 لو كان عليها في اوله يلزمه الصوم فعليه الامساك ومن لم يكن كذلك لا يجب عليه الامساك  
 کہ اگر اول روزہ میں ویسا ہوتا تو او سپر روزہ واجب ہوتا تو ایسے شخص پر امساك لازم ہے اور جو ایسا ہوتا تو او سپر امساك واجب نہیں ہے  
 كمن كان مريضا او مسافرا او حائضا او نفساء فان الامساك لا يجب عليهم لتحقق المانع عنه وهو قيام  
 جیسے کوئی بیمار ہو یا مسافر ہو یا عورت حیض یا نفاس والی ہو ان لوگوں پر امساك واجب نہیں ہے اس واسطے کہ روزے کا مانع موجود ہے یعنی  
 هذه الاعذار فيهم فانها كما تمتع عن الصوم تمتع عن التشبه ايا في الحائض والنفساء فلان الصوم عليهم ما  
 ان میں یہ عذرات باقی ہیں ان لوگوں پر جیسے روزہ نہیں ہے ایسا ہی روزہ دار کی مشابہت ہی نہیں جائز اور نفاس والی عورت کو تو ایسے کہ ان پر روزہ  
 حرام والتشبه بالحرام حرام واما المريض والمسافر فلان الرخصة في حقهما باعتبار الحج ولو الزمناهما  
 حرام ہے اور حرام کے ساتھ مشابہت ہی حرام ہے اور مریض اور مسافر کو ایسے کہ ان کے حق میں باعتبار حج کی اجازت ہے اور اگر ان پر مشابہت لازم کرین  
 التشبه عاد الحج ثم الحائض تاكل سراجهرا وكذا كل من يجله الافطار باكل سراجهرا الا ان يكون  
 تو وہ ہی حرم کا حج موجود ہے پھر حائض عورت پر تشبیہ کہا دے ظاہر کیا دے اور ایسے ہی جس جس کو افطار کرنا مباح ہے وہ تشبیہ کہا دے ظاہر کیا دے ان جگہ  
 العذر ظاهر المرض والسفر والنفساء نه اذا اكل ولو يكن العذر ظاهرا يصير عند الناس متهايا لفسق  
 عذر ظاہر معلوم ہو وہ ظاہر کہا دے جیسے بیماری اور سفر اور نفاس اس واسطے کہ اگر یہ کہا دے اور عذر ظاہر نہیں ہوگا تو عنقت کے نزدیک فسق کی تہمت  
 الذى هو اكل رمضان الاحتراز عن مواضع الرضو واجب كما هو توينغ ان يعلم ان المريض نوع  
 لگی گی یعنی رمضان میں دن کو کہتا ہے اور تمت کی حکم سے احتراز کرنا واجب ہے چنانچہ گزر چکا ہے جاننی کی بات ہے کہ بیمار دو طرح کا ہوتا ہے ایک تو ایسا  
 لا يضره الصوم بل ينفعه ونوع يضره الصوم وهذا هو الذى يبيح الافطار لان الرخصة لا تتعلق بنفس  
 جبکہ روزہ فرمیں کرتا بلکہ فائدہ کرتا ہے اور ایک ایسا کہ روزہ ضرر کرتا ہے ایسے بیمار کو روزہ افطار کرنا مباح ہے اس واسطے کہ اجازت افطار کی مطلق نفس  
 المرض بل بوجود المشقة فلا بد من معرفته وطريق معرفته قد يكون باجتهاد المريض بان يعلم بنفسه  
 مرض سے نہیں ہے بلکہ مشقت کا ہونا چاہیے اب مشقت کو سمجھنا چاہیے اور طریقہ اسکے پہچان کا بننے دفعہ بیمار کی سمجھ پر ہے کہ وہ اپنے آپ تجربے سے  
 بالتجربة انه ان صام يزاد الله ووجعه بالصوم وقد يكون باخبار طبيب حاذق مسلم عادل  
 جان لے کہ اگر میں روزہ رکھوں گا تو روزہ رکھنے سے میرا کہہ اور مرض بڑھ جائے گا اور بننے دفعہ طبیب کے کہنے پر وقوف ہو لیکن طبیب وانا مسلمان عادل ہو  
 لا فاسق لان خبر الفاسق في الديانات محرمة وغير مقبول بخلاف السفر فان الرخصة لا تتعلق بنفسه  
 فاسق نہ اس واسطے کہ فاسق کی خبر دیانات میں مقبول نہیں ہے مرد وہ ہے بخلاف سفر کے کیونکہ سفر میں اجازت صرف سفر ہی سے متعلق ہے  
 لانه لا يخرج عن المشقة فاقدم مقامها وادير الحكم عليه المجلس الثلثون في بيان غائلة من افطر  
 کیونکہ سفر مشقت سے کہی غالی نہیں ہوتا تو سفر کو قائم مقام مشقت کے ٹھہرا کر حکم لگا دیا تیسویں مجلس ستر کے بیان میں اس شخص کے جو ایک دن رمضان میں  
 يوما من رمضان فيما يجب فيه الكفارة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من افطر  
 روزہ توڑ دے جس میں کفارہ واجب ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کا ایک روزہ  
 يوما من رمضان من غير رخصة ولا مرض لم يقض عنه صوم الدهر كله هذا الحديث من حسان  
 نے اجازت شرعی اور بدون بیماری کے توڑ ڈالا تو اس کا عوض تمام عمر کے روزے نہیں ہو سکتے یہ حدیث صحیح کی حسن حدیثوں میں ہے  
 المصايير رواه ابو هريرة وهو وارد على طريق الاذكار والتخويف بما يلحقه من الاثام ويفوته من الاجر  
 ابو ہریرہ کی روایت سے اور یہ حدیث برسمیل ڈرنے اور خوف دلانے کو وارد ہوئی ہے کہ روزہ توڑنے میں کتنا گناہ ہے اور کتنا ثواب جاتا رہتا ہے



فانه لا یجد فضیلة الصوم المفروض بصوم الدھر کلہ نافلة و لیس معناه انه لو صام الدھر کلہ بنية قضاء  
 کیونکہ فضیلت فرض روزہ کی سارے عمر کے نفل روزوں سے نہیں حاصل ہوتی اور مرد و بیہن ہے کہ اگر تمام عمر رمضان کے ایک روزے کے بدلے  
 یوم من رمضان لا یسقط قضاء ذلك فان الاجماع علی انه یجزیہ قضاء یوم مکانہ اما مع الکفارة  
 قضا کی نیت سے روزے رکھا کرے تو اس کے ذمے سے قضا اور دن کی ساقط نہیں ہوتی کیونکہ سب کا اتفاق ہو چکا ہے کہ اس کے بدلے کو نفل قضا کافی ہے یا تو ہمراہ  
 ان کا ن افطارہ بما یوجب الکفارة بما هو غذا وادواء او بغير الکفارة ان کان افطارہ بما لا یوجب الکفارة  
 کفارے کے اگر اسے افطار ایسی چیز سے کیا جس میں کفارہ واجب ہوتا ہے جیسے غذا اور دوا یا بغير کفارہ کے اگر ایسی چیز سے افطار کیا جس میں کفارہ واجب نہیں ہوتا  
 مما لیس غذا وادواء من المفدمات للصوم فعلم هذا فالدخان الذی ظهر فی هذا الزمان من قبل الکفارة  
 جیسے نہ غذا ہو اور نہ دوا روزہ فاسد کر بخوالی چیزوں میں سے اس بیان پر دہوان یعنی فقہ جو اس زمانے میں کفارہ کی روٹ سے

دخان  
 کفارہ

العدوة لاهل الايمان وابتل به كافة الا نام من الخواص العوام هل یفسد الصوم ام لا فالجواب فیہ ان قول  
 جو اہل ایمان کے دشمن بن پیدا ہوا ہے اور اس میں تمام خلقت خاص و عام مبتلا ہو رہے ہیں آیا روزہ فاسد کرتا ہے یا نہیں سوا کا جواب یہ ہے کہ  
 الفقهاء فی عامة الكتب وان كان نصابا علی ان مطلق الدخان اذا دخل الحلق لا یفسد الصوم لکن قالوا فی تعلیلہ  
 فقہاء کا صریح قول عام کتابوں میں اگرچہ یہ ہے کہ مطلق دہوان اگر حلق میں داخل ہو جاوے تو روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن اسکی علت یہ بیان کی ہے  
 لانه لا یمن الاحترار عنہ فان الصائم لا یجد من فتنه عند التکلیف فی دخول الدخان حلقہ والقیاس  
 کہ روزہ اسوائے فاسد نہیں ہوتا کہ دہوان سے بچاؤ نہیں ہو سکتا کیونکہ روزہ کو اسکا کیا علاج کہ بات کرنے میں منہبہ کو لے اور دہوان حلق میں چلا جاوے اور  
 ان یفسد صومہ لو وصول المفطر الی جوفہ بفعلہ و لونه مما لا یتغذی لاینافی فی الفساد کا للتراب والحصاة و هذا  
 میں یہ آتا ہے کہ روزہ جاتا رہے اسوائے کہ منظر ہیٹ میں اس کے اختیار سے کیا اور غذا نہ ہونا فساد کی سمانی نہیں ہے جیسے ٹٹی اور کنگرے روزہ فاسد ہو جائے اور  
 التعلیل یقتضی ان یكون ذلك الدخان مفسدا للصوم لانه یصل الی جوفہ بفعلہ و یدل علیہ ما قال قاضی خان  
 تعلیل چاہی ہے کہ حق کا دہوان روزہ توڑنے والا ہو کیونکہ یہ دہوان اختیار سے ہیٹ میں جاتا ہے اور قول قاضی خان کا فساد میں اس ہی پر دلالت کرتا ہے  
 فی فتاویٰ وان صب الماء فی اذنه اختلفوا فیہ والصحیح انه هو الفساد لانه وصل الی جوفہ بفعلہ فانظر  
 اور اگر اس کے کان میں پانی ڈالیں تو اس میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ روزہ جاتا رہتا ہے اسوائے کہ اس کے اختیار سے اندر جاتا ہے اب دیکھ تو  
 کیف اعتبار الوصول الی جوفہ بفعلہ فساد صومہ فانه لو اغتسل فدخل الماء فی اذنه لا یفسد صومہ فعلم  
 اختیار سے اندر جانے کا روزہ ٹوٹنے میں کیسے اعتبار کیا ہے کیونکہ اگر نہاتے ہوئے پانی کان میں چلا جاوے تو روزہ نہیں ٹوٹتا اس سے معلوم ہوا  
 من هذا ان لفعلہ دخلا فی فساد صومہ بل لو نظر الی ما ادعاہ مستعملوہ من انه دواء یدبر ان یجب الکفارة  
 کہ روزہ ٹوٹنے میں اختیار کو دخل ہے بلکہ اگر حقہ نوشون کے دعوے کو خیال کرو کہ حقہ دوائے تو لازم آتا ہے کہ کفارہ بھی واجب ہو  
 لان الاصل فی وجوبها وصول الغذاء والدواء الی الجوف من المسلم والمعتاد فی نہار رمضان علی وجه التعمد  
 اسوائے کہ قاعدہ کفارہ واجب ہونے کا یہ ہے کہ غذا یا دوا اندر کی طرف عادت کی راہ سے رمضان میں دن کو قصداً داخل ہو  
 وهذا المعنی علی تقدیر صدق دعویٰ یكون موجودا فیہ ثم انه فی غیر حال الصوم محل استعمالہ ام لا قد کثر  
 اور یہ امر اگر ادنیٰ دعوے سے سچا ہے تو حقہ میں موجود ہے پھر یہ بات کہ حقہ خالی دنوں میں نہ روزہ آیا چیا حاصل ہے یا نہیں تو  
 فیہ الاقوال والحق الذی علیہ التعمیل ان الفعل الاختیاری الصادر عن المكلف ان لم یترب علیہ فائدة  
 اس میں بہت گفتگو ہے اور حق بات یہ ہے کہ اختیار کی کار جو مکلف کے قصد سے صادر ہو تو اگر اس میں کوئی فائدہ

دخان  
 کفارہ





لعطد بعضها علی بعض فی القرآن وهو علی ما ذکره بعض الفحول وکان حقیقا بالقبول ان العبث الفعل الذی  
اسوائے کہ قرآن میں ایک کو ایک پر عطف کیا ہے اور وہ فرق موافق بیان یعنی علمائے جو لایق قبول کرنے کی ہے یہ جو کہ عبث وہ کار ہوتا ہے

لیس فیہ لذة ولا فائدة واما الذی فیہ لذة بلا فائدة فهو لعب مثله اللهو الا ان فیہ زیادة حظ النفس  
جس میں کچھ لذت اور لذت کوئی فائدہ اور جس کار میں لذت ہو پر بیفائدہ وہ لعب ہوتا ہے اور ایسے ہی لہو ہے پر لہو میں حظ نفس زیادہ ہوتا ہے

بجیث یتنفل به عما یهتها والکل حرام لانها لم تذکر فی القرآن الا علی طریق الذم فلما علم حرمة اللعب واللهو  
استدکر اذ کے تنفل میں اور ضرورت کو قبول ہاتا ہے اور یہ سب حرام ہیں اسوائے کہ قرآن میں جہان انکا ذکر ہے سو جو کہ طور پر کہے جب لعب اور لہو

والعبث علم حرمة استعمال ذلك الدخان لدخوله اما فی اللعب واللهو او فی العبث بل هو بالعبث ان نسب  
اور عبث کی حرمت معلوم ہوئی تو حرمت تھم پینے کی ہی معلوم ہوئی کیونکہ حقہ یا تو لعب ہو گا یا لہو ہو گا یا عبث ہو گا بلکہ حقہ کو عبث سے زیادہ مناسبت ہے

لخلوة عن اللذة التي فی اللعب واللهو الا ان یستلذذه نفوس بعض المستعملین له بتسویل شیطان فیدخل  
کیونکہ لذت سے خالی ہے جو لعب اور لہو میں خبر ہے ہاں شاید بعضے حقہ نوشون کو شیطان آراشکی سے لذت حاصل ہوتی ہوگی سو اب

فی اللعب واللهو لکن لا یكون فیہ شیء من الفائدة اصلا لا من الفائدة الدینیة و هو ظاهر لا من لفائدة  
لعب اور لہو میں نفع ہو گا لیکن حقے میں کوئی فائدہ ہرگز نہیں ہے نہ تو دین کا یہ تو ظاہر ہے اور نہ کوئی فائدہ

الدنیویة لانه لا یصل لشیء من الغذاء والدواء اصلا بل هو مضر لا طباق الاطباء علی ان مطلق الدخان  
دنیا کا کیونکہ نہ اس میں ہرگز امکان غذا کا ہے نہ دوا کا بلکہ وہ ضرر رسان ہے کیونکہ تمام طبیب اس پر متفق ہیں کہ مطلق دھواں

مضر قال ابن سینا لولا الدخان والقمار لعاش بن آدم الف عام وقال جالینوس اجتنبوا الثلثة وعلیکم باربعة  
ضرر کرتا ہے تنج ابن سینا کتا ہے اگر دھواں اور غبار نہ ہوتا تو ابن آدم ہزار برس جیا کرتا اور جالینوس کتا ہے تین چیز سے بچنا چاہی اور چار چیز کا استعمال چاہی

ولا حاجة لکوالی الطیب اجتنبوا الدخان والغبار والنتن وعلیکم بالدم والحلوئی والطیب والحمام  
پر طیب کی کچھ حاجت نہیں بچتے رہو دھوئیں اور غبار اور بپوست اور استعمال کیا کرو چکنائی اور مٹھائی اور خوشبو اور حمام

و ذکر فی القانون ان جمیع اصناف الدخان محفف بجوهر الارض و فیہ نار یة یسیرة قال بعض الفضلاء  
اور قانون میں مذکور ہے کہ دھوئیں کی تمام قسمیں باعتبار اسے جو ہر ارضی کے محفف ہیں اور اس میں کچھ ناریت ہوتی ہے یعنی فاضل کتے ہیں

فاذا کان محففا یكون محففا للطروبات البدنیة فیؤدی الی حصول امراض كثيرة فلا یجوز استعماله لوجوب  
جب دھواں محفف ہو تو بدن کی رطوبت کو خشک کر لگا پیر اس سے بہت سے بیماریاں پیدا ہونگی تو اسکا برتنا جائز نہیں ہے اسوائے کہ

صیانة النفس عن حقوق الضرر وقد ذکر فی نصاب الاحتساب ان استعمال المضر حرام فان قبل بعض الاطباء  
ضرر سے جان کا بھانا واجب ہے اور نصاب الاحتساب میں مذکور ہے کہ مضر کا استعمال کرنا حرام ہے اگر کوئی اعتراض کرے کہ بعضے دفعہ

قد یعالجون بعض الامراض ببعض اصناف الدخان ولشاهد نفعه فیکف یصح المنع عن استعمال جمیع اصنافه  
طیب بعض بیماریوں کا علاج بعضے قسم کے دھوئیں سے کرتے ہیں پیرا دسکا فائدہ ظاہر معلوم ہوتا ہے تمام قسم کے دھوئیں سے ممانعت کرنی کیونکہ صحیح ہے

فالجواب انہو یعالجون به لحظہ یسیرة لا علی الدوام حتی یحصل ما ذکر من التحفیف فانقیل ما ذکر من التحفیف  
تو جواب یہ ہے کہ طبیب دھوئیں سے تھوڑی دیر کے واسطے علاج کرتے ہیں ہمیشہ کے واسطے نہیں کرتے تاکہ خشکی پیدا ہو تھوڑی دیر کوئی یہ اعتراض کرے کہ خشکی جو تم

لا یضر فی البلغمی للثرة رطوباته وانتفاعه بتحفیفها فواجب المنع فالجواب ان حد الانتفاع به مجهول فلا بد  
کتے ہو سو بلغمی مزاج کو ضرر نہیں کرتے کیونکہ بلغمی میں رطوبات بہت ہوتی ہیں اور خشکی جو بلغمی کو فائدہ ہوتا ہے پیرا نفع کیونکہ تو جواب یہ ہے کہ دھوئیں کو فائدہ دینے کی ضرورت نہیں

فی معرفة ذلك من طبیب حاذق عاروف بالامراة والقدر الذی ینتفع به ولا فالاقدم علیہ غیر جاضر  
اب اسکی دریافت کے واسطے ہر ماہ ذی طبیب چاہی جو آدمی کے مزاجوں سے واقف ہو اور اس مقدار کو جانے جس میں نفع ہوتا ہو اور نہیں تو عمل کرنا ہرگز جائز نہیں ہے



اصلا لوقوع التردد بین السلامة وعدمها فان لعدول ممن كانوا استملوه قد اختلفوا فیہ فمنهم  
 اسواطی کہ سلامتی اور عدم سلامتی میں شک ہے کیونکہ نصف عادل حد نوشون کو اس میں اختلاف ہے یعنی ادن میں سے  
 من یقول بضرہ ومنهم من یقول بعدم ضرہ ومنهم من یشک فیہ لکن الفرق الاغلب الذی جانب الحق  
 ضرر کے قائل ہیں اور بعض کہتے ہیں ضرر نہیں ہے اور بعضوں کو ضرر میں شک ہے لیکن اکثر ائمہ اس کے حق بات ادنی طرف  
 الیہ اقرب یقول انه فی ابتداءه یحدث قوۃ فی الجسد وحدۃ فی البصر وهما فی الطعام ونشاط فی الاعضاء  
 قریب تر معلوم ہوتی ہے یہ کہتے ہیں کہ حق پہلے پہلے تو جسم میں قوت پیدا کرتا ہے اور نگاہ میں تیزی اور کھانے کا اضمہ اور اعضا میں سرور  
 فاذا حصلت المداومة یورث غشاوۃ فی البصر وثقلا فی الاعضاء وامساكا فی العاضمة وضعفا فی البدن  
 پہ جب مداومت ہو جاتی ہے تو بینائی پر پردہ پیدا کرتا ہے اور اعضا میں گرانی اور اضمہ میں اساک اور بدن میں سستی  
 وذلك لانه كما قال الاطباء یجفف مع نوع حرارة فیفضل فی ابتداءه ما ذکرہ او لاوی انتہائہ ما ذکرہ ثانیاً علی انه  
 اور یہ اس لیے کہ بسیار طبیبت کہتے ہیں کہ ہونے لگی کرتا ہے کہ چھ حرارت سے سو پہلے پہلے وہی اثر کرتا ہے جو پہلے بیان کیا اور آخر کو وہ کرتا ہے جو پھر بیان کیا علاوہ یہ ہے  
 لو تحقق نفعه فبعلا لنفع یمنع من استعماله لانه یمنع دواء ولا یجوز استعمال الدواء بعد زوال المرض لانه اذا  
 کہ اگر فائدہ ثابت ہی ہو تو بعد فائدہ کے استعمال کی مانعت اس لیے ہے کہ حق اب دوا ہو اور دوا کا استعمال بیماری جانے کے بعد جائز نہیں ہے کیونکہ دوا  
 لو یجد مرضا ینزلہ یاخذ من البدن فیؤدی الی الضرر ویؤدی الی الضرر یمنع من استعماله وان کان فیہ  
 اگر بیماری کو نہیں پاتی کہ جسکو دفع کرے تو پھر بدن میں اثر کرتے ہی پھر اس سے ضرر ہوتا ہے اور جس چیز میں ضرر ہوتا ہو اس کا استعمال کرنا منع ہی اگر چہ وہ میں  
 نفع الا تری ان الخیر المحرمۃ بالنصر قد اخبیر القرآن بنفعها كما قال الله تعالیٰ یسئلونک عن الخمر والمیسر قل  
 فائدہ ہی ہو کیا معلوم نہیں کہ شراب جو مریخ آیت سے حرام ہے قرآن میں اس کے فائدہ کی خبر کو رسے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے پوچھتے ہیں حکم شراب اور جو  
 فیہما کثیرا ثم کثیرا و منافع للناس لکن جانب النفع اذا قابلہ جانب الضرر یجوز جانب الضرر حتی قال الفقهاء  
 تو کبہ انہیں گناہ ٹہرا ہے اور فائدہ ہی بھی ہیں لوگوں کو لیکن نفع کی جانب سے اگر ضرر کی جانب مقابل ہو جاتی ہے تو ضرر کی جانب ملحوظ ہوتی ہے یہاں تک کہ فقہا کہتے ہیں  
 لو کان فی شئ وجوه شتی توجب الحل والجواز ووجه واحد یوجب المحرمۃ وعدم الجواز یرجح جانب المحرمۃ  
 اگر ایک چیز میں کئی وجوہ ہوں جس سے حلت اور جواز لازم آتا ہو اور ایک وجہ ایسی ہو جس سے حرمت اور عدم جواز لازم آتا ہو تو اس واسطے احتیاط کے  
 احتیاطا فانقل ان المستعملین لہ یدعون النفع یمنعون عقیب استعماله خفة فی البدن فیکف یصح القول  
 حرمت کی جانب کو غالب رکھیں گے اگر کوئی اعتراض کرے کہ حد نوشون دعوئے کرتے ہیں کہ حد پینے کے بعد بدن میں سخت پیدا ہوتی ہے پھر کیونکر کہتے ہو  
 بعدم النفع فیہ فالجواب علی ما ذکرہ بعض المتناولین لتجربة نفعه وضرره ان المستعملین لہ یحصل لہ  
 کہ اس میں فائدہ نہیں ہے پس جواب موافق بیان بعض حد نوشون کے جنہوں نے اس کے نفع اور ضرر کا تجربہ کیا ہے یہ کہ حد نوشون کو حد پیتے ہوئے  
 حال استعماله المرشد یدفعند فراغهم عنہ یمنون من ذلك الا لو یحصل لہم راحة فیظن هؤلاء المساکین  
 ایک سخت الم ہوتا ہے جب وہ بے چکتے ہیں تو تب اس الم سے نجات ہوتی ہے اور ایک طرف کی راحت ملتی ہے سو یہ بیچارے یہ جانتے ہیں  
 ان تلك الراحة حصلت من استعماله ولا یدرون انها لما حصلت من خلاصهم عن استعماله ثم ان  
 کہ یہ راحت حد پینے سے حاصل ہوئی ہے یہ نہیں سمجھتے کہ یہ راحت حد موقوف کرنے سے ہوئی ہے پھر  
 لنا فی معرفة حرمة الاشیاء وابطحها وجہا حسنا یرجع الی الاصول وهو ان الحق فی الاشیاء قبل البعثۃ  
 ہمارے پاس واسطے دریافت اشیا کے حرمت اور اباحت کی ایک خوب وجہ اصول سے متعلق ہے وہ یہ ہے کہ حق یوں ہے کہ بشت سے پہلے  
 ان لا یكون فیہا حکم وبعد البعثۃ اختلف العلماء فیہا علی ثلثة اقوال الاول انها متصفۃ بالحرمة الا  
 اشیا میں کوئی حکم حلت اور حرمت کا نہیں تھا اور بشت کے بعد علما کے تین قول اختلافی ہیں اول یہ کہ تمام اشیا حرام مگر



مادل دلیل الشرع علی اباحته والثانی انها متصفة بالاباحة الامادل دلیل الشرع علی حرمة و الثالث  
 حکو دلیل شرعی نے مباح کر دیا اور دوسرا قول تمام اشیا مباح مگر جسکو دلیل شرعی نے حرام کر دیا اور تیسرا قول

وهو الصحيح ان يكون فيها تفصيل وهو ان المضار متصفة بالحرمة بمعنى ان الاصل فيها الحرمة وان المنافع  
 جو صحیح ہے کہ اشیا میں تفصیل ہے کہ تمام اشیا ضرر رسان تو حرام یعنی اصل ادن میں حرمت ہے اور اشیا نفع مند

متصفة بالاباحة لقوله تعالى هو الذي خلق لكم ما في الارض جميعا فانه تعالى ذكره في معرض الامتنان  
 مباح ہیں واسطے اس آیت کے وہی ہے جس نے بنایا تمہارے واسطے جو کچھ زمین میں ہے سب کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت سنت وہی کی کچھ پر نازل فرمائی ہے

ولا يكون الامتنان الا بالمنافع المباح فكأنه قيل هو الذي خلق لاجل نفعكم جميعا ما في الارض من المنافع لتتفعوا  
 اور سنت وہی بدون منفعت مباح کے نہیں ہو سکتی گویا یہ مطلب جو کہ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہارے فائدے کے واسطے تمام منفعت کی چیزیں جو زمین پر ہیں پیدا کیں

بها وعلى هذا القول الثالث الصحيح يخرج حكم هذا الدخان ايضا فانه لو كان نافعا لكان الاصل فيه الاباحة  
 تاکہ اس سے منفعت لو اس ہی تیسرے قول سے جو صحیح ہے حقہ کا حکم ہی نکلتا ہی بیشک حقہ اگر مفید ہوتا تو اللہ تعالیٰ اصل میں مباح ہوتا

لكن قد ثبت باخبار الخذاق من الاطباء انه مضر ولو في الاجل فيكون الاصل فيه الحرمة بل لو وقع فيه الشك  
 لیکن حاذق طبیوں کی خبر دینے سے ثابت ہو چکا ہے کہ حقہ مضر ہوتا ہے اگرچہ انجام میں پہر اصل میں حرمت سے بگڑا اگر ضرر کرنے میں شک ہو

لغلب جانب الحرمة كما هو القاعدة الشرعية فانه عليه السلام قال الحلال بين والحرام بين وبينهما مشبهات  
 تو ہی حرمت کی جانب غالب ہوتی چنانچہ ہی قاعدہ شرعی ہی کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور ان کے درمیان مشبہات ہیں

لا يعلمهن كثير من الناس فمن اتقى الشبهات فقد استبرأ لدينه وعرضه ومن وقع في الشبهات وقع  
 شکو اکثر آدمی نہیں جانتے پہر جو شخص شہات سے بچتا رہا تو اس نے اپنا دین اور آبرو بچالی اور جو شہات میں گہس گیا تو حرام میں واقع ہوا

في الحرام كالراعي يورعي حول الحنظل يوشك ان يقع فيه واختلف العلماء في حكم هذه الشبهات فذهب بعضهم  
 جیسے چوپایہ بظلم کے گرد چرتا چرتا بٹیر کے اندر گہس جاتا ہے اور علماء نے اختلاف کیا ہے ان مشبہات کے حکم میں یعنی تو

الحرمة ما لانه عليه السلام قد اخبر في هذا الحديث بان من ترك ما اشتبه عليه حكمه ولو ينكشف امره  
 اور کسی حرمت کے قائل ہونے میں سوا اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں فرمایا جس شخص نے ترک کیا ایسی چیز کو جس کا حکم اور کو معلوم نہ ہو اور اس کا حکم

يكون دينه سالما مما يفسده او ينقصه ونفسه ناجيا مما يعيبه ويلا م عليه ومن لم يتركه بل فعل يقع  
 کھلا ہو تو اس کا دین مفسدات اور نقصان سے بچا اور اس کی جان عیب سے اور سلامت سے بچی اور جس نے ترک کیا بلکہ عمل میں لایا

في الحرام وهذا الدخان مما اشتبه عليه حكمه ولو ينكشف حقيقة امره فمن تركه ولم يستعمله يكون دينه  
 تو حرام میں پہنسا اور حقہ کا ہی حکم صاف معلوم نہیں ہے اور اس کا حال کھلا ہوا نہیں ہے پر جس نے اسکو ترک کیا نہ پیا تو اس کا دین

سالما من الفساد والنقصان ناجيا من العيب واللوم بين الا نام ومن لم يتركه بل استعماله يقع في الحرام وقد  
 نسا اور نقصان سے بچا ہوا ہے خلقت کی طرف سے خدا کو کچھ عیب ہونہ ملامت اور جس نے ترک کیا بلکہ پیا حرام میں پہنسا اور

بعضهم الى كراهتها لما جاء في حديث اخر انه عليه السلام قال الامور ثلاثة امر تبين لك بشدة فابتعه وامر تبين  
 یعنی علماء مشبہات کی کراہت کے قائل ہونے میں اس واسطے کہ اور حدیث میں آیا ہے کہ آپؐ فرمایا تین چیزیں ہیں ایک وہ جسکی خوبی کچھ معلوم ہو گئی اور کسی اور کچھ نہیں

لك غيبه فاجتنبه وامر اختلف فيه فدع ما يريبك ولا يريبك الا شيئا لا شك ان امر الدخان مما ارب و اوقع في الاضطراب  
 عیب کچھ معلوم ہو گیا تو اس سے پرہیز کر ایک وہ ہے جس میں اختلاف ہو سوا بچو مشکو کو طرف غیر مشکو کے اور شک نہیں کہ حقہ کا حال ایسا ہے جس میں شک اور اضطراب

واقبل مراتبه الكراهة ولا يظن انه ينتهي الى درجة الاباحة بتعلل كثير من يتعاطاه انه نافع لكل داء والهم  
 اور اس کے مراتب سے کم کراہت کا جو یہ خیال میں نہیں آتا کہ اباحت کے درجہ کو پہنچ جاوے اکثر حقہ نوشون کی علت بیان کرنے کی وجہ سے ہر مرض کی دوا ہونے کا



وجدوا في استعماله دواء لا مرضه ولا ذلك من تلبس ابليس عليه صوم وتزنيه لصح حتى يتولد من تكافئه في  
 او س كوني كراهنى بياربون سے شفا پائی اس واسطے کہ اون پر یہ شیطانی دہوکا اور ابلیس کی آرا پائی دی ہوئی ہے تاکہ دعوان جیسے مجھے آڑ کو  
 عاقبة امره حاء لاد واء فان تکراره يسوح ما يقابله فيتولد منه الحرارة فيكون عاقبة امره داء لاد واء ثم يلبس  
 ایسی بیماری پیدا ہو سکتی کچھ دوا نہیں ہے کیونکہ حقہ کا برابر پینا سانسے کی جگہ کو سیاہ کر دیتا ہے پھر اسی گرمی یا ہرنی ہر پھر آڑ کو ایسا مرض ہر جاہر جسکی دوا نہیں ہے پھر  
 علی دعوتهم ان يكون الناس كلهم مرضى وان يكون مرضهم في جميع الفصول الاربعة من نوع واحد ان يكون  
 اونکے دعوی کے موافق ہے لازم آتا ہے کہ تمام آدمی بیمار ہوں اور اونکی بیماری تمام سال پاروں متصل نہیں ایک ہی قسم کی ہوا  
 معالجتهم فيها شئ واحد على كيفية واحدة وبطلانه غير خفي على احد من العقلاء ثم فيه اضاءة للمال  
 اور نکا علاج بھی ایک ہی دوا سے ایک ہی طریقہ پر ہو اور اس کا بطلان ہر ایک عامل پر ظاہر ہے پھر اس میں مال کا تلف کرنا ہے  
 لانه يشتري بقرن غالي فيدخل في الاسرار والمحرم مع نتن يجه واذيته بشامة الذين لا يستعملونه وقد  
 کیونکہ سنگے دام سے خریدتا ہے اب اسرار میں جو حرام ہے وہ آں ہو اور اس میں جو ہلاک اور کوئی کوئی کو نہیں پیتے میں بہت تکلیف دینی ہے اور  
 روى انه عليه السلام قال كل مودخ في النار وقال الكناسي الرائحة المنتنة تحرق الخياشيم وتصل الى الدماخ  
 روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے دینے والے سب دوزخی میں اور کتاسی کہتا ہے ہر بوناک کے تھنوں کو جلادیتی ہے اور دماغ میں جا کر  
 وتؤدي الانسان لذلك قال النبي صلى الله عليه وسلم من اكل من هذه الشجرة فلا يقرب مسجدنا يؤذيها برحمة والمراد من هذه  
 آدمی کو اذیت ہے اس ہی واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اس درخت میں سے کھا یا تو ہمارا مسجد کے پاس نہ آوے کہ کراہی ہو سے بڑا دوا دوسری  
 الشجرة كل ماله رائحة كريهة يتأذى منها الانسان بدليل تعليه عليه السلام والمعنى ان من اكل شيئاً ماله رائحة  
 علت بیان فرمانے سے ثابت ہے کہ مراد اس درخت سے وہ ہے جس میں ایسی برہم ہو جو دہوکا اس سے انسان کو تکلیف ہو اور مراد یہ ہے کہ جو شخص ایسی چیز کھاوے  
 كريهة يتأذى منها الانسان فلا يقرب مسجدنا لانه يؤذيها برائحة الكريهة وقد ثبت في صحيح مسلم انه  
 جس میں برہم ہو کہ انسان کو اس سے اذیت ہو تو ہمارا مسجد کے پاس ہرگز نہ آوے ایسے کہ کھو جو برہم سے اذیت لگے اور صحیح مسلم میں ثابت ہو چکا ہے  
 عليه السلام كان اذا وجد من رجل في المسجد ريح البصل او الثوم امر به فاخرج الى البقيع ولهذا قال الفقهاء  
 کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی شخص میں مسجد کے اندر بوسے پاز یا لہسن کی پانے تو بیع کی طرف نکلوا دیتے اس ہی واسطے کہ کتے میں  
 كل من وجد فيه رائحة كريهة يتأذى بها الانسان يلزم اخراجه من المسجد ولو جرة من يده ورجله دون  
 جس میں ایسی برہم آتی ہو کہ اس سے انسان کو تکلیف ہووے تو اسکا مسجد سے نکال دینا لازم ہے اگرچہ ہاتھ سے اور پاؤں سے کہیں  
 لحيته وشعر رأسه فعلى هذا يلزم اخراجه كثير من الائمة والمؤذنين من المسجد في هذا الزمان لوجود رائحة  
 اور اسی اور سر کے بال پڑ کر نہیں اس روایت کے موافق میں نے اکثر اماموں اور مؤذنون کا مسجد میں سے نکال دینا لازم آتا ہے کیونکہ انہیں یہ ہی  
 كريهة فيهم بسبب مداومتهم على استعمال الدخان الكريهة بل هو قد يستعملونه في داخل المسجد الجامع  
 جو جو دہوکا ہے کیونکہ ہمیشہ حقہ بودا رہے جاتے ہیں بلکہ لہسنے دھند جابج مسجد کے اندر پیتے ہیں  
 فيكون الكراهة في حقهم اشد والثر وقد كتب بعض المالكية في الديار الحجازية جوابا عن سؤال يتعلق بالدخان  
 انکے حق میں کراہت بہت سخت اور بڑی ہے اور جیسے علماء مالکی مذہب نے لکھا تھا زمین ایک سوال کا جو حقہ کے باب میں تھا یہ جواب لکھا ہے  
 وهوان استعمال الدخان حرام كاصله لان اصله الخشبية والنار لكونه اجزاء من الخشب من جهة باجزاء  
 کہ زمین کو استعمال کرنا حرام ہے جیسے اسکی اصل اس واسطے کہ اسکی اصل کڑوی ہے اور آگ کیونکہ دعوان لڑا جا جو ہرانا ہے کچھ آگ ہی ہوئی سو دعوان  
 من النار فهو من حيث اجزائه النارية التي فيه يحرم استعماله لقوله تعالى لان الذين ياكلون أموال اليتيمى  
 اس لیے کہ اس میں آگ ہی ہے استعمال کرنا حرام ہے واسطے نزل اللہ تعالیٰ کے جو لوگ کھاتے ہیں ان میں سے





ظلمًا لما باکون فی بطونہم نانا فدل النص علی حرمة النار فحرم الدخان الحاصل منها وایضاً انه تعالی جعله  
 مباحاً و یہی کہا نے ہیں اپنے پٹ میں آگ پر آیت آگ کی حرمت پر دلالت کرتی ہے سو دھواں بھی جو اس سے پیدا ہوتا ہے حرام ہے اور یہی ذکر اللہ تعالیٰ نے  
 فرمایا عذاب بہ حیث قال فی حق قوم یونس النبی علیہ السلام لما آمنوا کشفنا عنهم عذاب الخزی فی الحیوة الدنیا  
 و دھواں کو عذاب کی چیزوں میں مقرر کیا ہے چنانچہ قوم یونس کے حق میں سزا تھی کہ کھول دیا ہم نے ان پر سے ان کا دھواں یا کوئی  
 فالعذاب المکشوف عنهم کان دخاناً وقال فی آیة اخری فازتعب یوم تالی السماء بدخان مبین یغشی الناس  
 سو عذاب جو ان سے سزا ہوا تھا دھواں ہی تھا اور ایلہ آیت میں لہرانا ہے سو جو راہ دکھ سہن لاوے آسمان دھواں صریح جو گہرے لوگوں کو  
 هذا عذاب الیوم والمراد بالدخان المذكور فی هذه الآیة معناه الحقیقہ علی قول و علی هذا القول یکون النظم  
 یہ ہی دکھ کی بار اور مراد دھواں سے اس آیت میں ایک قول کے موافق جتنے معنی ہیں اور اس قول کے موافق آیت کی عبارت سے  
 الکفر صریحاً فی کون الدخان عذاباً بالیوم ما بہ التعذیب یحرم استعماله فان الفقہاء قد اتفقوا علی وجوب  
 سات معلوم ہوتا ہے کہ دھواں دردناک عذاب ہے اور جس چیز سے عذاب داغ ہوتا ہو اس کا استعمال حرام ہے کیونکہ تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ  
 الفرائض من محل العذاب کبطن محترقانه علی لفظه اسوال فاعل من التحسیر اسروا داهلک الله تعالی فیہ  
 جس جگہ کسی آیت کو عذاب ہوا ہو اس جگہ سے بھاگنا واجب ہے جیسے لطن مسر کیونکہ اسم فاعل کے وزن پر تحریر میں سے ہم ایک دواہے کا ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے  
 اصحاب الفیل فاذا وجب الفرائض من محل العذاب فوجوب الفرائض ما بہ العذاب اولی ثمران المستعملین له ترہو  
 اصحاب فیل کو ہلاک کیا تھا پہر جب عذاب کی جگہ سے بھاگنا واجب ہوا تو عذاب کی چیز سے بھاگنا بہت ضرور ہے پھر جتنے بچے والوں کو تو دیکھتا ہے  
 انه ینخرج من علوقہم وانوفہم دخان فی تشبہ باهل النار وبالذین یملکون فی آخر الزمان من الاشرار کما جاء فی الحدیث  
 کہ دھواں ان کے ملن میں سے اور ناک میں سے نکلتا ہے اور اس حال میں دو چیزوں کے موافق اور ان کے برابر ہیں جو آخر زمانہ میں شریر لوگ ہلاک ہونگے چنانچہ حدیث میں آیا ہے  
 انه یکون فی آخر الزمان دخان یملا الارض یقیم علی الناس ربیعین یوما ما المؤمن فی صیبه کھیثہ الزکام واما  
 کہ آخر زمانہ میں ایسا دھواں پیدا ہوگا کہ تمام روی زمین کو ڈھانپ کر لوگوں پر چالیس دن تک قائم رہیگا پہر مومن شخصوں کو تو اس سے بچے زکام ہوتا ہے اور  
 الکافر ینخرج من مخزیه واذنیہ وعینیہ حتی یصلی رأس احدہم کالرأس الخبیث ای المشوی فلا ینبغ للمؤمن  
 کانز کے روزن تھنوں میں سے اور روزن کا لون میں سے اور روزن آنکھوں میں سے دھواں نکلے گا ایسا کہ ایک کاسر ایسا ہو جائیگا جس سے سر پہر لہجے خوشبو جان لوگوں میں بھانپے  
 ان یتشبہ باهل العذاب ولان یتعجل ماہو من نوع العذاب فلا ماہو من ملاسات اهل العذاب وقد کمرہ جمیع  
 کہ عذاب والوں کا ساحل بنالین اور نہ یہ چاہیے کہ عذاب کی چیزوں کو استعمال کریں اور نہ عذاب والوں کا سا لباس پہنیں اور تمام عل سے  
 من العلماء المتختم بالحدید والنحاس لما ثبت فی الحدیث انہما حلیۃ اهل النار و صح علی ما ذکرہ الہلالی فی مختصر حیاہ  
 رہے اور تانبے کی انگوٹھی پہننے کو مکروہ کہا ہے کیونکہ حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ لوہا اور تانبہ زبور روزنوں کا ہے اور زعفران ہلالی کے مختصر الاحیاء میں  
 انه علیہ السلام کان یکرہ الطعام السخن ویقول ان الله تعالی لم یطعمنا ناراً فہذا الدخان اولی بالکراہۃ لانہ مختلط  
 صحیح ہوا ہے کہ پیپر جلے اللہ علیہ وسلم گرم کھانے کو مکروہ کہتے اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو آگ کھانے کو نہیں دی سوا بے دھواں کہ آیت میں زیادہ تر ہے اس سے کہ ہمیں  
 باجزاء ناریۃ کما فرقلو لہ یکن فی استعمالہ الاتسوید للثیاب والابدان وکراہۃ الرائحة والالتیان یکفی لتجر اللعاقل عن  
 اجزاء نار سے ہونگے ہیں چنانچہ گوار چکا ہے پہر اگر جتنے بچے میں سوا سے یا ہی کپڑوں اور جسم پہر اور نمن کے کہہ ہوتا تو ہی غافل کے واسطے بچے سے روکنے کو کافی تھا  
 استعمالہ بل لو لہ یکن فی استعمالہ الاحیاء سنة الکفار الذین اخرجوہ و اظہرہ فی بلادہ اسلام تو سلا الی الضرر الہل  
 بلکہ اگر اس کے بچے میں کچھ دھواں سوا سے رواج دینے سے کفار کے جنوں نے اس کو نکال کر بلاد اسلام میں بھیلا یا سوا اہل اسلام کی ضرورت سنان کے لیے  
 الاسلام لکان باعنا للعاقل علی اجتنابہ وما ناعون اذ تکابہ لکن اکثر اهل الزمان طباً لغیرہم خا مدہ صعبہ  
 تو ہی غافل کے لیے باعث اجتناب کا تھا اور اسکے اختیار کرنے سے مانع آتا لیکن اس زمانہ کی لوگوں کی طبیعتیں ایسی ہی ہوتی ہیں کہ اسلام



الانقیاد ماثلة دائما الى ما لا يعينهم ان نصحو الم يقبلوا وان علموا الم يتعلموا وان فهموا الم يتفهموا  
 مطیع نہیں ہوئیں ہمیشہ بلا تامل اور کی طرف کھلے رہنے میں اگر نصیحت کر دو نہیں اسے اگر کلمہ تو نہیں کہتے اگر سمجھتے تو نہیں سمجھتے  
 وان فهموا ترکوا ما فهموا وهم من الذین ان یروا سبیل الرشید لا یخذوہ سبیل اولان یروا سبیل الخیر  
 اور اگر سمجھیں تو سمجھ کر ترک کریں اور وہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر دیکھیں راہ سنوار کے تو نہ پھیل دیں راہ اور اگر دیکھیں راہ اولان

یخذوہ سبیل انسل اللہ تعالیٰ ان یوفقنا سبیل الرشید و یجدنا عن سبیل الغی المجلس الحادى والثلاثون  
 اور کبھی راہ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے میں کہ ہو نیک رہنے کی توفیق دے اور ہو گویا کی راہ سے دور رکھے آپس میں مجلس

فی بیان سنیت الاعتکاف وطلب لیلۃ القدر فیہ وفضیلتہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 بیان میں سنت ہونی اعتکاف کی اور لیلۃ القدر کی تلاش اور اس کی فضیلت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

الر اعتكفت العشر الاول بطلب هذه الليلة ثم اعتكفت العشر الاوسط ثم اتيت فقيل لي التمسها في العشر  
 میں نے رمضان کے پہلے عشرہ میں لیلۃ القدر کی تلاش میں اعتکاف کیا پھر بعد اسکے چھ کے دس میں اعتکاف کیا پھر میں تیار ہوا تو مجھے کہا کہ لیلۃ القدر کو پہلے عشرہ  
 الا واخر فمن كان اعتكف معي فديعتكف في العشر الا واخر فقد اريت هذه الليلة ثم ائسيتها هذا الحديث من صحاح  
 میں تلاش کر جو جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہو تو وہ پہلے عشرہ میں پھر اعتکاف کرے میں نے لیلۃ القدر کو بیشک دیکھا ہے میرے دسے مٹلاوی یہ حدیث صحیح کی

المصابيح رواه ابو سعيد الخدري واصله على ما في الصحيحين انه عليه السلام اعتكف العشر الاول من  
 صحیح صحیح بن بن ہے ابو سعید خدری کی روایت سے اور اصل اس حدیث کی جیسے کہ صحیح بخاری اور مسلم میں ہے بون ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے پہلے عشرہ میں

رمضان ثم اعتكف العشر الاوسط في قبة ترقية ثم اطعم رأسه فقال اني اعتكفت العشر الاول لطلب  
 اعتکاف کیا پھر چھ کے دس میں ترک کی خبر کے اندر اعتکاف کیا پھر سر مبارک باہر نکال کر فرمایا کہ میں نے پہلی چھ میں اس شب کی تلاش میں اعتکاف کیا

هذه الليلة الى آخر الحديث وفيه دليل على ان المقصود من شرعية الاعتكاف طلب ليلة القدر فانها  
 آخرو حدیث تک اور اس میں یہ دلیل ہے کہ مقصود اعتکاف کے شروع ہونے سے شب قدر کی تلاش ہے کیونکہ یہ شب موافق مضمون نص

لكونها خيرا من لفت شهر بالنص يلزم احياءها باشراف الاعمال اذ فيه تفرغ القلب عن امور الدنيا وتسلية  
 کے ہزار ہندوں سے بہتر ہے تو اس شب میں نیک اعمال کے شغل میں جاگتے رہنا لازم ہے کیونکہ اس میں امور دنیا سے دلگاہالی رکھنا اور

النفس الى المولى والتحسين بحسن حصين وملازمة بيت رب العالمين فيكون كمن احتاج الى عظيم  
 روحانی کو ماٹنا اور پناہ لینا لہذا مضبوط سے اور ملازمت پروردگار عالم کی گہر کی ہے پھر ایسا ہے جیسا کوئی ایک تو ان کو کا محتاج ہو کر اس کے

فلازمه حتى قضى ما ربه فان قيل اذا كان شرعية الاعتكاف لطلب ليلة القدر فلم لخصت بالليل فالجواب  
 دروازے پر بیان تک پڑا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی اعتراض کرے جب مشروعیت اعتکاف کے واسطے تلاش لیلۃ القدر کی ہے تو پھر اعتکاف صرف رات ہی سے

ان الشاخص قد نص على كون الاجتهاد في يومها كالاجتهاد في ليلتها في الاستحباب ذكره النووي في الاذكار  
 کہ امام شافعی نے صاف کہا ہے کہ سنی دن کے اندر ایسے ہی مستحب ہے جیسے رات کو مستحب ہے یہ خود کے نے ازکار میں بیان کیا ہے

وهذا الحديث يقتضيه ايضا لانه عليه السلام اعتكف العشر الاول من رمضان لطلب تلك الليلة  
 اور اس حدیث سے بھی یہ ہی لازم آتا ہے اس لیے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے پہلے عشرہ میں لیلۃ القدر کی تلاش کی تھی اعتکاف کیا

ثم اعتكف العشر الاوسط فلما اتت من الملائكة فقال انها في العشر الا واخره في العشر الاول ولا في  
 پھر چھ کے عشرہ میں اعتکاف کیا پھر جب اس کو پورا کر کے تو ایک سند سختی نے کہ لیلۃ القدر پہلے عشرہ میں ہے نہ تو پھر عشرہ میں پھر

اس حدیث میں یہ ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے



يعتكف العشرة الاواخر من رمضان حتى يتوفاه الله تعالى ثم اعتكف ازواجه من بعده قال الزهري عجبا  
 رمضان کے پچھلے عشرہ میں ہمیشہ اعتکاف کرتے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دی پھر ان کے بعد ازواج صحرات کو حج میں لے گیا ہے  
 من الناس كيف يتركون الاعتكاف ورسول الله عليه السلام كان يفعل الشيء ويتركه ولم يترك الاعتكاف  
 لو ان من سجد انما ہے کہ اعتکاف کیسا ہو ڈرکما ہے اور مال یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کام نہ کرنے میں اور نہ ہی رہنے اور اعتکاف کو  
 حتى قبضت الاعتكاف في اللغة الاقامة على الشيء وجلس النفس عليه وفي الشريعة الاقامة في المسجد واللبث فيه  
 انبردم تک نہیں ہو ڈر اعتکاف کے معنی لنت میں ایک شے پر قائم رہنا اور اس شے پر نفس کو روکنا اور شریعت میں نیت کے ساتھ مسجد میں رہنا  
 مع النية اما اللبث فركنه واما المسجد والنية فشرطه والمعنى اللغوي موجود فيه مع زيادة وصف  
 رہنا اور درنگ کرنی جیسے پھیرے رہنا تو اعتکاف کا رکن ہے اور مسجد اور نیت اعتکاف کے شرط ہیں اور نیت سے جس شے میں نیت زیادتی وصف کو ساتھ لایا جاتا ہے  
 وهو سنة مؤكدة في العشرة الاخير من رمضان لانه عليه السلام واطب عليه بعد ما قدم المدينة لانه  
 اور اعتکاف سنت مؤکدہ ہے رمضان کے پچھلے عشرہ میں اس واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سے مدینہ شریف میں تشریف لائے تو اعتکاف ہمیشہ کرتے رہے  
 ان توفاه الله تعالى فان قيل المواظبة من غير ترك دليل الوجوب فلم يجب الاعتكاف فالجواب انه عليه السلام  
 بیان تک کہ اللہ نے ان کو وفات دی اگر کوئی اعتراض کرے بیٹھنے کی ایک عمل کے بعد ترک کی وجہ کی دلیل ہوتی ہے پھر اعتکاف واجب کیوں نہیں ہوا تو جواب یہ ہے  
 كان في حق الواجب بعد المواظبة عليه ينكر على تاركه ولم ينكر على من ترك الاعتكاف فعلم انه ليس بواجب بل  
 کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اصل واجب کے باب میں بعد مواظبت کے اس عمل کی تارک کو تہمتا ہے تہمتے اور اعتکاف کی تارک پر کبھی انکار نہیں کیا اس سے معلوم ہوا کہ اعتکاف  
 هو سنة مؤكدة على طريق الكفاية في العشرة الاخير من رمضان وفي غيره من الازمنة نفل وانما يجب  
 سنت مؤکدہ رمضان کے پچھلے عشرہ میں بطور کفایہ کے ہے اور رمضان کے پچھلے عشرہ کے سوا اور دشمن میں نفل ہے اور واجب نہ ہوتا ہے  
 بالنذر والتعلق بالشرط واما ما كان بالشرع فهو تطوع ثوان اقل الواجب يوم حتى لو نذر اعتكاف يوم  
 کہ نذر انویا کسی شرط سے متعلق کر د اور بعد اعتکاف شروع کرنے سے لازم ہونا ہے سو وہ نفل ہے بہر کم سے کم مدت اعتکاف واجب کے بعد نہ کہ اعتکاف  
 يدخل المسجد قبل طلوع الفجر ولا يخرج الا بعد غروب الشمس فان قطعه قبل ذلك او افنده يقضي  
 ایک دن کا نذر مانا تو مسجد میں جمع صادق سے پہلے داخل ہو اور بعد غروب آفتاب کے مسجد سے نکلے سو اگر غروب آفتاب سے پہلے قطع کیا یا فاسد کر دیا تو کوئی نذر  
 ولو نذر اعتكاف يومين او اكثر فدخل المسجد في ابتداء مشروعه قبل غروب الشمس  
 اور اگر دو دن یا کئی دن کے اعتکاف کی نذر کرے تو اعتکاف شروع کرنے کو مسجد میں غروب آفتاب سے پہلے داخل ہو  
 ولا يخرج عند تمامه الا بعد غروبها ولو مات قبل ان يعتكف يلزمه ان يوصي بان  
 اور پورا ہونے کے بعد مسجد سے بعد غروب آفتاب کے نکلے اور اگر اعتکاف کرنے سے پہلے مر جائے تو لازم ہے کہ وصیت کر دے  
 يطعم عنه لكل يوم نصف صاع من الخنطة ولا يصح ما وجب من الاعتكاف الا بالصوم  
 کہ ہر روز کے برے آدھا آدھا صاع کیوں کہ مساکین کو دیدین اور اعتکاف واجب ہر دو روز کے ادا نہیں ہوتا  
 حتى لو نذر اعتكاف يوم فدا كل فيه لا يصح نذره ولا يلزمه شيء وكذا لو نذر  
 جتنا تک کہ اگر کسی نے ایک دن کا اعتکاف نذر مانا کہ اس میں کما چکا تھا تو اس کی نذر صحیح نہیں ہے اور اس کے ذمہ کچھ لازم نہیں ہے اور ایسی ہی  
 اعتكاف ليلة لا يصح لان الليل ليس محلا للصوم واما النفل فالصوم ليس شرطا  
 اگر رات کے اعتکاف کی نذر کی تو صحیح نہیں ہے اس لیے کہ رات کو روزہ نہیں ہوتا اور اعتکاف صلی میں ظاہر روایت کے موافق روزہ  
 فيه في ظاهر الرواية وهو قولهما ايضا فعلى هذه الرواية ليس لاقله تقدير حتى ان من  
 شریعت میں ہے اور مساکین کا بھی یہی قول ہے اب اس روایت کے موافق کم سکوت اعتکاف کے مقرر نہیں ہے ہاں تک کہ شخص

راخصاً



دخل المسجد ونوى الاعتكاف الى ان يخرج يكون معتكفا ما دام فيه ويحصل له ثواب المعتكفين فاذا خرج  
 مسجد من ارضه اور نکلنے تک کے وقت میں اعتکاف کی نیت کرے نہ تک ہو جاوے گا جب تک مسجد میں رہے گا اور اگر اعتکاف والوں کا ساتھ ہوگا اور جب  
 منه ينتهي اعتكافه وروى الحسن عن ابي حنيفة ان الصوم شرط الصحة فعلى هذه الرواية اقله يوم ثلثة اعتكاف  
 مسجد سے نکلے گا تو اس کا اعتکاف پورا ہو جاوے گا اور حسن امام ابو حنیفہ سے روایت کرتا ہے کہ روز جمعہ اعتکاف کی شرط ہے اس روایت کے موافق کم سے کم دو دن اعتکاف  
 لا یصح الا فی مسجد الجماعة له امام ومؤذن یصلی فیہ الصلوات الخمس بالجماعة لانه عبادة انتظار الصلوة  
 سو اس مسجد جماعت کے جب امام اور مؤذن معین ہو اور اس میں پانچ نمازیں جماعت سے ہوتی ہوں اور نہ ہوتا اس واسطے کہ نماز کی انتظاری ہی جماعت ہو  
 فختص بمكان یصلی فیہ ذلك والمرأة تعتکف فی مسجد بیتها ای فی موضع صلوتھا فی بیتھا ولا یخرج منه اذا  
 سو اس میں بیگم ہونا چاہیے جہاں وہ نماز پڑھتی ہوں اور عورت اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرے جسے بیگم اپنے گھر میں نماز پڑھتی ہو پھر اس جگہ سے  
 اعتکف فیہ و لیس لها ان تعتکف فی غیر موضع صلوتھا فی بیتھا وان لم یکن فی بیتھا موضع الصلوة لا یجوز  
 اگر اعتکاف کیا تو نکلے اور عورت کو جائز نہیں ہے کہ اپنی گھر میں سو نماز کی جگہ کی اور کہیں اعتکاف کرے اور اگر اس کے گھر میں نماز کی جگہ کوئی معین نہ ہو  
 لها الاعتکاف فیہ ولا یخرج المعتکف من المسجد الا لحاجة شرعیة كالجمعة او طبیعیة كالبول والغائط  
 تو اگر گھر میں اعتکاف کرنا جائز نہیں ہے اور معتکف مسجد سے بدون حاجت شرعی کے باہر نہ نکلے جیسے نماز جمعہ یا بدو ن حاجت طبیعی کے جیسے پیشاب اور پاخانہ  
 واذا خرج لبول او غائط لا یمکن فی منزله بعد الفراغ من الطهور و یخرج الی الجمعة حین تزول الشمس  
 اور اگر وہ اسے پیشاب یا پاخانہ کے مسجد سے باہر آیا تو طہارت سے فارغ ہو کر گھر میں در نہ لگا دے اور نماز جمعہ کے واسطے آفتاب ڈھلنے کے وقت روز پھر  
 ان كان معتكفا قریباً من الجامع بحيث لو انتظر زوال الشمس لا یفوتہ الخطبة وان كان تفوتہ الخطبة  
 اگر مسجد جماعت سے نزدیک معتکف ہو ایسا کہ اگر آفتاب ڈھلنے کا انتظار کرے تو خطبہ زکوٰۃ ہو جاوے اور اگر جاؤں خطبہ ہو چکے گا  
 لا ینتظر زوال الشمس بل یخرج فی وقت یمکنه ان یاتی الجامع ویصلی اربع رکعات قبل الاذان الذی بین یدی  
 آفتاب ڈھلنے کا انتظار نہ کرے بل ایسے وقت روانہ ہو کہ مسجد جماعت میں جا کر چار رکعتیں لازمی اس اذان سے پہلے پڑھے جو پھر کے سامنے ہونی پڑھ  
 المنبر و فی روایة ست رکعات تحیة المسجد واربع سنة وبعد الجمعة یمکن بقدر ما یصلی اربع  
 اور ایک روایت میں ہے کہ چھ رکعتیں پڑھے دو رکعت تحیة المسجد کی اور چار سنتیں اور بعد نماز جمعہ کے اتنے ٹھہرے کہ چار رکعتیں  
 رکعات اوست رکعات علی حسب اختلاف الاخبار الواردة فی النافلة بعد الجمعة ولا یمکن الاثر من ذلك  
 پھر رکعتیں پڑھے موافق اختلاف حدیثوں کے کہ جمعہ کی بعد کے نفلوں میں وارد ہوئے ہیں اور اس قدر سے زیادہ دیر نہ لگاوے  
 وان صکت لا یضرة ولو یوما ولیلة لكن لا یستحب له ذلك ولا یخرج لعیادة المریض ولا لصلوة الجنائز ولا  
 اور اگر دیر لگا دیکے تو کچھ نقصان نہیں ہے اگرچہ ایک دن اتنے ہو لیکن یہ خلاف مستحب ہے اور اگر ایسی کیواسے نمازوں کے واسطے نماز جنازہ کے جہاں سے اور نہ  
 لاداء الشهادة وهذا قول ابی حنيفة لان الخروج من المسجد بلا عذر ولو ساعة یفسد الاعتکاف وعندہ  
 گو ایسی دینے جہاں سے یہ تمام قول امام ابو حنیفہ ہیں ہوا اسے کہ مسجد میں سے بلا عذر نکلنا اگرچہ ایک ساعت کے لیے ہو اس کے نزدیک اعتکاف کو فاسد کر دیتا ہے  
 وهو الاقبس لان الخروج بینا فی اللبث وما ینافی الشئ یتوی فیہ القلیل والکثیر کالاکل فی الصوم والحديث  
 اور یہی قابل قیاس کے ہے اس واسطے کہ باہر نکلنا اندر ٹھہرنے کے خلاف ہے اور جو شئی کسی شے کے خلاف ہوتی ہے آئینہ نوراً بہت سب برابر ہے جیسے روزہ میں کھانا  
 فی الطهارة وكذا اذا خرج ساعة بعد المرض یبطل لان الخروج بعد المرض من حیث انه لا یغلب قوعه لو یمکن  
 اور روزہ میں حدیث اور ایسی ہی اگر ایک ساعت کے واسطے بیماری کے مزار سے نکلے تو اعتکاف باطل ہو جاوے گا اس واسطے کہ بیماری کے مزار سے نکلنا بہت بڑا گناہ ہے اور ایسی ہی ہوتی ہے  
 مستثنی عن الایجاب فصار کانه خروج من غیر عذر الا انه لا یأثم بالخروج بعد المرض کذا اذا خرج بغیر عذر  
 ایسا سب سے مستثنی نہیں ہوا اس واسطے کہ اگر بلا عذر نکلے آفتاب نماز کی بیماری کے مزار سے نکلنے میں گناہ نہیں ہوتا اور ایسی ہی اگر بلا عذر



ناسیاً یبطل اعتکافہ وکذا اذا اتمد المسجد انتقل الی مسجد اخر او اخرجہ السلطان کرہا او اخرجہ  
یہاں کرکھل آدے تو اعتکاف باطل ہو جاتا ہے اور ایسی ہی اگر مسجد کسی جاوے اور معتکف دوسری مسجد میں چلا جاوے یا اسکو حکم زبردستی نکال دے یا فرمیں تو اعتکاف باطل ہے

الغریب او خرج ہو وحبسہ العزیم مساعۃ یبطل اعتکافہ وقال لا یفسد مالہ یخرج اکثر من نصف یوم و هو  
یادہ آپ نکلے اور فرمیں تو اعتکاف باطل ہو جاتا ہے اور ماہین کہتے ہیں اعتکاف باطل نہیں ہوتا جب تک آدھے دن سے زیادہ نکلا دے

او سمع للناس اذ لا یدلہم من الخروج لا قامۃ حواججہم فلو لم یجہم القلیل منه لوقوعوا فی الخرج ولا حرج فی اکثر  
اس قول میں لوگوں کو بین گنہائیں ہرگز نہ دے اس لئے اپنے لئے بجز دینی کے نکلنا ہی ہوتا ہے اگر توڑی مدت سے نماز توڑے لڑائی میں ہو گیا اور اس زیادت لینے آدھے

الذی ہو اکثر من نصف یوم و یجوز للمعتکف ان یاکل ویشرب وینام و یبیع و یشتری فی المسجد من غیر احضار  
دن سے زیادہ میں کچھ عروج نہیں ہے اور معتکف کو ہاتھ نہی کہ مسجد کے اندر کھارے اور پیوے اور بیچے اور خریدے ہرگز نہی کا اسباب مسجد میں

السلعة فیہ قال بعض العلماء المراد بہ ما لا بد منه کالطعام و نحوہ واما اذا اراد ان یتخذہ متجرا  
دالار کے لینے ملا کہتے ہیں کہ اس سے مراد ضروری کارہین جیسے کھانا وغیرہ اور اگر معتکف چاہے کہ مسجد کو دکان تجارت کی بنائے

یکرہ لہ ذلک قال الزیلعی و ہذا صحیح لانه منقطع الی اللہ تعالی فلا ینبغی لہ ان یشغول فیہ با صوار  
زیلعی نے کہا ہے کہ قول صحیح ہے کہ خدا کے واسطے الگ ہو بیٹھا ہے

الدنیاء و یکرہ لہ الصمت والمراد صمت یعقداۃ عبادۃ و هو منہی عنہ لکونہ شریعۃ منسوخۃ و یلازم  
اور معتکف کو کرہ ہے چپکے رہنا اور مراد چپکے رہنا عبادت سمجھ کر اور مجموع سے

قراءۃ القرآن والحديث و علم الدین وسیر النبی وقصص الانبیاء وحکایات الصالحین و کتابۃ اموال الدین  
کیے جاوے اور حدیث اور علم دین فہم وغیرہ اور تاریخ نبوی اور احوال انبیاء کے اور حکایات صالحین کے پڑھا کرے اور امور دینی کی کرے اور دینی

اما التکلم بما لیس بخیر فانه مکرہ لغير المعتکف فی غیر المسجد فساظنک للمعتکف فی المسجد و یجزم علیہ  
گفتار کیا بیوہ تو ہر دن اعتکاف کے مسجد سے باہر بھی کر دے

الوطی بقولہ تعالی ولا تباشروہن وانتم علیکون فی المسجد وکذا واعیہ کالمس والقبلة ویبطل الاعتکاف  
دلی حرام ہے موافق اس آیت کے اور نہ گراون سے یہ اعتکاف میں بیٹھے ہو مسجد میں اور ایسی ہی دلی کے سامان جیسے چھوڑا اور پور لہنا اور دلی مطلقاً

بالوطی مطلقاً وبالذواعی ان انزل والا فلا ولو اراد ان یجاب الاعتکاف علی نفسه ینبغی ان ینذکر بلسانہ و لا  
باطل ہو جاتا ہے اور دلی کے سامان سے اگر انزال ہو گیا تو باطل ہو جاتا ہے اور نہیں تو باطل نہیں ہوتا اور اگر کسی اور پر اعتکاف واجب کرنا ارادہ کیا تو چاہیے کہ زبان سے کہے

یکتفی بنیۃ القلبین النذر عمل اللسان فلا یكون الا بہ بخلاف النیۃ فانہا عمل القلب لو اعتکف رجل  
صرف دل کی نیت پر اکتفا کرے اس واسطے کہ نذر کرنا زبان کا کام ہے سوزبان ہی سے پورا ہوتا ہے بخلاف نیت کے کہ نذر کرے دل ہی کا کام ہے اور اگر کسی شخص نے

من غیر ان یوجہ علی نفسه ثم خرج لاشئ علیہ فی ظاہر الروایۃ المجلس الثانی والثلاثون بیان  
بلو وجوب اعتکاف شریعت کی یہ اعتکاف سے خارج ہو تو ظاہر روایت میں اس پر کچھ نہیں آتا

صدقۃ الفطر و احکام العیدین و بیان البدع فیہ فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
صدقۃ الفطر کے بیان اور دو نوع کے احکام میں اور بیان عید کی برکتوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر کی



الاجاب لفظ الشارع اذا دار بين المعنى الشرعي والمعنى اللغوي يتعين حملها على المعنى الشرعي ما لم يكن لان  
 من اورد في كلامه ان المعنى اللغوي كذا في قوله تعالى من اورد في كلامه ان المعنى اللغوي كذا في قوله تعالى من اورد في كلامه ان المعنى اللغوي كذا  
 الغالب من حال النبي عليه السلام تعريف الاحكام دون اللغات فغلي هذا يكون المعنى ان وجوب صدقة الفطر  
 في الاكثر اذ ثبت في صحيح مسلم ان النبي صلى الله عليه وسلم احكام شرعي كوجوب الفطر في قوله تعالى من اورد في كلامه ان المعنى اللغوي كذا  
 على الانسان لثابتين احدهما كونها كفارة لخطاياها وتطهير له مما صد عنه في حال الصوم من الله و اللغو  
 انسان في قوله تعالى من اورد في كلامه ان المعنى اللغوي كذا في قوله تعالى من اورد في كلامه ان المعنى اللغوي كذا  
 الدين ليس في واحد منها فائدة دينية او دنيوية ومن الرث الذي هو الكلام القبيح وما يضا فيه من الفاظ  
 في قوله تعالى من اورد في كلامه ان المعنى اللغوي كذا في قوله تعالى من اورد في كلامه ان المعنى اللغوي كذا  
 الجماع لان الحسنات يذنبهن السيئات والثانية كونها قوتا للمساكين حتى يكون الفقير في هذا اليوم كالغني في  
 الله سبحانه ودر كرتي بن بر اكون كذا في قوله تعالى من اورد في كلامه ان المعنى اللغوي كذا في قوله تعالى من اورد في كلامه ان المعنى اللغوي كذا  
 وجد ان القوة وعدم الاحتياج الى السؤال لانه عليه السلام قال اغنوه عن المسئلة في مثل هذا اليوم و اشار  
 اسوا سئل كرتي عليه السلام في قوله تعالى من اورد في كلامه ان المعنى اللغوي كذا في قوله تعالى من اورد في كلامه ان المعنى اللغوي كذا  
 اور حاجت سوال کی نہیں رہتی

الى ان هذا اليوم ما فما يكون عيد الفقراء اذا استغنوا فيه عن السؤال بوصول صدقة الاغنياء اليهم  
 كرتي فقيرون كرتي من عيد جب ہی ہے كرتي انكرون سے صدقة لیکر سوال کرنے کی حاجت نہ ہے  
 لان الاغنياء مكلفون بانفاق المال في سبيل الخير وسر ذلك التكليف ان المال محبوب الخلق وهم مأمونون  
 اسوا سئل كرتي انكرون كرتي من عيد جب ہی ہے كرتي انكرون سے صدقة لیکر سوال کرنے کی حاجت نہ ہے  
 بحب الله تعالى وقد دعوا ذلك بنفس الايمان لان قولهم لا اله الا الله معنا اننا قد اعتقدنا ان  
 اور وہ بھی صرف ایمان کی راہ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اس لیے کہ ان کا قول لا اله الا الله اس کے ہر سنے میں ہمنے جان لیا اور اعتقاد کیا کہ  
 لا معبود ولا محبوب الا الله فالترضا عبادته ومحبتة ولا نعبده ولا نحب الا اياه فجعل بدل المال مبيحا  
 ذکو کی معبود ہے اور نہ کوئی محبوب ہے سو اللہ کے سوا ہم نے اسکی عبادت اور محبت ہی ذمیر لی ذہم اور اسکی سوا کسی عبادت کرتے نہ کیو محبوب رکھیں سو انکا بیچ کرنا  
 لہم و مصداق صدقہم من حيث ان جميع المحبوبات تبدل في سبيل المحبوب الذي طلب حبه في قلبه فمن  
 اور محبت کا نشان مفر ہوا ہے اور ان کے سے دعویٰ کی تصدیق ہے اس لحاظ سے کہ تمام محبوب چیزیں ایسے محبوب کے واسطے کہ اسکی محبت دل میں زیادہ تر بیچ کرنا  
 بدل وهو من الدين صدقوا ما عهدوا والله عليه ومن لم يبدل يكون من الذين يقولون يا قوا ههنا  
 سو جسے مال خرچ کیا وہ ان لوگوں میں ہے کہ اللہ سے جو عہد کیا تھا وہ سچ کر دیکھایا اور جس نے مال نہ خرچ کیا وہ ان لوگوں میں ہے جو زبانی وہ باتیں جانتے ہیں  
 ما ليس في قلوبهم بل من اتبع هواه وجعلها اله لنفسه حتى انه يعبداه فان من يعمل بهوى نفسه  
 جو ان کے دل میں نہیں ہیں بل ان میں جو اپنی ہوا کے تابع ہیں اور جو ان کو اپنا معبود بنایا ہے گویا اس کی عبادت کرتے ہیں کہ وہ جو ہے نفسانی پر عمل کرتا ہے  
 لا يهوى نفسه شيئا الا يوتكبه ويخالف مولاة ولهذا قال النبي عليه السلام لفضل الله عبدا الارض عند  
 تو پھر اسکا نفس جو تنگ کرتا ہے سو ہی کرتا ہے اور مولیٰ کے مخالف کرتا ہے اس کی واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر معبود کہ زمین کے اوپر ہو جائے  
 الله تعالى هو الهوى فعلى هذا يجب على المكلف في هذا العيد عدة الاشياء الاول ترك المعاصي فان المعصية  
 خدا کے نزدیک ہوا اس لیے اس کے موافق مکلف ہر اس عہد میں کئی چیزیں واجب ہیں اول معاصی کا ترک کرنا کیونکہ معصیت کفر ہے  
 وان كان تركها لازما و واجبا في جميع الازمنة الا ان تركها في بعض الارض ان لم يوجب لقله تعالى ان عدة  
 اگر ہمیشہ ہر وقت میں لازم اور واجب ہے لیکن بعضے وقت اور ہی زیادہ تر لازم اور واجب ہوتا ہے



الشهور عند الله اثنا عشر شهرا في كتب الله يوم خلق السموات والارض منها اربعة حرم ذلك الدين

اللہ کے پاس بارہ مہینے ہیں اللہ کے حکم میں جس دن پیدا کیے آسمان زمین اور زمین چار مہینے اور آپ کے یہی مہینے

القيم فلا تظلموا فيهن انفسكم يعني ان عدة الشهور القمرية التي عليها يدرك كثير من الاحكام الشرعية

دین سوا زمین ظلم نہ کرو اپنے آپ پر لینے گنتی تری مہینوں کی جس سے بہت سے احکام شرعی موافق حکم الہی کے متعلق پورا ہے ہیں

في حكمه تعالى اثنا عشر شهرا مثبتا في اللوح المحفوظ منذ خلق السموات والارض من تلك الشهور الاثني عشر

دو نام بارہ مہینے ہیں لوح محفوظ میں ثابت جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمان زمین کو پیدا کیا ہے اور بارہ مہینوں میں سے

اربعة حرم وهي ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب كون هذه الشهور الاربعة المعينة محرما هو الدين

چار مہینوں میں سے ذیقعدہ ذوالحجہ اور محرم دیا اور رجب مہینہ روزگار ہے چاروں مہینے جو سب سے زیادہ اور رجم شہر میں ہر وقت

المستقبلين ابراهيم واسماعيل عليهما السلام فلا تظلموا فيهن الفسك بعتك حرمتها وارتكاب المعاصي

راست دین اور انہیں اور اسماعیل علیہما السلام کا ہے سو تم لوگ ان مہینوں کی حرمت توڑ کر اور ان کے اندر عمل کر کے اپنی جان پر ظلم سے انکار

فيها فان العمل الصالح كما انه اعظم اجرا فيهن كذلك المعصية فيهن اعظم وزرا من المعصية في غيرهن

کیونکہ نیک کار بھی ان مہینوں کے اندر زیادہ ہوتا ہے ایسی ہی گناہ ان مہینوں کے اندر سزا میں ہر گز اور مہینوں کے سخت ہوتا ہے

وكن المعصية في شهر رمضان ويوم الجمعة ويوم عرفة ولياليها وليلة القدر وايام العيدين ولياليهما

در ایسی ہی گناہ ماہ رمضان میں اور جمعہ کے دن اور عرفہ کے روز اور انکی راتوں میں اور شب قدر میں اور روزوں عید کے دن اور انکی راتوں میں

الكثيرة الا انه تعالى فضل هذه الازمنة بما خصها من العبادات التي تفعل فيها وجعل ثواب العبادات وتزول

سزا میں زیادہ ہے سو اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان اوقات کو فضیلت بخشی ہے کہ ان وقتوں میں خاص خاص عبادتیں مقرر فرمائیں جو ان میں عمل میں آتی ہیں اور ثواب عبادتوں کا

الرحمة ووصول المغفرة فيها اكثر من غيرها رحمة لهذه الامة فمن لم يعرف هذه النعمة التي كانت عليه فيها

اور رحمت کا نازل کرنا اور مغفرت کا دنیا ان وقتوں میں بہت اور وقت کے واسطے رحمت اس سے کہ زیادہ مقرر فرمایا ہے پھر ہر شخص اس رحمت کی قدر نہ سمجھے جو اس کو ان اوقات میں

بل هتك حرمتها بارتكاب انواع الذنوب فيها فقد استحق ان يكون عذابه اشد وعقابه اعظم فعلى

بلکہ ان مہینوں کی حرمت طرح طرح کے گناہوں سے توڑ کر اور اس سے توڑ کر اس کا مستحق ہے اور اس کا عذاب زیادہ تر ہے

المؤمن ان يعرف ما نعم عليه ويعظم ما عظمه الله تعالى حتى يكون عند الله عظيما وتظيم هذه الاوقات انما

مومن کو لازم ہے کہ جو اس کو اللہ نے انعام دیا ہے اور سب کو بچانے اور جس کو اللہ نے عظمت دی ہے اس کی تعظیم کرے تاکہ اللہ کے نزدیک بڑی عظمت والے اور ان اوقات کی تعظیم

يكون بزيادة الاعمال الصالحة فيها فمن عجز عنها فاقبل احواله في التظيم ان يحترق عما يحرم عليه ويكره له

یہی ہے کہ ان وقتوں میں صالح اعمال زیادہ کر لیا کرے جس سے یہ ہنوس کے زہر کم سے کم نظیر اسکے حق میں ہے کہ گنہگاروں اور مکروہات سے کنارہ کرے سو تمام برکات

فيترك البدع والمنكرات وما لا ينبغي له فيها من المنهيات وكثير من الناس في بعض هذه الاوقات فقد

اور منکرات اور بدعتیں جو یہ وہ کار اس کو ان اوقات میں لائق نہیں ہیں سب ترک کرے اور اس زمانے کے اکثر لوگوں نے

اخذوا ضد هذا المعنى حيث كانوا يسارعون في ايام العيدين ولياليهما الى الله واللعب وغيرها من انواع

ان امور کے برخلاف اختیار کیا ہے پھر ایچہ ایام عید میں رات بیدار نہ رہو اور لعب وغیرہ طرح طرح سے بچاؤ اور زمین

السيات بعضهم بالباشرة وبعضهم بالمشاهدة مع ان للسيرة الواحدة عشر اشياء من الضرر على ما ذكرته

پالاک اور چستی کرتے ہیں بعضے تو اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں اور بعضے تو عطا دیکھتے ہیں اور حال یہ ہو کر ایک گناہ میں موافق بیان



هو صدوه وعدوا لله تعالى والثالث بعدة من الجنة والرابع فريه من جهنم والخامس جفاء من  
 جو اس کا ہی اور نہ اکادشٹن ہے تمبرے جنت سے دوری چوتھے روز سے تڑکی اپنی اپنی بان پر ظلم کرنا

هو احب اليه وهو نفسه والسادس تجيس نفسه التي جعلها الله تعالى طاهرة والسابع ايداء الحفظة  
 جسکوب سے زیادہ محبوب رکھتا ہے مجھے اپنی جان کا ناپاک کرنا جسکو اللہ تعالیٰ نے پاک پیدا کیا ہے ساتویں کرام کا نہیں کو ایداء اپنی

الذين لا يؤذونه والثامن احزان النبي عليه السلام في قبره والتاسع اشهاد الارض والليل والنهار على نفسه  
 جو کہ اس کو نہیں ستانے آٹھویں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں کے اندر غمگین کرنا نویں زمین اور رات دن کو اپنی بے لگائی پر گواہ کرنا

والعاشر خيانتة لجميع الخلائق لان المطر يقل بالذنب فاذا كان حال من فعل سيئة واحدة هذا فماذا  
 سوین تمام عالم کی بدخواہی اسوا سے کہ گناہوں کی شامت سے مینہ برسنا بند ہو جاتا ہے جب ایک گناہ میں یہ حال ہو تو پھر دیکھو حال

يكون حال من يفعل فنونا من السمات لا سيما في هذه الايام المباركات مع ان الخطباء ينادون على  
 اور اس شخص کا جو طرح طرح کے گناہ کرتا ہے کیا حال ہوگا خاص کر ان مبارک روزوں میں بادبودیکر دعاظنصیحت کرنا لے منبروں پر پکار پکار کر

المنابرو يقولون ليس العيد لمن لبس الجدي انما العيد لمن امن الوعيد ليس العيد لمن تجر بالعود انما  
 کہے جاتے ہیں کہ عید اس کے لیے نہیں ہے جو نئے کپڑے پہنے لے عید اس ہی کی ہے جو عید سے پناہ میں رہے عید اس کے لیے نہیں ہے جو خوشبو میں بے

العيد للتائب الذي لا يعود ليس العيد لمن تزين بزينة الدنيا انما العيد لمن تزود بزاد التقوى ليس العيد  
 عید اس ہی کی ہے کہ توبہ کر کر پھر نہ پہننے عید اس کی نہیں ہے جو دنیا کی زینت سے آرایش کرے عید اس ہی کی ہے جو دوش تقویٰ سے آرایش کرے عید اس کی نہیں ہے

لن ركب المطايا انما العيد لمن ترك الخطايا ليس العيد لمن يبسط البساط انما العيد لمن جاوز الصراط وقد قال  
 جو اونٹنوں پر سوار ہو عید اس ہی کی ہے جو خطا سے بیزار ہو عید اس کی نہیں ہے جو فرش فرش کچھاسے عید اس ہی کی ہے جو صراط پر سے سلامت گذر جاوے اور

النبي عليه السلام استماع الملاهي مصيبة والجلوس عليها فتنى والتلذذ بها كفر وسروى انه عليه السلام  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں کہ ملاہی کا سنا مصیبت ہے اور اسکی عادت کرنا فسق ہے اور اس سے مزہ لینا کفر ہے اور روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

ادخل اصبعه في اذنيه عند سماعه وهو يسمعون امثال تلك الكلمات ولا يلتفتون اليها بل يدعون  
 ملاہی کی آواز سکر کا نون میں اونٹنیاں رہیں تین اسبزیہ لوگ ایسے ایسے کلمات کو سنتے ہیں اور اس روایت کی طرف توجہ نہیں کرتے بلکہ ہر اسلام کا دعویٰ

الاسلام ومحبة الله ورسوله ومع هذا يخالفونهما في الامور والنواهي فيكون الحال مشكلا والحكام  
 کرتے ہیں اور اللہ اور رسول کی محبت جتلا نے ہیں اور تمام امر اور نبی میں اللہ رسول کی مخالفت کیے جاتے ہیں اب کیا مشکل کی بات ہے کہ حاکم وقت

يشاهدون امثال تلك المنهيات ولا يمنعون شيئا منها بل يساعدون فيها فمن كان با كيا فليدع على  
 ان تمام منہیات کو دیکھتے ہیں اور اس میں سے ذرہ منع نہیں کرتے بلکہ اس میں اور مدد دیتے ہیں اب جو کوئی روئے چاہے کہ اسلام کی

الاسلام وغربته اذ قد عاد الاسلام غربيا كما بدأ غربيا لعمران هذه الايام ايام فرح وسرور ولكن ينبغي ان  
 غربت پر روئے کیونکہ اسلام اب دیا ہے غریب ہو گیا جیسے غریب شروع ہوا تھا ان میں یہ دن فرح اور سرور کے ہیں ہر یوں چاہے

يكون اظهار الفرح والسرور فيها كما كان مباحا ومستحبا كالغتسال والتطيب ولبس احسن الثياب  
 کہ خوشی اور سرور ایسے اسباب سامان سے ظاہر کرے جو مباح یا مستحب ہوں سے جیسے نہانا اور خوشبو لگانا اور اچھے اچھے لباس کپڑے پہننے

المباحة التي تكون جديدة او غسيلة على ما يسنحى لا بما كان حراما كلبس الحرير والخوض في الباطل لان العيد  
 کہ وہ یا نئے ہوں یا دھوئے ہوئے ہوں چنانچہ آگے آتا ہے حرام سامان سے نہ کرے جیسے حریر کا پہنا اور باطل باتوں میں گستاخ کیونکہ عید کو

انما سمي عيدا لانه تعالى يعود فيه على المؤمنين بالغفران والاحسان فيجب عليهم ان يجتنبوا المعصية والطغيان  
 اس لیے عید کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یومنون پر درود پارہ مغفرت اور احسان کرتا ہے پر ان کو بھی واجب ہے کہ معصیت اور سرکشی سے کٹا رہ کرین



حتى يكونوا من اهل السعادة والرضوان لا من اهل الشقاوة والخذلان وقد حكي عن بعض العارفين انه  
 سار سار من اول الاثن اعوام مني في يوم  
 بخت اور ثوني والون مين نون اور رضون عارون سے حکایت کرتے ہیں کہ وہ

صرو يوم العيد بقوم يلعبون ويضحكون فقال ان كان قد تقبل من هؤلاء لمن مهحان يشكر او ليس هذا  
 عيدك من اهل قوم پر ہونے کے لیے کہہ رہے تھے اور ہنسنے کے لیے فرمایا اگر ان لوگوں کی عید مقبول ہوئی ہے تو ان کو لازم ہے کہ شکر کریں اور اگر ان لوگوں کے نام  
 فعل الشاكرين وان كان لم تقبل منهم لمن مهحان يخافوا وليس هذا فعل الخائفين ثم ينبغي ان يعلم ان بعض  
 کام نہیں ہیں اور اگر مقبول نہیں ہوئے تو لازم ہے کہ خدا کا خون کریں اور یہ کہ شیوالو کے کام نہیں ہیں ہر سچے کی بات ہے کہ بعض لوگ

الناس قد زعموا ان ضرب الدق والغناء يوم العيد جائز لما روى عن عائشة ان ابا بكر دخل عليها يوم العيد  
 کہتے ہیں کہ وہ دائرہ بجا اور گانا اعمد کے دن جائز ہے اس لیے کہ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہاں عید کے دن  
 وعندنا جاريتان تفتيان بالدف ورسول الله عليه السلام متغش بثوبه فزجرهما ابو بكر فكشف النبي عمر  
 اس وقت ان کے پاس دو لڑکیاں گاتی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا اوڑھتے ہوئے تھے ان لڑکیوں کو ابو بکر نے منع کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

وجهه فقال دعهم ما يابا ببا ببا فان لكل قوم عيدا فهذا عيدنا فان هذا الحديث وان كان يدل على ما زعموا  
 مرنے کو کہہ کر فرمایا ابو بکر جانے دے کیونکہ ہر قوم کی عید ہوتی ہے آج ہماری عید ہے اب یہ حدیث اگرچہ ان کے قول پر جو جائز بنانے میں دلالت کرتی ہے  
 لكن ليس كما زعموا اذ قد ذكر في نصاب الاحتساب ان هذا الحديث متروك غير معمول به لقوله تعالى قمر الناس  
 یہ لوں نہیں ہے جو وہ کہتے ہیں کیونکہ نصاب الاحتساب میں مذکور ہے کہ یہ حدیث متروک ہے اس حدیث پر عمل نہیں ہوا اس لیے اس آیت کے ایک لگ ہیں

من يشترى فهو الحديث فان المراد من لهو الحديث على ما ذكر في معالم التنزيل عن ابن مسعود وابن عباس  
 کہ خریدار ہیں کہیل کی باتوں کے کیونکہ مراد لہو الحدیث سے جو آیت میں ہے موافق بیان معالم التنزیل کے ابن مسعود اور ابن عباس  
 وعكرمة وسعيد بن جبيرة الغناء وما في معناه من المعازف والمزامير والمراد من اشتراه اختياره والمعنى ان بعضا  
 اور عکرمہ اور سعید بن جبیر غناء ہے اور جو اسکے مثل ہے گانا اور مزامیر بجا فی اور اشترا سے مراد ہے پسند کرنا یعنی ایسے لوگ ہیں

من الناس يختار الغناء وما في معناه من المعازف والمزامير ليضرب عن سبيل الله بغيره ولو اتخذها هزوا  
 جو غنا کو پسند کرتے ہیں اور اسکے مثل کو سرور اور مزامیر نامی بجا دین اللہ کی راہ سے بن سبب اور شہادین اسکو پسند  
 اولئك لهم عذاب مؤلمين قد لیت الآية على تحريم الغناء وما في معناه من الملاهي ف يدل على هذا ايضا ان عائشة  
 وہ جو ہیں اور انکو ذلت کی مار ہے یہ آیت غنا کی حرمت پر دلالت کرتی ہے اور جو اسکے مثل لہو کی چیزیں ہیں اور حرمت اس سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ

بعد بلوغها لو يتقل عنها الا ذم الغناء والمعازف والثاني مما يجب على المكلف في هذا العيد صدقة الفطر فيها  
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بائع ہو کر غنا اور معازف کے سوا باقی کے کچھ منقول نہیں اور دوسرے جو اس عید میں انسان مکلف پر واجب ہے صدقۃ الفطر ہے  
 تجب على كل مسلم حر غني والغني الذي هو شرط الوجوبها ان يملك نصابا وما يكون قيمته نصابا فا ضلا  
 صدقۃ الفطر ہر مسلمان آزاد کو اگر پر واجب ہے اور فقور جو اسے دو جو صدقہ نظر کے چاہیے اتنی ہی ہے کہ نصاب کا مالک ہو یا ایسی شے کا مالک کہ اسکی قیمت نصاب کے

عن حاجته الاصلية ولا يعتبر فيه وصف النماء فمن كانت له دار لا يسكنها فواجبها او لا يواجرها تعتبر قيمتها  
 سے زیادہ ہو اور نامی ہونا ایسے رہنے والی چیز ہونا کچھ ضرور نہیں یہ زکوٰۃ میں معتبر ہے سو سب کے پاس ایک گھر ہو کہ جس میں انہیں کرایہ پر لیا کرے کو دیتا ہو یا کرایہ کو دیتا ہو  
 في الغني ولكن اذا سكنها وفضل عن مسكنه شئ يعتبر قيمة الفاضل في الغني لان ما كان من حاجته الاصلية  
 اس غنا کے اب میں نے کئی حدیثیں لکھی ہیں جن میں رہنا اور رہنے سے کوئی بلوغت مل ہو تو اب اس میں غنا کی قیمت اس میں معتبر ہوگی کہ نہ کہ قیمت اسکی حاجت میں ہے

لا بد ان يكون مشغولا بها لا بما يستاجر اليه اذا ما من مال الا وقد يقع الحاجة اليه في وقت من الاوقات حتى  
 چاہیے کہ اسے کرایہ میں موجود نہیں ہے جسکی آگے کو حاجت پیدا ہوگی اس واسطے کہ مال ہونا ہی سہا اسکی حاجت کبھی کبھی آتی لگتی ہے



لو كان في دار بكرة فاشترى قطعة ارض بمائتي درهم وبنى فيها دارا يسكنها فهو غني بها لا نهانا فاضلة  
 كذا في كراهة كغيره من ربحها او ارض او فطر زمين كادوسا وديا كقول ليردني كذا في كراهة كغيره من ربحها او ارض او فطر زمين كادوسا وديا كقول ليردني  
 عن حاجته الحالية وانما يحتاج اليها في المستقبل ومن كان له دار فيها بيتان صيفي وشتوي لا يكون  
 غنيا به المرحمت هو كذا في كراهة كغيره من ربحها او ارض او فطر زمين كادوسا وديا كقول ليردني  
 بها غنيا ولو كان فيها ثلثة بيوت يعتبر قيمة الثالث في الغنى وصاحب الثياب لا يكون  
 غنيا به من غني من ربحها او ارض او فطر زمين كادوسا وديا كقول ليردني  
 غنيا بثلاث درجات احدتها للبدلة والثانية للحنة والثالثة للجمع والاعیاد وكذا بالفسراشين  
 من جردت كذا في كراهة كغيره من ربحها او ارض او فطر زمين كادوسا وديا كقول ليردني  
 وما زاد على الدرجات الثلاث من الثياب وعلى الفراسين يعتبر قيمته في الغنى والغازي بفرسين  
 لا يكون غنيا وان كان له ثلثة افراس يعتبر قيمه احدها في الغنى وما زاد على الواحد من الدواب  
 لغیر الغازي فرسا كان او حمارا للدهقان او غيره او الخادما الواحد يعتبر قيمته في الغنى وكذا كتب  
 سواها من الغنى من غني من ربحها او ارض او فطر زمين كادوسا وديا كقول ليردني  
 التفسير والحديث والفقهاء لا هله ما زاد على نسخة واحدة من رواية واحدة يعتبر قيمته في الغنى  
 وكذا ما زاد على الواحد من المصاحف لمن يحسن القراءة يعتبر قيمته في الغنى والرساع بثوبين والحر اثنتين  
 لا يكون غنيا ولو كان له ثلثة تيران يعتبر قيمة احدها في الغنى والبقرة الواحدة يعتبر قيمته في الغنى  
 والخنازير اذا كان له حنطة او طميط يعتبر قيمتها في الغنى وكذا القصار اذا كان له اشنان او صابون يعتبر  
 قيمته في الغنى ومن كان له قوت سنة يساوي نصابا فيه كلام والظاهر انه لا يعد من الغنى ذكره قاضخان  
 في فتاواه والمرأة اذا كانت لها جواهر ولا تلبسها في الاعیاد وتقرين بها الزوج يعتبر قيمتها في الغنى وكذا  
 ان كانت لها دار تسكن فيها مع زوجها يعتبر قيمتها في الغنى ان قدر الزوج على الاسكان ويتعلق بهذا النصاب  
 حرمه اخذ الزكوة ووجوب صدقة الفطر والاضحية لان الغنى على ثلاث مراتب فحرم عليه السؤال  
 وانخذ الصدقة ويجب عليه صدقة الفطر والاضحية والزكوة وهو من يملك نصابا كمالا ناميا وغنى  
 او صدقة لیسا حرام هو نصاب او صدقة فطر او قرباني او زكوة واجب هو من يملك نصابا كمالا ناميا وغنى





يحرم عليه السؤال واخذ الصدقة ويجب عليه صدقة الفطر والاضحية دون الزكوة وهو من

اليساير ما هو سكر سوال کرنا اور صدقہ فطر واجب ہوتا ہے اور صدقہ فطر اور قرآنی واجب ہوتی ہے اور زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی وہ الیساس شخص ہے

يملك ما قيمته نصاب من غير ان يكون فيه نماء وعنى يحرم عليه السؤال لا اخذ الصدقة ولا يجب

سبکے پاس ایسی چیز ہو جسکی قیمت نصاب کے برابر ہو وہ چیز نامی نہ ہو اور ایک الیسافنی ہوتا ہے جو سکر سوال کرنا حرام اور صدقہ لینا جائز اور

عليه شئ مما ذكر من صدقة الفطر والاضحية والزكوة وهو من يملك قوت يومه وما يستر عورته تشد

اور صدقہ جو اور پرنے کو ہر ایک واجب نہیں ہوتا نہ تو صدقہ فطر اور قرآنی اور زکوٰۃ وہ الیساس شخص ہوتا ہے جسکے پاس ایک دن کا کھانا ہو اور دن کے کھانے کو کھڑا ہو پھر

الواجب عند نصف صاع من بر او صاع من تمر او شعير او الصاع ما يسع فيه الفد واربعون درهما

ہمارے نزدیک کیوں کا آدھا صاع واجب ہوتا ہے اور پورا صاع چھو ہارے اور جو کا اور صاع وہ ہوتا ہے جس میں ایک ہزار چالیس درہم آباد ہیں

وهو صاع عمره وكان قد فقد واخرجه المحاجر ولذلك سمي حجاجيا والظاهر انه كان صاع رسول الله صلى الله

صاع حضرت عمرؓ کی عمر پر یہ کم ہو گیا تھا اور حجاج نے کہا اس ہی لیے صاع حججی کہلاتا ہے اور ظاہر یوں ہے کہ یہ صاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا

عليه سلم اذ كان عمره لا يخالفه في شئ هذا اذا اعطى صدقة الفطر بالصاع ولو اعطاها بالوزن يجوز ايضا لان

اس لیے کہ حضرت عمرؓ کسی باب میں اصلاح یافت نہیں کرتے تھے یہ صاع جب چاہیے کہ صدقہ فطر صاع سے ناپ کر ادا کرے اور اگر صدقہ فطر ذول کرے تو بھی جائز ہے اور

تقدر الصاع لسكان بالوزن بجار الاعطاء بالوزن والزر بيب عند ابي حنيفة كالبر وعندهما كالشعير

من یہ کہ اندازہ کرنا صاع کا جب وزن سے جائز ہوا تو ادا کرنا بھی درست ہے اور میزان امام ابو حنیفہ کے نزدیک کیوں میں داخل ہے یعنی آدھا صاع دینا چاہیے اور

وذكر في الجامع الصغير ان دقيق البر وسويقه كالبر الا ان العلماء قالوا الاولى ان يراعى فيها القدر والقيمة

اور جامع صغیر میں مذکور ہے کہ کیوں کا آٹا اور گیہو کی سونگ کی مثال ہے یعنی آدھا صاع دینا چاہیے پھر علماء یوں کہتے ہیں کہ بہتر یہ ہے کہ آٹے اور سونگ میں احتیاطاً

احتياطا لضعف الآثار الواردة فيهما والمعتبر في الحنابلة القيمة ولا يراعى فيه القدر اذ لو يرد فيه اثر والاصل

اور لو کھانا کرنا چاہیے کیونکہ جو آٹا ان کے پاس میں آٹے میں سب ضعیف ہیں اور روٹی میں قیمت ہی کا اعتبار ہے اس میں اندازہ کی رعایت نہیں ہے اس واسطے کہ زمین کوئی اثر نہیں ہے اور اصل

في هذا الباب ان ما هو منصوص عليه لا يعتبر فيه القيمة وانما يعتبر فيه القدر حتى لو ادى مكان نصف صاع

صدقہ فطر میں وہ چیز جو منصوص علیہ ہے جسکا صاع ذکر ہے اس میں قیمت کا اصلاً اعتبار نہیں ہے اس میں صرف اندازہ ہے کہ اعتبار ہے جہاں تک کہ اگر کسی نے پھر کے آدھے

من بر نصف صاع من تمر لا يجوز وان كان قيمة التمر اكثر من قيمة البر واما ما ليس بمنصوص عليه فانما

صاع کی جگہ آدھا صاع چھو ہر ایک ادا کر دیا تو جائز نہیں ہے اگرچہ چھو ہار دیکھی قیمت کیوں سے بہت زیادہ ہے اور جو آثار صحت مذکور نہیں ہیں اور

يلحق بالمنصوص عليه باعتبار القيمة لا بالقدر وعن ابي يوسف ان الدقيق اولى من البر لكونه اقرب الی

اس میں خبیثا ذکر کیا ہے قیمت کر لادینے میں اندازہ کی رو سے نہیں لاتے اور ابو یوسف سے روایت ہے کہ آٹا کیوں سے بہتر ہے کیونکہ کھانے میں جلد آسکتا ہے

المقصود والدراهم اولى من الكل لكونها اذ قد للحاجة وعلى المكلف الغنى ان يؤدي ما ذكر من القدر والقيمة

اور نقد سب سے بہتر ہے کیونکہ نقد سے بہت خوب حالتیں پوری ہوتی ہیں اور مکلف غنی پر لازم ہے کہ نظرہ باعتبار اندازہ یا قیمت کی

عن نفسه وعن ولده الصغير ذكره كان او انثى ان لم يكن للصغير مال حتى لو كان للصغير مال يؤدي

اپنی طرف سے اور اپنی اولاد نامہ کی طرف سے لڑکا ہو یا لڑکی جس صورت میں نابالغ کے مالک میں ال ہوادا کر سے بہت کم اگر صغیر نابالغ کے پاس ہوا تو

عنه ابوه او وصيه من ماله ولا يجب عليه صدقة ولده الكبير وان كان في عياله ولا صدقة زوجته

اپنی یا وصی اور بچے مال میں سے ادا کرے اور اولاد نابالغ کی طرف سے صدقہ فطر اپنی پر واجب نہیں ہوتا اگرچہ اسکے حوال میں داخل ہے اور نہ صدقہ جو روکا واجب ہے

ولو ادى عنها بغیر امرها يجوز استحسانا لانه ما ذون فيه عادة ويعطى عن مملوكه للخدمة ولو مديرا

اور اگر ادا کی طرف سے اسکے بچے ادا کرے تو استحساناً جائز ہے کیونکہ عادت کے موافق اس میں اجازت ہوتی ہے اور اپنے غلام کے طرف سے بھی ادا کرنا جائز ہے

وہ الیساس شخص ہے جو سکر سوال کرنا حرام اور صدقہ لینا جائز اور

اور اگر ادا کی طرف سے اسکے بچے ادا کرے تو استحساناً جائز ہے کیونکہ عادت کے موافق اس میں اجازت ہوتی ہے اور اپنے غلام کے طرف سے بھی ادا کرنا جائز ہے



صدقة الفطر واجب على كل مسلم بالغ عاقل قادر على العمل

او امر ولد او كافرا ولا يعطى عن عبده للتجارة وعن مملوكه الا بقى فان عاد مملوكه عن الا باق بعد ما مضى  
 الام ولد او كافرا اور سردا گری کے غلام کی طرف سے ، بنا لازم نہیں ہے اور نہ بچے کے ہر طرف سے غلام کی طرف سے ہر طرف سے غلام بچا کر لایئے آٹھ ماہ پہلے کر دیکھ کر گزر گیا ہو  
 يوم الفطر كان عليه صدقة ما مضى وقت وجوبها طلوع الفجر من يوم الفطر حتى ان من مات من ماله او اولاده قبله لا  
 تعاد بصدقة فطر كذا مشہد واجب ہر آدھ صدقہ فطر کی وجوب کا وقت یوم فطر کی صبح صادق پر ہے بیان تک کہ اگر کوئی آدمی کے غلام نہیں ہی یا اولاد میں سے کسی مادی سے پہلے مر جاویں  
 يجب صدقته وكذا لو ولد له ولد له ولد له ولا يجب عليه صدقته ولو ولد له او ولد له عبد قبله كان عليه صدقة وكذا الوصايا  
 اور اسکا صدقہ واجب نہیں ہوتا اور ایسے ہی اگر بچہ پیدا ہو گیا یا کسی غلام کا مالک ہو گیا تو صدقہ واجب نہیں ہوتا اور اگر بچہ مر جاویں یا وصی سے پہلے مر جاویں تو اسکا  
 غنا قبله وبعد لا والمستحب اداءها قبل صلوة العید ولا تنقطع بتأخيرها وان افتقر وطال المدة لانها متعلقة  
 غنی ہو گیا تو واجب ہوا اور جب ہوا تو نہیں اور صدقہ عید کی نماز سے پہلے ادا کرنا مستحب ہے اور دیر کرنے سے ساقط نہیں ہوتا اگرچہ فقیر ہو جاویں اور اس پر مدت دراز گذر جاوے کیونکہ  
 بالذمة دون السائل ويجوز تقديمها عن وقت وجوبها بلا تفصيل فيه بين مدة ومدة في الصحيح  
 صدقہ نظر اور ہر لازم ہوتا ہے کچھ مال پر نہیں ہے اور صدقہ فطر وقت وجوب سے پہلے دینا صحیح مذہب میں جائز ہے کچھ مدت کم زیادہ کا فرق نہیں ہے  
 ويجوز دفع فطرة كل شخص الى فقير واحد حتى لو فرقت الى فقيرين لا يجوز لان المنصوص عليه الاغناء لقوله  
 اور ایک شخص کا فطرہ ایک ہی فقیر کو دینا واجب ہے بے کیوں کے آدھے صاع سے کم نہ سے اگر دو فقیروں کو پورا پورا وصفاً شہم کر دینا تو جائز نہیں ہے اس واسطے کہ حدیث میں ہے  
 عليه السلام اغنوه عن المسئلة في مثل هذا اليوم ولا يستغنى بما دون ذلك وقيل يجوز دفعها الى  
 لفظ غنی کر دینا ہے اس حدیث میں کہ ان فقیروں کو سوال کرنے سے آج کے دن معنی کر دو اور اس سے کہ میں غنی نہیں ہوتا اور مجھے کتنے ہیں ایک فطرہ  
 فقيرين لكن الاول اولى ويجوز دفع ما وجب على جماعة الى فقير لكن الاول ان يكون الدفع بدفعات  
 اور فقیروں کو بھی دینا جائز ہے پر اول مذہب بہتر ہے اور کئی شخصوں کا فطرہ ایک فقیر کو دینا جائز ہے پر اولیٰ ہے کئی ایک ایک فطرہ ملٹ کر کے دینا  
 لا دفعة واحدة لان نصف الصاع من ادنى المقادير يمنع النقصان لا الزيادة فاذا وقع التفرق في  
 ایک دفعہ میں نہ دینا اس واسطے کہ آدھا صاع کم سے کم مقدار ہے سو کتنی سے روکتا ہے زیادت سے نہیں منع کرنا سوجب دینے میں غنی ہو جاوے کر دینا  
 الدفع يكون الفقير في الدفعة الثانية في حكم مسكين آخر ولا يجوز دفعها الى اصوله وفروعه وماله  
 تو گویا وہی فقیر دوسری دفعہ میں دینا اور مسکین ہے اور صدقہ فطر کا دینا اپنی آل میں یا پاپ وغیرہ کو اور اپنی نزع کو یعنی بیٹا بیٹی کو اور اپنے غلاموں وغیرہ کو  
 وغيرهم ممن لا يجوز دفع الزكاة اليهم ويجوز صرفها الى فقراء اهل الذمة لكن بكرة بخلاف الزكاة حيث لا يجوز  
 دینا جائز نہیں ہے جن جن کو زکوٰۃ کا دینا جائز نہیں ہے اور صدقہ فطر دینے والے فقیروں کو دینا جائز ہے پر کوہ بخلاف زکوٰۃ کے کیونکہ زکوٰۃ کا دینا  
 دفع الزكاة اليهم الثالث مما يجب على المكلف في هذا العيد الصلوة وقبل الصلوة يستحب للرجل السواك  
 ذموم کو ہرگز جائز نہیں ہے تیرے اس عید میں جو مکلف پر واجب ہے نماز ہے اور نماز سے پہلے مرد کو مستحب ہے سواک کرنا  
 والاعتسال والتطيب ولبس حسن الثياب المباحة بان يكون جديداً وغسيلة لا حريه فانها حرام  
 اور نہ نانا اور خوشبو لگانا اور اچھے کپڑے پہننے جو مباح ہوں یعنی طے ہوں یا دھوئے ہوئے ہوں حریہ نوز کیونکہ حریہ  
 على الرجال حتى الصبيان لكن الاثوم على من البسه والافطار بالخلو واداء صدقة الفطر و صلوة الغداة  
 مردوں پر بچوں پر حرام ہے ہر گناہ اور نہ بے جو او کو ہتا دین فطر اور وضو کھانا اور صدقہ نظر ادا کرنا اور نماز اشراق کی  
 في مسجد حية والتبكير وهو سرعة الانتباه والابتكار وهو المسارعة الى المصلحة والتوجه اليه ماشياً  
 مملوکی مسجد میں اور تبکیر یعنی جلد تیار ہونا اور ابتکار کے معنی بیان عید گاہ کی طرف جلد روانہ ہونا اور پادہ پاجانا  
 والرجوع من طريق آخر ثم الخروج الى الجبانة سنة وان وسعها الحامع لكن يستخلف الامام من  
 اور دوسرے راستے سے آنا پھر نکلنا من جائز ہوتا ہے اگرچہ مسجد جامع میں عام نمازی آسکتے ہوں لیکن امام کی جگہ اپنا علیحدہ کرے













عند الامام بروية الهلال فانه يصل بالناس صلوة العيد من الغد لان هذا تاخير بعد روقد ساوي

امام کے پاس ہمارے گواہی دین تو اب امام عید کی نماز کو گئے دن یعنی دوسری تاریخ پڑھو اور سے کیونکہ نماز جاری میں تاخیر ہوئی اور روایت ہے

ان قوما شهدوا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد الزوال بروية الهلال فامر النبي عليه السلام

کہ ایک قوم نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر دوپہر پڑھے ہائے نماز کی گواہی دی تھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تھا

بالخروج الى المصلح من الغد واما التأخير عن رفل يجوز وان حدث عند منع من الصلوة بعد

کھل یعنی دوسری تاریخ عید گاہ میں چلیں اور بے عذر تاخیر کرنی جائز نہیں ہے اور اگر ایسا عذر پیش آوے کہ ہمیں آگے دن ہی نماز کے

الغد لا يصل بعد لان الاصل فيها ان لا يصل في اليوم الثاني ايضا لكون يوم الفطر واحدا لکن قد ورد

تو پھر تاخیر میں ہے کیونکہ اصل اس میں یہی ہے کہ آگے روز ہی نماز پڑھیں کیونکہ یہ روز نماز ایک ہی ہے لیکن حدیث شریف میں

الحديث بالتأخير الى اليوم الثاني عند العذر فبق ما وراءه على قضية القياس ثم ينبغ ان يصل

آگے دن تک کی تاخیر عذر کی حالت میں آگے ہی ہے سوا اسکے کہ بد قیاس کے مطابق موع ہے پھر سمجھنے کی بات ہے

ان روية الهلال وان كان سببا لوجوب الصوم والفطر لقوله عليه السلام صوموا لرؤيته وافطروا

کہ جاننے کے دیکھنے سے اگرچہ روز رکنا بھی اور روزہ انظار کرنا بھی واجب ہو جاتا ہے کیونکہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے روزہ رکھو چاہے کھو اور انظار کرو

لرؤيته لکن العمل به لا يلزم الا بعد قضاء القاضيه ولهذا يلزم المراجعة اليه ثم انه اذا كان في السماء

پاؤ دیکھ کر پھل اس حدیث کے موافق ہر دن حکم قاضی کے نہیں ہوتا اس ہی واسطے قاضی کے پاس مراجعت کرنی چاہیے پھر اگر آسمان میں کچھ

علة سواء كان غيما او دخانا او بخارا او غبارا او نحو ذلك لا يقبل في هلال الفطر الا شهادة رجلين

رکاوٹ ہو رہے کہ اگر ہوا یا دھواں ہو یا بخار ہو یا گرد و غبار ہو یا مانند اسکے تو ہلال فطر میں گواہی قبول نہوگی

اور رجل وامرأتين وكما يشترط فيه العدة يشترط الحرية والعدالة ولفظ الشهادة لتعلق حواله بالعباد به لانه

با ایک مرد اور دو عورتوں کے اور جیسے یہ عہد و شرط ہے ایسے ہی بشرط ہے کہ گواہ آزاد عادل ہوں اور لفظ شہادت کا ہو کیونکہ اس سے حق العباد متعلق نہیں

ينتفعون به فيثبت بما يثبت به سائر حقوقهم بخلاف هلال رمضان فانه المتعلق به حق الشرع وهو

اس لیے کہ اگر اس میں نفع ہے سو عہد کا چاہنا اس ہی طور پر ثابت ہوگا مگر عہد کے تمام حقوق ثابت ہونے پر چاہنا اور عدالت کے لیے اس چاہنے سے شرعی نفع کا متعلق ہے

الصوم فيكتف فيه بخبر الواحد لعدل حوا كان او عبدا ذكره كان او انثى واما اذا لم يكن في السماء علة فلا يقبل

یعنی روزہ سو اس میں ایک شخص عادل کی خبر بھی کافی ہے آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت ہاں اگر آسمان میں کچھ ہو کہ روک نہ ہو تو اب

شهادة الواحد في هلال رمضان ولا شهادة الاثنتين في هلال الفطر وانما تقبل شهادة جمع كثير فيعلم بخبره

گواہی ایک شخص کی رمضان کے چاند میں اور گواہی دو شخصوں کی عید الفطر کے چاند میں قبول نہیں ہوگی اب گواہی بہت انہوں کی قبول ہوگی جنکی خبر سے یقین آجائے

واختلفوا في مقدار ذلك فقبل لا بد من اهل محلة وقيل لا بد من خمسين رجلا وعن محمد لا بد ان يتواتر

اور اس انہوں کے مقدار میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ ایک محلہ والے چاہئیں اور بعض نے کہا کہ پچاس مرد چاہئیں اور امام محمد سے روایت ہے کہ ہر طرف سے

الخبر من كل جانب والصحيح انه مفوض الى رأي الحاكم لان المراد بالعلم الحاصل بخبره العلم الشرعي الموجب

خبر کا پنے در پے آنا چاہیے اور صحیح مذہب یہ ہے کہ حاکم کی رائی پر حوالہ ہے اس واسطے کہ جو علم از کی خبر سے حاصل ہوتا ہے تو اس سے علم شرعی مراد نہیں ہے

للعلم وهو غلبة الظن لا العلم بمعنى التيقن ومن رأى هلال الفطر وحده وشهد عند القاضي ولو قبل

محل کرنا واجب ہو جاوے یعنی ظن غالب ہو جاوے علم یقین کے درجے کا مراد نہیں ہے اور اگر کسی نے عید کا چاند اکیلے دیکھا اور قاضی کے رو بہ جا کر گواہی دی پڑا کی گواہی

شهادته فانه يصوم ولا يفطر وان افطر يقضه ولا كفارة عليه ولوراي الامام هلال الفطر وحده لا يفطر

قبول ہوئی تو اسکو چاہیے کہ روزہ رکھے اور اگر انظار کرنا چاہے اور اس پر کفارہ نہیں ہے اور اگلے امام نے اگر عید کا چاند دیکھا تو انظار نہ کرے



ولا يخرج لصلاة العيد ومن رأى هلال الفطر وقت العصر فظن انقضاء مدة الصوم وافرط قال في المحيط اختلفوا  
 اور عید کی نماز کو بھی بخوار سے اور اگر کسی نے عید کا پہلا صر کے وقت دیکھ کر اس خیال سے کہ مدت روزوں کی تمام ہوئی روزہ انظار کر ڈالا تو یہ نہیں کہتا ہے  
 في وجوب الكفارة والاكثر على الوجوب لو ان اهل بلدة رأوا هلال رمضان صاموا تسعة وعشرين  
 کہ بابت وجوب کفارہ کے اختلاف ہے اکثر فقہ کفارہ واجب ہا ہے زمین آدا اگر ایک شہر والوں نے رمضان کا پہلا دیکھ کر اوتیس روزے رکھے تھے  
 يوما فشهد جماعة عند القاضي في اليوم التاسع والعشرين ان اهل بلدة كذا رأوا هلال رمضان في ليلة  
 کہ اس میں ایک گروہ نے قاضی کے پاس اوتیسویں تاریخ اگر گوہی دی کہ کلا نے شہر والوں نے رمضان کا پہلا دیکھا تو شب میں سے پہلے ایک دن  
 كذا قبلكم بيوم فصاموا وهذا اليوم يوم الثلثين من رمضان واهل هذه البلدة لم يروا الهلال  
 کہ کر روزے رکھے ہیں اور آج رمضان کی بیسویں تاریخ ہے لفظ اور حال یہ ہے کہ اس شہر والوں کو اسی شب میں چاند نہیں نظر آیا تھا  
 في تلك الليلة والسماء مهيبة لا يباح لهم الفطر غدا ولا يترك التراويح لان هذه الجماعة لم يشهدوا بالروية  
 باوجودیکہ آسمان صاف تھا تو اب ان لوگوں کو اگلے دن انظار کرنا صحیح نہیں اور نہ تراویح ترک کرین اس لیے کہ اس گروہ نے چاند دیکھنے کی گوہی دی  
 ولا على شهادة غيره وانما حكاى روية غيره واما لو كان شهدا عند القاضي ان قاضى بلدة كذا  
 اور نہ اوروں کی گوہی پوہی دی ہے صرف اوروں کی رویت کا حال بیان کیا ہے ہاں اگر قاضی کے سامنے یہ گوہی دیتے کہ کلا نے شہر کے قاضی کے سامنے  
 شهد عند شاهدان بروية الهلال في ليلة كذا وقضى ذلك القاضى يشهد قضاها جاز لهذا القاضى ان  
 دو گوہوں نے غلا فی شب میں چاند دیکھنے کی گوہی دی تھی اور اس قاضی نے اولی گوہی کے موافق حکم جاری کیا تو اب اس قاضی کو یہی جائز ہونا کہ اسی کے موافق  
 يقضى بشهادتهم لان قضاء القاضى الاول حجة فيجوز العمل به ليسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه  
 حکم کر دیتا اس واسطے کہ پہلے قاضی کا حکم حجت ہے اور اس پر عمل کرنا جائز ہے اسی ہم ہر آسان کر اعمال اپنے موافق رہنا کے اپنے لطف

وكرمه امين يا معين المجلس الثالث والثلاثون في بيان فضيلة صوم شوال قال رسول الله صلى الله عليه  
 اور کرم سے قبول کرنا دگار تبتیسویں مجلس میں بیان روزہ ماہ شوال کے فضیلت کا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

من صام رمضان ثم اتبعه ستا من شوال كان كصيام الدهر هذا الحديث من صحاح المصباح واهل ابو هريرة  
 جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اگلے چھ روزہ شوال کے رکھے تو ایسا ہے جیسے تمام سال کے روزے رکھے یہ حدیث صحیح کی صحیح حدیث نہیں ہے ابو ہریرہ  
 وابو ايوب الانصاري وانما كان ذلك كصيام الدهر لان الحسنة تضاعف بعشر امثالها  
 اور ابو ایوب انصاری کی روایت سے اور یہ روزے اشد روزوں سال کے اس لیے ہیں کہ حسنات دس گونہ زیادہ ہوتے ہیں

فمن صام رمضان يصير كانه صام عشرة اشهر ثم اذا صام بعدا ستة ايام من شوال يصير  
 پھر جس نے رمضان کے روزے رکھے تو گویا دس مہینے کے روزے رکھے پھر اگر بعد اس کے شوال میں چھ روزے رکھے تو  
 كانه صام شهرين فيكون المجموع كالثني عشر شهرا فان قيل يفهم من هذا الكلام ان المراد من الدهر  
 گویا دو مہینے کے روزے رکھے پھر بگرا جائے مہینے کے روزے ہوتے اگر اعتراض کریں کہ اس کلام سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ دہر سے مراد  
 السنة لكن استعمال الدهر بمعنى السنة غير متعارف في كلامهم بل هو عند اهل اللغة يطلق على الابد  
 ایک سال ہے پھر دہر کا استعمال سال کے معنوں میں عرب کے کلام میں پایا نہیں جاتا بلکہ دہر کی لفظ کو لغت والے زیادہ ہی پر لگتے ہیں  
 وقد اتفق ابو حنيفة وصاحبا على ان الدهر المعروف باللام يكون للمعروف الظاهر ان يحمل على مدة العمر  
 اور امام ابو حنیفہ اور صاحبین اس بات پر متفق ہیں کہ دہر کا لفظ لغت لایم کے ساتھ یعنی دہر تمام عمر کے معنوں میں ہو تو اب ظاہر ہوں معلوم ہوتا ہے کہ تمام عمر  
 ولا وجه لحمله على السنة فالجواب ان الحمل على السنة هو الحمل على مدة العسر والمكلف لا بد له ان يصوم  
 اس لیے کہ ایک سال کے معنوں کی کوئی وجہ نہیں ہے تو جواب یہ ہے کہ سال کے معنوں میں یہ سنہ ہوتی ہے نہ کہ صرف ایک روزہ ہوتی ہے







من السنين ومات فيه كثير من العرائس فتشام به اهل الجاهلية وقد ورد في الشرع بابطاله  
اور اس بات نئی اطمینان رکھی گئی ہے سوال جاہلیت نے اسکو کس قدر اہل ہے اور شرح میں اس کا اعلان ظاہر ہو رہا ہے

کساری عن عائشة انها قالت تزوجني رسول الله صلى الله عليه وسلم في شوال وبني لي في شوال فاني  
چنانچہ عائشہ سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور شوال میں نکاح کیا اور اس شوال میں مجھے ہجرت کی پہر کو نبی

نساء رسول الله صلى الله عليه وسلم كان لخطبة عنده مني قال النوى انها قصداً بهذا لرد ما كان عليه  
نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھے زیادہ بہرہ رسد علی لڑکی کہتا ہے کہ عائشہ کا مقصود اس بیان سے رد کرنا اعتقاد

اهل الجاهلية من تطير التزوج في شوال فانهم كانوا يتشاءمون بشهر شوال في النكاح فيه خاصة كما كانوا يتشاءمون  
اہل جاہلیت کا ہے بے اہ شوال میں نکاح کر لینی کیونکہ اہل جاہلیت اس شوال میں صرت نکاح کر لیں کس جانتے تھے جیسے اہل صرت کو

بشهر صفر مطلقاً ويقولون انه شهر مشؤم وكثير من الناس في هذا الزمان يوافقونهم ويتشاءمون  
مطلقاً سب بات میں شومس جانتے تھے اور کہتے تھے کہ ہر مہینہ شومس ہے اور بہت لوگ اس زمانہ میں بھی اور کئے ساتھ بیکر اور صفر کو شومس سمجھتے ہیں

بشهر صفر ويمتنعون فيه عن السفر والتزوج وغيرهما فان تخصيص الشوم بزمان دون زمان كثر في شوال  
اور اس مہینے میں سفر اور نکاح وغیرہ نہیں کرتے بیکر خصوصیت شومس کی کہ کسی وقت ہو اور کسی وقت نہ ہو جیسے اہ شوال

وغيره غير صحيح فان الزمان كله من خلق الله تعالى ويقع فيه افعال العباد فكل زمان شغله العبد بطاعة  
وغیرہ میں صحیح نہیں ہے کیونکہ تمام زمانہ اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے جس میں تمام عباد اللہ کا رد ہوا کرتے ہیں سو جس زمانہ کو آدمی عبادت میں صرت کرے

فهو زمان مبارك عليه وكل زمان شغله العبد بمعصية فهو زمان مشؤم عليه والشوم واليمن في  
وہ زمانہ اس پر مبارک ہے اور جس زمانہ کو آدمی صحت میں صرت کرے وہ زمانہ اور کئے حق میں کمن ہے اور کس اور مبارک

الحقيقة هو المعصية والطاعة كما قال عدي بن حاتم من المرء وشومه بين لحية يعني لسانه  
حقیقت میں معصیت اور طاعت ہے چنانچہ عدی بن حاتم کہتا ہے آدمی کی برکت اور خوش روزی جبروں میں ہے اور زبان ہے

وقال ابن مسعود ان كان الشوم في الشئ ففيا بين اللجين يعني اللسان وما شئ احوج الى طول السجدة  
اور ابن مسعود کہتے ہیں اگر کسی چیز میں شوم ہو اگر فی تو اس میں جو روزی نکون میں ہے یعنی زبان اور کوئی چیز جو زبان کے ایسی نہیں جو تہ کی زیادہ ما جنتہ

من اللسان وروي عن عائشة انه عليه السلام قال الشوم سوء الخلق فحلا شوم في الحقيقة الا المعاصي الذنوب  
اور حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شومس خراب خلق ہے سو اب حقیقت میں شومس سے کما حقہ اہل گناہوں کو ہی سمجھنا

فانه تسخط الله تعالى فانه تعالى اذا سخط على عبد يكون ذلك شقياً في الدنيا والاخرة واذا  
کیونکہ گناہ سے اللہ تعالیٰ بیزار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اگر کسی بندہ سے بیزار ہو تو وہ بندہ دنیا اور آخرت میں برکت ہے اور اگر

رضى عن عبد يكون ذلك العبد سعيداً في الدنيا والاخرة وبعض الصالحين قد شك اليه عن  
کسی بندہ سے راضی ہو تو وہ بندہ دنیا اور آخرت میں شگفتہ ہے اور بعض صلی کے پاس عام نصیحت کے ہیں میں

بلاء وقع الناس فيه فقال ما اري ما انتوفيه من البلاء الا بشوم الذنوب فعلى هذا يكون  
تمام خلق گرفتار ہی شکایت کے جواب دیا جس بلا میں تم گرفتار ہو چکے سو اسے شومس گناہوں کے معلوم نہیں ہوتی اس حکایت کے موافق

العاصي مشوماً على نفسه وعلى غيره فانه لا يؤمن ان ينزل عليه عذاب فيعم الناس  
انسان بندہ آپ اپنی جان پر اور سب پر شومس ہے کیونکہ وہ ہے کہ اس پر عذاب نازل ہو پھر سب کو پکڑ لے

خصوصاً من لم ينكر عمله فالبعد عنه لا يرد ذلك الا ما كن التي يفعل فيها المعاصي  
خاصاً اور ان لوگوں کو جو اسے کلمے سے انکار نہیں کرتے اور اس سے دور رہنا لازم ہے ایسے ہی ان کا ان سے جہان معاصی عمل میں آنے میں



يلزم البعد عنها والهرب منها خشية نزول العذاب على من كان فيها كما قال النبي صلى الله عليه وسلم لأصحابه  
 دور رہتا اور بھاگتا چاہیے اس خوف کے ارے کہ ساداجو اس مکان میں ہیں سب پر عذاب نازل ہو چکا ہے نہیں علی اللہ علیہ وسلم نے اپنے باروں کو  
 حین مر علی یار ثمود بالجحر لا تدخلوا ماکن هؤلاء المعتدین الا ان تکتونوا بالکین خشية ان یصیبکم ما أصابهم  
 منع فرمایا جب دو حجرتیں دیکھیں تو نہ پڑھیں کہ ان لوگوں سے بڑے بڑے جو ان کے مکان میں داخل نہ ہو گئے ہوں اس خوف کے کہ ساداجو انہیں وہ عذاب  
 فان هجران اهل العصیان من جملة الهجرة المأمور بها التي سبب لمغفرة الذنوب والخطايا الا ترى ان الذي  
 جو اون پر آیا تھا آباد سے نیک اہل عصیان سے ملاپ ترک کرنا ہجرت میں داخل ہے جسکا حکم ہے اور باعث بخشش ذنوب و خطا کا ہے کیا حکم معلوم نہیں کہ جس نے  
 قتل مائة نفس من بنی اسرائیل سأل علما من علماء هو هل له توبة فقال له العالم نعم وامرأة ان ینتقل من  
 سزا دی بنی اسرائیل کے قتل کر کے اپنے عالمن میں سے ایک سے پوچھا آیا میری کوئی توبہ ہے عالم نے اسکو جواب دیا ان اور اسکو بتایا کہ مسند  
 قرية الفساد الى قرية الصلاح وادركه الموت بينهما واختصم فيه ملكة الرحمة وملكة العذاب واوحى  
 گاؤں میں سے صدک گاؤں میں چلا جاوے پھر وہ دونوں گاؤں کے بیچ میں جاوے گا اور اب امت اور عذاب کے فرشتوں میں جھگڑا ہو گا کہ دونوں میں سے کون کون نے  
 الله اليهما ان قيسوا بينهما والى ايهما كان اقرب الحقوة بها فوجدت الى القرية الصالحة اقرب برصية الحجر والقوة  
 اور اللہ تعالیٰ نے اسکو وحی بھی کی پھیلش کر کے کچھ ہرگز ایک ہوا اور دوسرا دوسرا اس کو صحیح گاؤں کی طرف اتنا نزدیک پایا جتنا دوسرا پھیلنے میں

**بها برحمة الله تعالى ومنعته المجلس الرابع والثلاثون في بيان فضيلة العشر الاوّل من ذی الحجّة**

سوا اللہ کی رحمت اور منع سے اور دوسری ملاوے  
 ہر تیسویں مجلس اور آٹھمے کے پہلے عشرہ کی فضیلت کے بیان میں

الْحجّة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من ايام العمل الصالح فيهن احب الى الله تعالى من هذه الايام  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی دن ایسے نہیں ہیں جنہیں عبادت اللہ تعالیٰ کو محبوب تر ہو بہ نسبت ان دنوں کے  
 هذه الحديث من صحاح المصايف ورواه ابن عباس والمراد من هذه الايام العشر الاوّل من ذی الحجّة بدليل قوله  
 یہ حدیث صحیح کی صحیح حدیثوں میں ہے ابن عباس کی روایت سے اور مراد ہذا الايام سے ذی الحجہ کا پہلا دن ہے اسوا کے کہ اور حدیث میں اشارہ ہے  
 عم وحديث اخر ما من ايام احب الى الله تعالى ان يتجدد له فيها من عشر ذی الحجّة يعدل صيام كل يوم منها  
 کوئی دن نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی عبادت اور ان میں محبوب تر ہو بہ نسبت عشرہ ذی الحجہ کے کہ اس میں سے ہر روز کا روزہ اس دن کے روزوں کے برابر  
 بصيام سنة وقيام كل ليلة منها بقيام ليلة القدر وانما كان العمل الصالح في هذه الايام افضل لانها ايام  
 اور ہر شب کا قیام قیام لیلۃ القدر کے برابر ہوتا ہے اور ان دنوں میں عمل صالح اس لیے افضل ہے کہ یہ دن بیت اللہ

زيارة بيت الله تعالى والمسجد الحرام والبلد الحرام والوقت اذا كان افضل يكون العمل الصالح فيه افضل  
 اور مسجد حرام اور مکہ کی زیارت کے ہیں اور وقت جب افضل ہوتا ہے تو اس میں عمل صالح بھی افضل ہوتا ہے

وروى عن ابی الدرداء انه قال عليكم بصوم ايام العشر والكثر الدعاء والاستغفار والصدقة فيها فانه  
 اور ابی الدرداء سے روایت ہے کہ کئے تھے اپنے اور ہر روزی ان دس دن کی اور بہت دعا اور استغفار اور خیرات لازم کرو گئے

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لمن حرم خيرا ايام العشر عليكم بصوم اليوم التاسع خاصة فان فيه  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ان دس دنوں میں جو ان دس دن کی غزنی سے حرم رہا اور پھر خاص کر دس دن کا روزہ لازم کر دیا کہ اس میں

من الخيرات اكثر من ان يحصيها العاؤون وروى انه عليه السلام قال يوم عرفة احب الى الله تعالى ان يكفر السنة  
 اس قدر غزنی ہے کہ شمار کرنے والوں کے انکا دیکھنا ہی نہیں ہے اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں ایسا دن کرتا ہوں کہ وہ خدا کا دن ایک سال گزرتے

التي قبلها والسنة التي بعدها يعني ان من صام يوم عرفة ارجو من الله تعالى ان يغفر ذنوبه الصغائر  
 اور ایک سال آئندہ کا کفار و کفار سے مراد ہے کہ جس نے ذی الحجہ کو روزہ رکھا تو اس سے اللہ تعالیٰ سے کہ او کے تمام صغیر گناہوں







البدن بل علة النهى على ما ذكره التوردي يفتدى به نفسه من عذاب  
 تاس من ذى الحجة على ما ذكره التوردي يفتدى به نفسه من عذاب  
 يوم القيامة ويزداد بها قربا الى الله تعالى فكان بما اكتسب من السيئات بما آتى به في حقوق الله تعالى من  
 زيادته ما سهل يوفى به  
 سو كواكبر النجان كركر  
 اور حقوق الطهين كواكبر يوفى به

التقصيرات راي نفسه مستوجبة لا عظم العقوبات وهو القتل غير انه اسمح عن الاقدام عليه لانه لم يأت  
 ابني جان كو چرے سے بڑے عذاب سے قتل کا سزاوار جانتا ہے پر اپنی جان کے قتل کرنے سے باز رہا کہ شرع میں انکی اجازت نہیں ہے  
 له فيه فيجعل قربانه فداء لنفسه فصار كل جزء من قربانه فداء لكل جزء من بدنه فعمت بركة القربان  
 اب قربانی کو اپنی جان کا بدلہ دیا سو ہر جز قربانی کا اسکے بدن کے ہر جز کا بدلہ ہے

جميع اجزاء البدن فلم يخل منها ذرة ولو عجز منها شعرة فلما كانت هذه الفضيلة ملحقة بالاجزاء المتصلة  
 کوئی ذرہ بدن کا خالی اور کوئی بال تمام بدن میں سے محروم نہیں رہتا اور ہر فضیلت جو انہیں اجزا سے خاص تھی جو قربانی کرنے والے کے بدن سے متصل ہون  
 بالمضی دون المنفصلة عنه راي النبي عليه السلام ان لا يمسه شيئا من شعرة وبشرته لئلا يفقد من ذلك  
 اجزا سے متصل سے نہیں ہونے تو پیر علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے بال اور بدن کو نہ چھوئے تاکہ کوئی فضیلت بروقت اور نہ دھمت

شيئا ما عند نزول الرحمة وفيضان النور الا لشيء فتم له الفضائل وينزع عنه النقائص فعمله هدا يثبني  
 اور فضیلتان ذرا تھی کے کم ہونے  
 ہر فضائل تمام بدن پر سے ہون اور نقائص کچھ باقی نہ رہے  
 آب لوگوں کو پانی سے  
 للناس ان يطلبوا هلال ذى الحجة ويعتدوا وايا ما يعلموا وقت ذبح الاضحية ويستعدوا والها لکن ثبوت  
 کہ ذی الحجہ کا چاند تلاش کیا کریں اور ادا کے دن گئے زمین تاکہ قربانی کے ذبح کا وقت ٹھیک معلوم ہو اور اسکی تیاری کریں لیکن تفریح

روية الهلال لما توقف على حكم القاضي لزم المراجعة اليه ثم انه اذا كان في السماء علة سواء كان غيما  
 چاند کا تاقصی کے حکم پر جو موقوف ہے وقاصی کے پاس رجوع کرنا لازم ہے  
 پھر اگر آسمان میں کچھ چاند ہو برابر ہے کہ ابر ہو

او دخانا او بخارا او غبارا او نحو ذلك لا يقبل الا شهادة رجلين او رجل وامرأتين في ظاهر الرواية وهو الاصح  
 بادبان یا بخار یا غبار یا ایسا ہے اور کچھ توغاب ہر روایت میں گواہی سب قبول ہوگی کہ دو مرد ہوں یا ایک مرد دو عورتیں اور یہی صحیح ہے  
 لتعلق حق العباد به بالتوسعة بل هو الاصح ويثبت بما يثبت به سائر حقوقهم وكما يشترط فيه العداد  
 کیونکہ اس میں حق العباد تعلق رکھتے ہیں قربانیوں کی گوشت کی فراخی ہوتی ہے اور پانچ ادا سے ہی طور پر ثابت ہوگا بطور تمام متفق ثابت ہونے میں اور جیسے اس میں حدیث ہے

يشترط الحرية والعدالة ولفظ الشهادة وان لم يكن في السماء علة لا يقبل الا شهادة جمع كثير يقع العلم بخبره  
 ویسے ہی آزاد گواہی اور شہادے کا لفظ پانچ ہے اور اگر آسمان میں کوئی روک نہ ہو تو پھر اتنے گواہی قبول ہوگی جتنے خبر دینے سے یقین آجائے  
 واختلفوا في مقدار ذلك فقيل لا بد من اهل محلة وقيل لا بد من خمسين رجلا وعن محمد لا بد ان يتواتر الخبر  
 اور اس اندہ کے مقدار میں اختلاف ہے بعض نے کئے ہیں ایک محلہ کے لوگ چاہیں اور بعض نے کئے ہیں پچاس مرد چاہیں اور امام محمد سے روایت ہے کہ پانچ پانچ ہوں

من كل جانب والصحة انه مفوض الى راي الحاكم لان المواد بالعلم الحاصل بخبره هو العلم الشرعي الموجب للعمل وهو علم  
 خبر کا آنا پانچ اور صحیح بات ہے کہ حاکم کی راي پھر الہی ہے اس لیے کہ مراد اس علم سے جو ادنیٰ خبر سے حاصل ہوتا ہے وہ علم شرعی ہے جس سے عمل واجب ہو جاوے جسے یقین غالب  
 الظن لا العلم بمعنى التيقن ولو وقع الشك ان هذا اليوم كان من عاشر ذى الحجة او تاسع ذى الحجة فلا حوط  
 علم صحیح کے متزلزل یقین ہے اور اگر یہ شبہ چڑھاوے کہ آج کا دن ذی الحجہ کی ٹیڑھی تاریخ ہے یا نہیں تاریخ ہے  
 ان يضمن في القدر بعد الزوال ولا يؤخر الذبح بعده الى يوم الثالث لاحتمال ان يقع في غير وقته وان اخرج كان  
 کو قربانی اسکے روز نہ ہو پھر ذبح کرے اور اگر وہ دن کے بعد ذبح کرے تو اسے باوجود اس کے کہ وہ ذبح کرنے کے دن ہے باوجود اس کے







التي عليها يدور كثير من الاحكام الشرعية في حكمه تعالى اثنا عشر شهرا مثبتا في اللوح المحفوظ منذ خلق السموات

بين پر اکثر شرعی احکام کا راسخ حکم آئی میں بارہ مہینے میں لوح محفوظ ظاہر ثابت جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمان

والارض من تلك الشهور الاثني عشر اربعة حرم هي ذوالقعدة وذوالحجة والمحرم ورجب وكون هذه الاثني عشر

اور زمین پر ایسے اون بارہ مہین سے چار آداب اور عزت کے مہین ذیقعدہ اور ذوالحجہ اور محرم اور رجب یعنی عالی لغزہ عیدہ ہمارے ہر روز اور ان چاروں مہینوں

الاربعة المعينة حراما هو الدين المستقيم حرم ابراهيم النبي عليه السلام فلا تظلموا فيهن انفسكم بقتل

مہین کا ادب عزت والا ہونا یہی دین درست دین ابراہیم نبی علیہ السلام کا ہے جو ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ان اوقات کی رحمت کو کر

حرمها وارتكاب المعاصي فيها فان العمل الصالح كما انه اعظم اجرا فيهن كذلك المعصية فيهن اعظم من

اور ان میں معاصی اختیار کرنا اور نیک عمل کا ان مہینوں میں جیسے ثواب زیادہ ہوتا ہے ایسی ہی معصیت ان مہینوں میں

المعصية في غيرهن كذلك المعصية في شهر رمضان ويوم الجمعة ويوم عرفة ولياليها وليلة القدر

اور وقت کی معصیت کے بدتر ہے اور ایسی ہی معصیت ماہ رمضان میں اور جمعہ کے دن اور عرفہ کے روز اور انکی راتوں میں اور شب قدر میں

وايام العيدين ولياليهما اكثر وزنا الا انه تعالى فضل هذه الازمنة بما خصها من العبادات التي تفعل

اور دو نوبتوں کے دن اور انکی راتوں میں سزا میں زیادہ تر ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان اوقات کو خاص خاص عبادات سے جو ان اوقات میں عمل کی جاتی ہیں فضیلت دی ہے

فيها وجعل ثواب العبادات ونزول الرحمة ووصول المغفرة فيها اكثر من غيرها رحمة لهذه الاممة

اور عبادات کا ثواب اور رحمت کا اازل فرمانا اور مغفرت کرنی ان اوقات میں بہ نسبت اور اوقات کے زیادہ تر مغفرت یا اجر میں واسطے رحمت کے

المرحومة فمن لم يعرف النعمة التي كانت عليه فيها بل هتك حرمتها ارتكاب انواع الذنوب فيها فقد

مرحومہ پر اب جو شخص اس نعمت کی قدر جو اس وقت میں اس پر سبزل ہوتی ہے بجانے بلکہ اس وقت کی حرمت اور ثواب کو کچھ طرح طرح کے گناہوں سے کر کے توڑ دیکر

استحق ان يكون عذابه اشد وعقابه اعظم فعلى المسلم ان يعرف النعمة التي كانت عليه ويعظم ما

یستحق سزا دہے کہ اس کو سخت عذاب اور بڑا ہی عقاب ہو جو مسلمان کو لازم ہے کہ اس نعمت کی قدر جو اس پر سبزل ہے سمجھے اور جسکو اللہ نے

عظمه الله حتى يكون عند الله تعالى عظيما وتكثير هذه الازمنة انما يكون بزيادة الاعمال الصالحة

عظمت دی ہے اس کی تعظیم کرے تاکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت پاوے اور تعظیم ان اوقات کی صلح اعمال کی کثرت سے ہوتی ہے

فيها فمن عجز عن ذلك فاقبل احواله في التعظيم ان يجتنب عما يحرم عليه ويكره له فيترك البدع والمنكرات

پر جو شخص اعمال صالحہ سے عاجز ہو تو کم سے کم اس کی تعظیم ہے کہ ان اوقات میں تمام محرمات اور مکروہات سے کنارہ کرے پھر تمام بدعات اور منکرات

وما لا ينبغي له فيها من المنهيات وكثير من الناس في بعض هذه الازمنة قد ارتكبوا ضد هذا المعنى حيث

اور جو جو بیوقوف کار اور منہیات میں ترک کرے اور بعض لوگ کہیں کہیں ان اوقات میں اس کے خلاف کر بیٹھتے ہیں چنانچہ ایام

كانوا يسارعون في ايام العيدين ولياليهما الى الله واللعب وغيرها من انواع السيئات بعضهم بالباشرة وبعضهم

عید میں شب و روزوں کو لوب و غیرہ اقسام منہیات میں مصروف رہتے ہیں بعضے خود عمل کرتے ہیں اور بعضے

بالمشاهدة مع ان للسيرة الواحدة عشرة من الضرر على ما ذكره الفقيه ابو الليث في تنبيه الغافلين الاول انما خطر

نماشا دیکھتے ہیں باوجودیکہ ایک گناہ میں

خالق عليه بخلاف امره والثاني تفرج ابليس الذي هو عدوه وعدو الله تعالى والثالث بعدة من الجنة والرابع

اپنے حال پر اس کے حکم کی مخالفت کر کر آدرود کرنا اور شر سے ابلیس کا خوش کرنا کہ وہ اسکا اور اللہ کا ہی دشمن ہے شہرے جنت کے دوری ہوتے

قربه من جهنم والخامس جفاء من هوا حباليه وهو نفسه والسادس تخميس نفسه التي قد خلقها الله تعالى

اور رخ سے ترویجی باجوہ میں اپنی جان پر ظلم کرنا جو ب سے زیادہ محبوب ہے بچے اپنی جان کو ناپاک کرنا جسکو اللہ تعالیٰ نے پاک اور پاک کیا ہے







فقال دعصا یا ابابکر فان کلمة عید فی حدیثنا فان هذا الحدیث وان کان یدل علی ما زعموا لکن لیس کما زعموا  
 فرایا ابوبکر جائے دوسرے قوم کے لیے عید ہوتی ہے سو یہ ہماری عید ہے کیونکہ یہ حدیث اگرچہ ان کے مطلب پر دلالت کرتی ہے لیکن وہی نہیں ہے جو وہ کہتے ہیں  
 اذ قد ذکر فی نصاب الاحتساب ان هذا الحدیث متروک غیر محمول بہ لقوله تعالیٰ وَمِنَ النَّاسِ مَن ذُكِرْتِیْ لَهُوَ  
 اسوائے کہ نصاب الاحتساب میں مذکور ہے کہ یہ حدیث متروک العمل ہے اسپر عمل نہیں کرتی اس آیت کے موافق اور ایک لوگ کہیں کہیں یہ حدیث کھیل کے  
 الحدیث فان المراد من هذوالحدیث علی ما ذکر فی معالم التنزیل عن ابن مسعود وابن عباس وعکرمہ وسعید بن  
 کیونکہ موافق بیان معالم التنزیل کے ابن مسعود اور ابن عباس اور عکرمہ اور سعید بن جبیر سے یہ حدیث سے غنا اور جو اسکی مثل ہے معارف  
 جبیر الغناء وما فی معناه من المعازف والمزامیر والمراد من اشتراطه اختیاره والمعنی ان بعضا من الناس یختار  
 اور مزامیر وغیرہ مراد سے اور اشتراط مراد اختیار اور پسند کرنا اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ بعض لوگ

الغناء وما فی معناه من المعازف والمزامیر یضل عن سبیل اللہ بغین علم ویخذ ما هنرہ اولئک لهم عذاب عظیم  
 غنا کو پسند کرتے ہیں اور جو اسکی مثل ہے معازف اور مزامیر وغیرہ تا بہلادین اسد کی راہ سے بن سمجھے اور شیخ ابو اسود کوشیخ جو بن او کھوڑت کو اور  
 فدلت الایۃ علی تحریف الغناء وما فی معناه من الملاحی ویدل علی هذا ایضاً ان عائشة بعد بلوغها ینقل عنها الا  
 سو یہ آیت غنا کی اور اسکی مثل ملاحی وغیرہ کی حرمت پر دلالت کرتی ہے اور حرمت اسکی اس سے ہی ثابت ہوتی ہے کہ حضرت عائشہ سے بعد بلوغ کے غنا

ذم الغناء والمعازف والثانی مما یجب علی المکلف فی هذا العید الاضحیۃ فانها یجب علی مسلم حرم مقیم موسر  
 اور معازف میں سوا برائی کے اور کچھ منتقل نہیں ہے دوسرا امر جو اس عید میں مکلف پر واجب ہے سو قربانی ہے سو قربانی اسلم آزاد مقیم اور گھر پر واجب ہے

والیسار فیہا ان یملک نصاباً او ما یکون قیمته نصاباً فاضلاً عن حاجتہ الاصلیۃ ولا یعتبر فیہ وصف النما من  
 ادر میں مقدور اتنا ہی جاہی کہ نصاب کا مالک ہو یا ایسی چیز کا کہ اسکی قیمت حاجت اصلی سے بڑھتی برابر نصاب کے ہو اس میں نامی ہونا کچھ ضروری نہیں ہے جسکے مالکین  
 کا نصاب دار لا یسکنہا فیو اجرہا یعتبر قیمتہا فی الغنۃ وکذا اذا اسکنہا وفضل عن سکناہ شیء یعتبر قیمتہ الفاضل  
 ایک گھر جو جس میں رہتا نہیں کرایہ کو دیتا ہے تو مقدور کے لیے اسکی قیمت کا اعتبار کیا جاوے گا اور ایسے ہی اگر اس میں رہنے کے لیے لیکر اس کے رہنے سے کچھ باقی رہ جاوے تو اس کا نصاب

فی الغنی لان ما کان من حاجتہ الاصلیۃ لا بد ان یکون مشغولاً بہا لا بما یحتاج الیہ اذ ما من مال الا ویقتل حاجتہ  
 مقدور کے باب میں لیبھا ویگی اسوائے کہ جبقدور اسکی حاجت اصلی کے لیے ہو تو ضرور ہے کہ اب اس کے بڑاؤ میں جو یہ نہیں کرانیدہ کو بہت تادمین آویجا اسوائے کہ ایسا مال کوئی نہیں

الیہ فی وقت من الاوقات حتی لو کان فی دار بکراء فاشتری قطعۃ ارض بما تبقی درہم فنی فیہا دار لا یسکنہا فہو غنی  
 کہیں نہ کہیں حاجت پیش نہ آ جاوے یہاں تک کہ اگر ایک شخص کرایہ کے گھر میں رہتا ہو پھر ایک قطعہ زمین کا دو سو درہم کو خرید کر جن کے لیے گھر بنا لیا وہ اب یہ شخص اس گھر کے سبب غنی ہے  
 بہا لانها فاضلۃ عن حاجتہ الحالیۃ وانما یحتاج الیہا فیما سبغے ومن کان لہ دار فیہا بیتان صیفے وشتوی لا یکون  
 کیونکہ بالفعل اسکی حاجت سے فاضل ہے اگر حاجت ہوگی تو پھر کہیں ہوگی اور جسکے پاس ایک مکان ہو اور اس کے اندر دو گھر گرمی اور جاڑ کے ہوں تو

غنیاً وان کان فیہا ثلاث بیوت یعتبر قیمتہ الثالث فی الغنۃ وصاحب الثیاب لا یکون غنیاً بثلاثۃ دسجات  
 غنی نہیں ہے اور اگر اس مکان میں تیس گھر ہوں تو اس تیسرے گھر کی قیمت غنا کے لیے لی جاوے گی اور اگر دو گھر ہوں تو اس تیسرے گھر سے غنی نہیں ہوتا  
 احدنہا للبدلۃ والثانیۃ للمسنۃ والثالثۃ للجمع والاعیاد وکذا بالفراشین ما زاد علی الدسجات الثلاث  
 ایک روزہ کے پہننے کا دوسرا کار کرنے کے وقت کا تیسرا جمع کے دن اور عید کے دن کا اور ایسے ہی وہ پہننے سے غنی نہیں ہوتا اور جبدرتین جوڑی کرے

من الثیاب وعلی الفراشین یعتبر قیمتہ فی الغنی والغازی لا یکون غنیاً بفرسین وان کان لہ ثلاثۃ فراس یعتبر  
 اور دو پہر نوٹے زیادہ ہو گا تو غنی ہونے کے لیے اسکی قیمت حساب میں لیبھا ویگی اور ماہد غازی دو گھوڑوں سے غنی نہیں ہوتا اور اگر تین گھوڑے ہوں تو ایک  
 قیمتہ احدہا فی الغنی وما زاد علی لواحد من الدواب لغیر الغازی فہا کان او حمار اللہقان وغیرہ او الخادم  
 گھوڑی قیمت غنی ہونے میں حساب کبھا ویگی اور جبقدور ایک چوپایہ سے زیادہ ہو سو اسکی اور شخص کے پاس گھوڑا ہو یا گدھا یا کبھی گاونوں یا دیکھے لیے یا ایک خادم یا ایک



الواحد يعتبر قيمته في الغنى وكذا كتب التفسير والحديث لاهله ما زاد على نسخة واحدة من رواية واحدة  
یعنی ہر ایک کے لیے اسکی قیمت سب میں بجاوگی اور ایسے ہی تفسیر حدیث کی کتابین علماء کے لیے ہر ایک کی قیمت سے زیادہ ہونے کے لیے ایک روایت سے

يعتبر قيمته في الغنى وكذا ما زاد على الواحد من المصاحف لسن يحسن القراءة يعتبر قيمته في الغنى والزرع لا يكون  
عنا کے بابت اسکی قیمت سب میں بجاوگی اور ایسے ہی جو ایک قرآن سے زیادہ قاری کے پاس ہو تو غنا کے لیے اسکی قیمت سب میں بجاوگی اور گناہوں  
غنيا بثورين وألة الحراثين وان كان له ثلث تيران يعتبر قيمة احد ها في الغنى والبقر الواحد يعتبر قيمتها في  
اور کھیتی کی راہ میں پانچ سے غنی نہیں ہوتا اور اگر تین ہل ہونے تو ایک ہل کی قیمت غنا میں سمجھوگی اور ایک ہی ہل پر تو غنا میں اسکی قیمت بجاوگی

الغنى ومن كان له قوة سنة يساوي نصابا ففيه كلام والظاهر انه لا يعد من الغنى ذكره قاضيان في فتاونه  
اور ہلکے پاس ایک سال کا کھانا ہر ایک نصاب کے ہر دو آدمین اختلاف ہے اور ظاہر ہے کہ وہ غنی نہیں ہے یہ قول قاضی غانا نے اپنی فتاویٰ میں ذکر کیا ہے  
والمأة ان كانت له جواهر لا تلبسها للاعياد وتزين للزوج يعتبر قيمتها في الغنى وكذا ان كان لها دار تسكن فيها  
اور جس عورت کے پاس جواہر اور موتی ہوں کہ عید کے روز پہنی ہو اور غنا کے واسطے سجاوگی ہو تو غنا کے لیے اسکی قیمت سمجھوگی اور ایسے ہی اگر عورت کے پاس میں

معزوجهما يعتبر قيمتها في الغنى اذا كان الزوج قادرا على الاسكان ويتعلق بهذا النصاب حرمة اخذ الزكوة ووجوب  
کمزوجس میں غنا کے ساتھ ہیں ہر تو اس گھر کی قیمت غنا کے لیے سمجھوگی پر اس شرط پر کہ وہ سکنا وغنا نہ گمردیے کا مقدار رکھتا ہو اور اس ہی نصاب سے زکوٰۃ یعنی حرام ہوتی ہوگی  
صدقة الفطر والاضحية لان الغنى على ثلث مراتب غنى يحرم عليه السؤال واخذ الصدقة ويجب عليه  
صدقہ نظر اور قربانی واجب ہوجاتی ہے اس واسطے کہ غنی کتنے درجہ میں ایک وہ غنی ہے جسکو سوال کرنا اور صدقہ لینا حرام ہوتا ہے اور اس پر

صدقة الفطر والاضحية والزكوة وهو من يملك نصابا كاملا ناميا وتعنى يحرم عليه السؤال واخذ الصدقة  
صدقہ فطر اور قربانی اور زکوٰۃ واجب ہوتی ہے یہ وہ غنی ہوجکے نصاب کامل نامی یعنی جڑیٹا ہوا ہلکے ایک ایسا غنی ہوتا ہے جسکو سوال کرنا اور صدقہ لینا حرام ہوتا ہے  
ويجب عليه صدقة الفطر والاضحية دون الزكوة وهو من يملك ما قيمته نصاب من غلبان يكون فيه نساء  
اور اس پر صدقہ نظر اور قربانی واجب ہوتے ہے اور زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی وہ ایسا شخص ہے جسکی ملکیت نصاب کے برابر ہو اور وہ چیز نامی نہ ہو

وهو من يملك قوة يومه وما يستر عوراته ثم المعتبر في الفقر والغنى خروا يام النحر واذا جاء يوم النحر ولا مال له  
یہ ایسا شخص ہوتا ہے جس کے پاس ایک دن کا کھانا اور وہ بدن ڈھکنے کو کپڑا پہننے اور غنا میں آنے والی چیزیں ہر چیز کا اعتبار ہوجو ایام نحر میں آئیں ایسے مالین اور کچھ  
ثم استفاد قدر النصاب قبل مضي ايام النحر ولا دين عليه تجب عليه الاضحية واجبا يوم النحر وهو غنى فملك  
پھر اسکو نصاب کے برابر فائدہ ہو گیا اور ابھی ایام نحر تمام نہیں ہوئے اور اسکے ذمہ کچھ فرض ہی نہیں ہے تو اس پر قربانی واجب ہوجاے اگر ایام نحر کی حالت میں گئے ہوں

ماله او نقص من النصاب قبل مضي ايام النحر لا تجب عليه الاضحية ومن كان له على الناس ديون مؤجلة ولم يكن  
مال بالکل جاتا رہا یا نصاب سے کم رہ گیا اور ایام نحر بھی بانی ہیں تو اس پر قربانی واجب نہیں ہے نیز جسکا فرض ہو گا وہ اسکو کبھی کے ذمہ ہر آتا ہو اور

في يده ايام الاضحية ما يشتري به الاضحية لا تجب عليه الاضحية وكذا لو كان له دين على مفلس مقر لا تجب  
ایام نحر میں اسکے ہاتھ میں کچھ ہو کہ قربانی خریدنے کے لیے تو اس پر قربانی واجب نہیں ہے اور ایسی ہی اگر اسکا فرض کسی مفلس پر آتا ہو اگر وہ افسر کرنا ہی پر قربانی  
عليه الاضحية ما لم يصل اليه الدين وكذا لو كان له دين على مفلس وليس في يده ما يمكنه شراي الاضحية لا يلزمه  
واجب نہیں ہے جب تک وہ فرض وصول نہ ہو جاوے اور ایسی ہی اگر اسکا فرض ہو کہ اگر وہ افسر کرنا ہی پر قربانی خریدنے کے لیے تو اسکو ضرور نہیں

ان يستقرض فيضحي ولا قيمتها اذا وصل اليه الدين لكن يلزمه ان يسئل عنه فمن الاضحية اذا غلب على ظنه انه  
کہ فرض بکرب قربانی کرے اور قیمت قربانی کی عیب فرض وصول ہو جاوے دینی لازم آتی ہو لیکن اسکو ہر لازم ہو کہ قرض اس سے قیمت قربانی کی طلب کرے اگر اسکو ظن غالب ہے

الاضحية



يعطيه ولو كان له مال كثير غائب في يد مشريكه او مضاربه ومعه ما يشتري به الاضحية من الحجري  
 کہ در بجا اور اگر بت سال اسکے ہفتہ سے باہر ہو شریک یا مضارب کے ہفتہ میں اور اسکے ہفتہ میں سو لپھانہ ہی اتنی ہے کہ قربانی خرید کرے

او متاع البيت يلزمه الاضحية واول وقتها بعد طلوع الفجر من يوم النحر لكن يشترط تقديمه صلوة  
 یا گھر کا اسباب ہے تو ایسے سال میں قربانی واجب ہے اور اول وقت قربانی کا دسویں تاریخ ہو گا مگر اگر کہنے میں ہمد ملو تا فجر کے ہے لیکن شہر کے رہنے والوں کے حق میں شہر

العید علیہا فی حق اهل الامصار حتى لا يجوز الذبح لمن كان في المصر الا بعد فراغ الامام من الصلوة ولو  
 عید کا اور اگر کہیں بیان تک کہ شہر میں رہنے والے کہ قربانی ہی کرنی جائز نہیں ہے جب تک امام دو گز سے غارتا ہو سکے اور اگر امام کی ناز سے چلے تو دسے تو درست نہیں

ضحی وتبل صلوة الامام لا يعمر ولو خرج الامام بطائفة الى الجبانة وامر رجلا ان يصل بالضعفاء في المصر  
 اور اگر امام شہر اور جماعت کے عید گاہ کی طرف روانہ ہو اور کسی شخص کو نائب کیا کہ نوافل کو شہر میں نازل ہوا ہے

وضح البعض بعد ما صل احد الفريقين يجوز استحسانا وان كانت بلدة لا يصل فيها صلوة  
 اور بعض نے جلد نوافل سے قربانی ذبح کر دی بعد فراغت نماز ایک شخص امام یا نائب کے تو استحساناً جائز ہے اور اگر ایسا شہر ہے کہ وہ سین عید کی ناز نہیں ہوتی

العید اما لعدم الامام او لغلبة اهل الفتنة يجوز التضحية في اليوم الاول بعد الزوال وفي اليوم الثاني و  
 اور اس لیے کہ امام نہیں ہے یا اہل فتنہ کے غلبہ سے قربانی پہلے دن یعنی دسویں تاریخ دوپہر ڈھلے جائز ہے اور گیارہویں اور

الثالث يجوز قبل الزوال وبعده وقال بعضهم في ذلك المكان يجوز التضحية في اي وقت كان لوقوع الياس  
 گیارہویں میں دوپہر ڈھلے سے پہلے ہی اور بعد دوپہر کے بھی جائز ہے اور جسے کہتے ہیں کہ ایسی جگہ قربانی جہوں کر دسے ہر وقت جائز ہے کیونکہ نازی وقوع کو کبھی نہیں

عن الصلوة وان اخر الامام الصلوة يوم العيد ينبغي للناس ان يؤخروا التضحية الى وقت الزوال ولو خرج الامام  
 اور اگر امام عید کے روز ناز میں دیکھو گے تو لوگوں کو کہا جائے کہ قربانی میں دوپہر ڈھلے تک تاخیر کریں اور اگر امام ناز کے لیے

والصلوة في الغد او بعد الغد وقد ضحى بعض الناس قبل ان يصل الامام يجوز لانه فات وقت الصلوة  
 اگلے دن یا اگلے دن روز بروز اور جسے لوگوں نے امام کی ناز سے پہلے قربانی ذبح کر دے تو جائز ہے اس واسطے کہ سنوں وقت ناز کا

على وجه السنة ثم المقدم مكان المذبح او حلا مكان المالك حتى لو كانت الاضحية في المصر وصاحبها في السواد  
 تو جائز ہے ہجرت از ذبح میں قربانی کے مکان کا اعتبار ہے الگ کے مکان کا اعتبار نہیں ہے یہاں تک کہ اگر قربانی شہر میں ہو اور اس کا مالک شہر سے دور ہو

فامر جلا بالذبح فذبح الوكيل قبل الصلوة لا يجوز ولو كانت الاضحية في السواد وصاحبها في المصر وامر  
 ہر اس مالک نے کسی شخص کو کہہ یا کہ میری قربانی ذبح کر دینا اس شخص نے ناز سے پہلے ذبح کر دی تو جائز نہیں اور اگر قربانی شہر سے دور ہو اور مالک شہر میں ہو اور اس نے اپنے

اهله بالذبح فذبح اهل قبل الصلوة يجزى وكذا لو كان رجل في مصر واهله في مصر اخر وكتب اليهم ان يضحوا عنه  
 اہل کو کہہ یا کہ ذبح کر دینا اور اسکے اہل نے ناز سے پہلے ذبح کر دے تو جائز ہے اور ایسی ہی اگر ایک شخص کو شہر میں ہو اور اسکے اہل در شہر میں ہوں اور اس شخص نے اپنے اہل کو کہا کہ میری طرف سے قربانی ذبح کرو

يلزمهم ان يذبحوا عنه بعد صلوة الامام في البلد الذي هو فيه اعتبار المكان الذبيحة ومن اراد ان يتجمل  
 تو ان کے ذبح ہر لازم ہے کہ اس کی طرف سے وہاں کے امام کی ناز کے بعد سین وہ آپ رہتے ہیں ذبح کریں کیونکہ اعتبار قربانی کا مکان کا ہے اور جسے جلدی سے گوشت کھانا چاہا

له اللحم واخرج اضحيته من المصر وذبحها قبل الصلوة قالوا ان اخرجها مقدار ما يباح للمسافر قصر الصلوة  
 اور قربانی کو شہر سے باہر لے جا کر ناز سے پہلے ذبح کرے اور اگر اسے قربانی کو اتنی دور لے جا کر ذبح کی جس مسافت پر مسافر کو قصر نماز ہوتا ہے تو جائز ہے

فيه يجوز ولا فلا حلا في حق اهل الامصار واما اهل السواد والقرى فيجوز لهم الذبح بعد الفجر الثاني من  
 تو جائز ہے اور سین تو جائز نہیں ہے یہ سب بیان شہر والوں کا تھا اور گردن اور گاؤں کے لوگوں کو دسویں تاریخ ذبح کی جگہ کی صحیح ساری کے بعد

اليوم العاشر من ذي الحجة واما اهل البوادي فيجوزون الا بعد صلوة اقرب الائمة الممروا وقتها  
 اور منجمل کے رہنے والے ہجرت ناز اپنے سے نزدیک سے نزدیک امام کے ذبح کریں اور آخر وقت قربانی کا

بہر وقت



فی حق الكل قبیل غروب الشمس من ایام النحر والفضل اوقات التضحية ایوم الاول وادونها  
 سب کے حق میں آفتاب ڈوبنے سے کچھ پہلے تک یعنی دن ایام نحر سے یعنی باہرین کی اخیر عصر تک ہر اور قربانی کا افضل وقت پہلا روز ہے یعنی دسویں تاریخ اور کثرت  
 ایوم الاحر ویکرة الذبح لیلان وان جان لاحتمال الغلط فی ظلمة اللیل ولو وقع الشک ان هذا ایوم کان من  
 شبہ پہلا دن اور رات کو فوج کرنا مکروہ ہے اگرچہ جائز ہے شایہ کہ رات کے اندھیرے میں ٹھیک علم فوج نہ ہو اگر شبہ آئے کہ آن ذی الحجہ کی  
 عاشری الحجۃ او تاسع ذی الحجۃ فالاحوط ان یفتی فی الغد بعد الزوال قال قاضیخان فی فتاویہ فی کتاب  
 دسویں تاریخ ہے ذی الحجہ کی نویں ہے تو اب احتیاطیوں سے کہ اگلے دن دوپہر پہلے فوج کرے قاضی خان اپنے فتاویٰ کی کتاب الصوم میں لکھتا ہے  
 الصوم شہر رمضان اذا جاء یوم الخميس ویوم عرفۃ جاء یوم الخميس ایضا کان ذلك ایوم یوم عرفۃ لا  
 کہ ماہ رمضان کا چاند اگر جمعرات کے دن ہو تو پھر عرفہ ہی جمعرات کے روز نکلا پڑے تو وہ روز بیشک عرفہ کا ہی یوم النحر یعنی دسویں تاریخ  
 یوم النحر حتی لا یجوز التضحیۃ فی هذا ایوم اعتمادا علی قول علی رضی اللہ عنہ کہ یوم نحر کو یوم صوم کو لان ذلك محتمل  
 نہیں ہے اور دن قربانی فوج کرنی جائز نہیں ہے کیونکہ قول حضرت علی کا اس میں معتد ہر دسویں ذی الحجہ کی پہلی رمضان کی آیتیں اس واسطے احتیاط کرنی چاہیے  
 محتمل انہ اسلاد بہ ذلك العام دون الابد توح الاضحیۃ انما تجوز من اربعة اصناف من حیوان الابل والبقر  
 کہ اس قول میں یہ بھی احتمال ہے کہ آٹے اور مس ہی سال کا حال ارشاد کیا ہو ہمیشہ کے لیے قاعدہ ہے یا ہو پھر قربانی چار قسم کے حیوان کی جائز ہے اونٹ اور گائے  
 والغنم واللغز ذکورھا واناثھا الا ان الاتی من الابل والبقر افضل والذکر من الغنم والمعر افضل ثم المعتبر من  
 اور بکری اور دھنڑ اور مادہ دونوں پر اتنا ہے کہ اونٹنی اور گائے سے اور افضل ہے اور بکری اور دھنڑ سے اور افضل ہے پھر معتبر  
 هذه الاصناف الاربعة الثنۃ وهو من الغنم والمعر ما تمت له سنة وطعن فی الثانية ومن البقر ما تمت له سنتان  
 ان چاروں قسم میں ثنیہ ہے یعنی نوجوان اور نوجوان بکری اور دھنڑ میں وہ جو جب کو ایک سال پورا ہو کر دس سال شروع ہوا ہو اور گائے میں وہ جو دو برس  
 وطعن فی الثالثة ومن الابل ما تمت له خمس سنین وطعن فی السادسة ولا یجوز ما دون ذلك من هذه الاصناف  
 پورے ہو کر تیسرا سال شروع ہوا اور اونٹ میں وہ جو جب کو پانچ برس پورے ہو کر چھٹا شروع ہوا ہو اور اس عمر سے چھوٹا ان قسموں میں سے کوئی جائز نہیں ہے  
 الا الجذع من الضان اذا کان عظیما بحیث لو اخلط بالثنیات لم یتبذ من بعید وهو ما کان له الیة واتے  
 مگر جنغ ہینڈھے کا اگر گلان ساس ہو ایسا کہ اگر ایک برس کی عمر والوں میں لہجہ سے تو دور سے بچانا نہ جاوے اور جنغ وہ ہوتا ہے کہ جسکی چمکتی ظاہر ہو اور  
 علیہ ستة اشهر وثنی من الشهر السابع و ذکر فی الخلاصۃ ان التضحیۃ بالذیک والدجاجة فی ایام النحر من  
 چھ مہینے پورے ہو کر کچھ دن ساتویں مہینے کے گذرنے ہوں اور سلاصہ میں مذکور ہے کہ مرغ اور مرغی کے ایام نحر میں قربانی کرنی جسکو  
 الاضحیۃ علیہ لیسارہ تشہا بالمضحین مکروہ لانہ من سوم المجوس ولو اشتری فقیر شاة الاضحیۃ  
 افلاس کے سبب قربانی واجب نہیں ہے قربانی کرنے والوں کی مشابہت حاصل کرنا مکروہ ہے اس واسطے کہ بیجو سیونی رسم ہر اور اگر کسی فقیر نے قربانی کے واسطے بکری مولیٰ  
 ولو یضرح حتی مضت ایام النحر کان علیہ ان یتصدق بتلك الشاة حیاة او بقیمتها ولو انه ذبحها بعد ایام  
 پھر فوج کرنی بیان تک کہ ایام نحر تک گئے اب اور سپر لازم ہے کہ وہ بکری جینی خیرات کر دی یا ادسکی قیمت دیدے اور اگر بعد ایام نحر کے ذبح کر کر  
 النحر ویتصدق بلحمها یجوز لکن ان کان قیمتها حیاة اکثر لیزمہ ان یتصدق بالفضل فان اکل منها یغرم  
 گوشت خیرات کر دیا تو بھی جائز ہے لیکن اگر بقیے کی قیمت گوشت سے زیادہ ہو تو ذنبی برصتی قیمت ہی خیرات کرے اور اگر ادس میں سے آپ کھالے  
 قیمتہ وان لم یفعل شیئا من ذلك حتی جاء یوم النحر من القابل فضحی بها عن العام الاول لا یجوز لکن ہاقد  
 تو ادنیٰ کی قیمت اور اگر ادس میں ان امور میں کچھ ہی کیا بیان تک کہ اگلے سال کا یوم النحر آیا اب ادس پہلے سال کی قضا کی نیت سے فوج کی تو جائز نہیں ہے اس لیے کہ فوج کرنا جو  
 الدم قرۃ عرفۃ اداء لا قضاء ویجوز الابل والبقر من احد الاربعة اذا اراد کلہم القرۃ اتفقت جهة العترة او  
 عبادت ہوا یعنی وقت ہر عبادت ہر بطور قضا نہیں ہے اور اونٹ اور گائے ایک ہی بکری سات ادسوں تک جائز ہے اگر ادس سب کا اسادہ قربت کا ہو ایک ہی طرح کی عبادت ہو یا



اختلفت كالاضحية والقران والمتعة والعقيقة والتقدير بالسبعة يمنع الزيادة لا النقصان حتى يجوز  
 كئی طرح کی ہو جیسے قربانی اور قرآن اور متعہ اور عقیقہ اور سات تک کی حد بانہ سے زیادہ کی ممانعت ہوگی جو کئی کی ممانعت نہیں ہے بیان تک  
 عن ستة وخمسة واربعة وثلاثة واثنين ان لم يكن لاحد هم اقل من السبع كما اذا مات رجل ترك ابنا وامراة  
 کچھ یا پانچ یا چار یا تین یا دو آدمیوں کی طرف سے ہی جائز ہے اگر کسی کا حصہ ساتویں حصے سے کمتر ہو جیسے ایک شخص دو اور اوٹنے ایک بیٹا اور بیوی وارث  
 وبقرة وضحاياها لا يجوز وكذا لو اشترى ثلاثة نفر دفع احدهم اربعة دنایر والاخر ثلاثة دنایر والثالث  
 اور ایک گائے تیرے تین چوڑے اور نون نے وہ گائے قربانی کے توجہ سے نہیں اور ایسے ہی اگر تین آدمیوں نے مل کر قربانی خریدی ایک نے چار دینار دیے اور دوسرے نے تین یا نو دینار دیے  
 دینار او اشترى بقره على ان يكون البقرة بينهم بقدر اموالهم وضحاياها لا يجوز ولو اشترك سبعة فی بقره  
 ایک دینار یا پھر گائے بول نے اس طور پر کہ دیناروں کے حساب پر شرکت ہو اور زکوٰۃ کی تو قربانی جائز نہیں ہے اور اگر سات آدمی گائے میں شریک ہوے  
 ونوی بعض الشركاء التطوع وبعضهم الاضحية لهذاه السنة وبعضهم قضاء عن السنة الماضية يجوز  
 اور کسی نے نیت نفل کی کی اور کسی نے اوس ہی سال کی قربانی کی نیت کی اور کسی نے پچھلے سال کی قضا کی نیت کی تو سب جائز ہے  
 الكل لكن يكون تطوعا عن نوى القضاء عن السنة الماضية فلا يقع عن قضاء بل يلزمه ان يتصدق  
 لیکن جسے پچھلے سال کی قربانی سے قضا کی نیت کی تھی اور کسی نفل ہو جائیگی اوسکے قضا کرنے سے ساقط ہوگی بلکہ اوسکو لازم ہے کہ قیمت درمیان  
 بقیمته شاة وسط لما مضى ولومات احد السبعة وقال ورثته اذ جوهاعنده وعنكم يجوز استحسانا ولو  
 بکر کی بعض سال گذشتہ کی خیرات کر دے اور اگر ساتوں شریک میں سے ایک مر گیا اور اوسکے وارثوں نے کہا کہ اوسکی طرف سے اور اپنی طرف سے ذبح کر لو تو مستحسانا جائز ہے  
 اشترك سبعة وضحاياها لا يجوز واقتسموا اللحم وزنا يجوز ولو اقساموا جزا فلا يجوز الا ان يضم الى اللحم شئ  
 اور اگر سات آدمیوں نے مل کر گائے قربانی کی اور گوشت تول کر بانٹا تو جائز ہے اور اگر مکمل سے بانٹا تو جائز نہیں ہے ہاں اگر گوشت کے ساتھ کچھ کچھ  
 من الاكارع والجلد سواء كان فی كل جانب شئ من اللحم وشئ من الاكارع او كان فی كل جانب شئ من اللحم  
 پائے یا چمڑا ملائین تو جائز ہے برابر ہے کہ ہر حصے پر کچھ گوشت اور کچھ پائے یا ہر حصے پر کچھ گوشت اور  
 شئ من الجلد او كان فی جانب لحم واکارع و فی آخر لحم و جلد وانما يجوز جزا فاصرف اللحم من الاكارع ولو  
 کچھ چمڑا یا ایک حصے پر گوشت اور پائے اور دوسرے حصے پر گوشت اور چمڑا اس صورت میں مکمل کی تقسیم ایسے جائز ہے کہ ہر حصے کا خلاف حصے سے مقابلہ کرینگے اور اگر  
 لم يضموا الى اللحم شئاً وحل كل واحد منهم لصاحبه الفضل لا يجوز لان تحليل الفضل هبة وهبة المشاع  
 گوشت کے ساتھ ہونے پائے یا چمڑے کی تقسیم کر کے ہر ایک شخص دوسرے کو کئی بڑھتی کی اجازت دیکر حلال کر دے تو جائز نہیں ایسے کہ بڑھتی کا حلال کرنا ہبہ ہوگا اور ہبہ  
 فيما يحتمل القسمة لا يجوز وان اقساموا اللحم وزنا وتصداقوا بالجلد على فقير او وهو الغني يجوز ولو جعلوا  
 تقسیم ہوئی تو چیز میں جائز نہیں ہے اور اگر گوشت تول کر بانٹ لیا اور چمڑا سب نے مل کر ایک فقیر کو دیا یا کسی غنی کو بخش دیا تو جائز ہے اور اگر  
 اللحم والشحم سبعة اسهم وقسموه بينهم جزا فاجوز ويجوز الخصة والجماء التي لا قرن لها والثولاء ای المجنونة  
 گوشت اور چمڑے کے سات حصے اپنے ملا کر کیے اور اس میں مکمل سے تقسیم کر لیا تو جائز ہے اور بھیا اور شٹا جیسے سنگھ بھیا یعنی ہون اور باؤ کی جائز ہے  
 ولا يجوز العمياء التي ليس لها عینان ولا العوراء التي ليس لها عین واحد ولا العجفاء التي لا فخ فی عظمها  
 اور انہ حصے کے دونوں اکسین ہون اور کانے جسکی ایک اکھ ہو اور ایسی ڈبلی جسکی بڑھی کے اندر مغز باقی ہو  
 ولا بعرجاء التي تمشی بثلاث قوائم ويجاز الرابعة عن الارض وان كانت تضم الرابعة على الارض وضعا  
 اور لکڑھی جو تین پاؤں پر چلتی ہو اور چوتھی پاؤں کو زمین پر نہ ٹکاتی ہو جائز نہیں ہے اور اگر چوتھا پاؤں بھی زمین پر ہوے سے رکھ کر  
 خفيفا وتستعين بها الا انها تمايل عند المشي تجوز ولا يجوز ما ذهب الثمن ثلث اذنها واليتها وعينها  
 مد لیتے سے پرائے کہ چلتے وقت جھکتی ہے تو جائز ہے اور جبکہ تھائی سے زیادہ کان یا ضیہ یا اکھ جاتی رہی ہو تو جائز نہیں ہے



و طریق معرفت ذهاب الثلث من العين ان يشد عينها المفقودة بعد كونها جائعة فيقرب اليها العلف فينظر  
 اور طریق دریافت تہائی آنکھ جانے کا یہ ہے کہ اول پوئی ہوئی آنکھ بند کر شدت ہو کہ کی حالت میں اوسکو گھاس دکھا دین پھر خیال رکھیں  
 من ای مکان تری العلف ثم لشد عينها الصحيحة ويقرب اليها العلف فينظر من ای مکان تری العلف  
 ستمی دور سے گھاس دیکھ لیتی ہے پھر اچھی آنکھ بند کر کر گھاس دکھا دین اب یہ خیال کریں کہ کتنی دور سے گھاس کی چلتی ہے  
 ثم ينظر تفاوت ما بين المکانين فان كان نصفاً فالذاهب نصف وان كان ثلثاً فالذاهب ثلث وهكذا  
 اب وہ نو مکان میں فرق دیکھیں کتنا ہے اگر او ہوں آدھ کا فرق ہے تو آدھی آنکھ نہیں ہے اور اگر تہائی ہے تو تہائی آنکھ نہیں ہے اور ایسے ہی حساب پر  
 وشق الاذن والکی لا يمنع جواز الاضحية وكذا السر القرن الا اذا بلغ الخ ولو ذهب عينها وكسرت  
 اور شق ہونے کا اور افسانہ ہونے سے قربانی منع نہیں ہوتی اور ایسے ہی سنگ کو مٹنے سے ان اگر بڑھ گیا یا بونچے تو جائز نہیں اور اگر بڑھ کر نیلے لیے بچھاڑتی ہوئی آنکھ تباہی رہی یا ٹوٹی  
 رجلها في معالجة الذبح فانه ان لم يسرها يجوز وان اسرها وضعت بها في وقت آخر في ذلك اليوم او في يوم آخر  
 اگر اوسکو بچھوڑا اوس وقت ذبح کر دیا تو جائز ہے اور اگر اوس وقت چھوڑ دیا اور اور وقت اس ہی دن میں یا ایام خمسہ کے اور دن میں  
 من ایام النحر اختلفوا فيه وعن ابی یوسف انه يجوز وبه اخذ الزعفرانی ولو ولدت الاضحية كان  
 ذبح کیا تو اس میں اختلاف ہے امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے اور یہی مذہب زعفرانی کا ہے اور اگر قربانی بیاڑھی تو لازم ہے  
 علیه ان يذبح الولد ايضا وان لم يذبحه حتى مضت ایام النحر فعليه ان يتصدق به حيا والا فضل ان  
 کہ بچے کو بھی ذبح کر دے اور اگر بچے کو نہ ذبح کیا اور ایام نحر گزر گئے تو لازم ہے کہ وہ بچہ بیتا خیرات کر دے اور انفسل یہ ہے  
 يذبح اضحيته بيده ان قدر لانه عبادة فالاولى ان يفعلها بنفسه وان لم يتقدر يا امر غيره ولا يأمر  
 کہ اپنی قربانی اگر بچے کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرے کیونکہ ذبح کرنا عبادت ہے تو اولیٰ یہ ہے کہ اپنی ذات سے ادا کرے اور اگر نہیں ہو سکتا تو اولاد کو ادا کرے اور  
 المكتابی لانه قرابة وهو ليس من اهلها ولو امره فذبحه يجوز لانه من اهل الذكوة والقربة يحصل بانابته و  
 کتابی شخص کو نہ کئے اس واسطے کہ عبادت ہے اور وہ اس کام کا نہیں ہے اور اگر کتابی سے کہہ دیا اور اسے ذبح کر دے تو جائز ہے ایسے کہ ذبح کتابی کا درست ہے اور یہ عبادت اسکی نیابت اور  
 نيته لكن يكره ويستحب احداً شفرتة قبل الاضجاع ويكره بعدة لما روى انه عليه السلام مر على رجل  
 نیت سے ہو جائیگی ہر مردہ ہے اور چھری کا تیز کرنا بچھانے سے پہلے مستحب ہے اور بعد بچھانے کے مردہ ہے اس واسطے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام ایک شخص کے پاس جا پونچے  
 اضجع شانه وهو جدد شفرتة وهي تلخ اليه ببصرها فقال اتريد ان تعيتها موتات هلا احد  
 کہ وہ بکری بچھاڑ کر چھری تیز کرتا تھا اور بکری اپنی آنکھوں سے اور ہر کہنی تھی سو اپنے فرمایا تو چاہتا ہے کہ اسکو کئی موت سے لے کر بچھاڑنے سے پہلے چھری تیز  
 شفرتة قبل ان تضعها ويكره جرها برجلها الى المذبح وترك التوجه الى القبلة ويكره النخع وهو الذبح  
 کیونکہ نکرلی اور قربانی کو تا تک بچھوڑنے سے پہلے جاننا اور قبلہ کی طرف منہ نہ کرنا مردہ ہے اور نخع بھی مردہ ہونے ایسا سخت ذبح کرنا  
 الشد يد حتى يبلغ النخاع ويكره السلخ قبل ان يسكن عن الاضطراب ويستحب ان يحضر الانسان اضحيته  
 کہ نخع تک ذوبت جا پونچی اور چھرا چھیلنا مجتہد سے ہونے سے پہلے مردہ ہے اور مستحب ہے کہ آدمی اپنی قربانی کے ذبح ہوتے ہوئے  
 عند الذبح ولو وضع صاحب الشاة يده مع يدا القصاب في الذبح حتى يكون ذا جامع القصاب قال الشيخ الامام  
 پاس حاضر رہے اور اگر قربانی کے مالک نے ہی اپنا ہاتھ تصانی کے ساتھ چھری پر رکھ لیا تاکہ تصانی کے ہمراہ ذبح میں شریک ہو جاوے تو شیخ امام  
 محمد بن الفضل تجب علی کل واحد منہما التسمية حتى لو ترك احدهما لاجل الذبح لان شرطه التسمية عليه  
 محمد بن الفضل کہتے ہیں کہ دونوں پر تکبیر ذبح کے کتنی واجب ہے یہاں تک کہ اگر دونوں میں سے کوئی ایک تکبیر ترک کر گیا تو نہ بوج مردار ہوگا اس واسطے کہ شرط حلال ہونے کی  
 لقوله تعالى ولا تأكلوا مما لم يذكر اسم الله عليه فالذبح اذا تركها عمد يكون الذبيحة ميتة لاجل اكلها ولو  
 موافق اس آیت کے اور اس میں سے نہ کہاؤ جسیر نام نہ لیا اللہ کا پھر ذبح کرینو الا اگر تکبیر عمد ترک کر گیا تو ذبیحہ مردار ہے اوس کا کھانا حلال نہیں ہے اور اگر

بہا

بہا



ذکر مع اسم الله تعالی غیره ان کان بالطف مثل ان یقول بسم الله و محمد رسول الله یحرم وان کان بغیر  
الطف کے نام کے ساتھ اور کچھ ہی کہہ یا اگر عطف کے ساتھ کہا اسطور کہا کہ بسم الله و محمد رسول الله تو ذبیحہ مزار ہے اور اگر بغیر  
الطف لا یحرم بل یکرہ ویکرہ ایضا ان یدعو بشی بعد التسمیة قبل الذبح مثل ان یقول بسم الله اللهم تقبل  
عطف کے کہا تو حرام نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے اور یہ مکروہ ہے کہ تسمیہ کے بعد ذبح سے پہلے کچھ اور بات زبان پر لاوے مثلاً یون کے کہ بسم الله الکی  
منی او من فلان واما بعد الذبح فلا یاس به لما روی انه علیه السلام قال بعد الذبح اللهم تقبل هذه  
تجھے اور فلان سے قبول کرے پھر ذبح کرے ان ذبح کے بعد اسکا کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ روایت ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے بعد ذبح کے فرمایا اے ربانی قبول کر  
عن امة محمد من شہدک بالوحدانية ولی بالبلاغ وما تداولتہ الا لسن عند الذبح بسم الله والله اکبر فهو جائز  
محمد کے تمام است کی طرف سے جو جو تیری وحدانیت کی اور تیری تبلیغ کی گواہی دیتے ہیں اور ذبح کرتے ہوئے جز بانوں پر حسب رول آتا ہے بسم الله و الله اکبر تو وہ جائز ہے  
لکن ذکر فی القنیة ان المستحب ان یقول بسم الله الله اکبر یدون الواو ومع الواو ویکرة ولو ذبح رجل اضحیة  
لیکن تسمیہ میں مذکور ہے کہ مستحب یہ ہے کہ بسم الله الله اکبر یدون واو کے کے اور واو کے ساتھ مکروہ ہے اور اگر کسی شخص نے غیر کی قربانی  
غیره بغیر اذ نہ یجوز استحساناً ولو کان بین الاثنین شاتان فذبحهما عن نسکهما یجوز ویاکل من لحمها  
نے اجازت ذبح کر دی تو استحساناً جائز ہے اور اگر دو امیوں میں دو بکریاں شتر کہ ہوں پھر دونوں نے بلا تین اپنی طرف سے ذبح کر دیں تو جائز ہے اور اسکا گوشت آپ بھی  
ویؤکل غیره من الاغنیاء والفقراء ویرهب لمن یشاء ولا یعطی اجر الجزار منها وندب بالتصدق بثلثها وندب ترک  
اور اور کو کھلاوے غنی ہو یا فقیر اور سب کو چاہے عطا کرے اور مزدوری میں قضائی کو ادس میں سے ندے اور تہائی کا خیرات کر دینا مستحب ہے اور  
التصدق ایضاً الذی عیال تو سعة علیہم ویجوز الانقاع بجلدها بان یتخذہ جراباً او غریباً الا و بساطاً او  
صاحب عیال کہنے والے کو خیرات کرنا بھی مستحب ہے تاکہ عیال پر فراغت ہو جاوے اور اس کے چمڑے فائدہ اور ٹھانا جائز ہے کہ تھیلہ اسکا یا چمڑی یا کچھو یا  
غیرها وله ان یدلہ بما ینتفع به مع بقاء عینہ کالخف و نحوه کالمال ینتفع به الا یتہلک عینہ کالخف  
وغیرہ بنالے اور اسکو جائز ہے کہ اس کے بدلے میں ایسی چیز لیلے جس سے نفع ہو دوسے پر ذات باقی رہے جیسے موزہ اور مانند اس کے ایسی چیز لے میں نہیں ہو جیسے بدن ہلاک ذات کو فائدہ نہیں دیتے  
و نحوه ولا یاس بیعہ بالذراہم لیتصدق بہا علی الفقراء ولیس لہ ان یدبہ بالذراہم لیتفقہا علی نفسه و عیالہ  
وغیرہ اور اسکا ڈرنین کہ چمڑہ بیچ کر فقیر و کو خیرات دیدے اور یہ جائز نہیں کہ چمڑا بدلے دراجم کے بیچ کر اپنے اوپر یا اپنی عیال پر خرچ کرے  
وان فعل ذلك یتصدق بتمنہ ولو اراد ان یدبہ لحمها لیتصدق بتمنہ فلیس لہ فی اللحم الا الاکل و الاطعام و  
اور اگر ایسا کیا تو ادس کا من خیرات کر دے اور اگر چاہے کہ گوشت بیچ کر اسکا من خیرات کر دے تو اسکو گوشت میں اتنا ہی نصرت ہے کہ کھالے اور کیچو دیکھے  
لیس علی الرجل ان یضحی عن ولده الصغیر فی ظاہر الروایة وان کان للصغیر مال قال بعض مشائخنا یضحی عنده  
ظاہر روایت میں کسی کا یہ ذمہ نہیں ہے کہ نابالغ اولاد کی طرف سے قربانی کرے اگرچہ نابالغ اولاد اور بچہ کہ بچے علماء صدقہ نظر پر قیاس کر کے کہتے ہیں  
ابوہ او وصیہ من مال الصغیر عندا یحنیفة قیاساً علی صدقة الفطر و قال الامام السرخسی عم بعض المشائخ  
کہ بچہ نکاح یا وصی صغیر کے مال میں سے امام ابو حنیفہ کے نزدیک قربانی کرے اور امام سرخسی کہتے ہیں کہ بعض مشائخ یہ کہتے ہیں  
ان علی الاب والوصی ان یضحی من مال الصغیر عندا یحنیفة علی قیاس صدقة الفطر و الا صح انہ لیس لہ  
کہ باب یا وصی کا ذمہ ہے کہ صغیر کے مال میں سے امام ابو حنیفہ کے نزدیک قربانی کرے جیسے صدقہ فطر کا حال ہے اور صحیح مذہب یہ ہے کہ اسکو  
ان یفعل ذلك وان فعل اخذ بقول بعض المشائخ لا یتصدق بشی منه بل یأکل منه الصغیر و ما بقی یدل  
قربانی کرنے کا اختیار نہیں ہے اور اگر موافق قول بعض مشائخ کے قربانی کر دی تو ادس میں سے کچھ خیرات کرے بلکہ ادس میں وہ ہی صغیر کا وصی اور بچے کے بدلے میں  
بما ینتفع به الصغیر مع بقاء عینہ کالثوب و نحوه کالمال ینتفع به الصغیر الا یتہلک عینہ کالخف  
صغیر کے واسطے ایسی چیز نفع رسان لے دے کہ جسکی ذات باقی رہے جیسے کپڑا وغیرہ ایسی چیز نہ لے جو صغیر کو بدن ہلاک ذات کے فائدہ حاصل نہ ہو جیسے روٹی











ولیسحب فی هذا العید ایضا التکبیر جهرا فی طریق المصلی بالاتفاق لاعلی هیئة الاجتماع والاتفاق فی الصوت  
اور اس عید میں یہی بالاتفاق سب سے پہلے کہ عید گاہ کے رستے میں تکبیر عید آواز سے کہتا جاوے بر سبکو فکر اور ایک آواز بنا کر رائی کے  
ومراعاة الانعام فان ذلك كله حرام بل یكبر کل احد بنفسه واذ ابلغ الی المصلی یقطع التکبیر وروی عن ابن  
مال سم پر نہیں چاہی کیونکہ سب حرام ہے بلکہ ہر ایک جدا جدا تکبیر کرے اور جب عید گاہ میں جا پونجے تو تکبیر موقوف کرے اور  
موسی الرضا انه کان یكبر فی كل عشر خطوات مرة حتى یبلغ الجبانة ولو توجه الرضاقی الی المصلی لیلامن  
ابو موسی رنا سے روایت ہے کہ وہ دس دس قدم کے فاصلے پر ایک بار تکبیر کرتے ہوئے عید گاہ تک چلے جاتے تھے اور اگر کوئی گروہ یا کراہت کا رعبہ والا ہو  
فریح ونحوه یبدأ بالتکبیر اذا طلع الفجر ثم اذا دخل وقت الصلوة وخرج وقت الكراهة بارتقاء الشمس  
کوس پہلے کے فاصلے سے عید گاہ میں آجائے تو صبح ہوئی ہی تکبیر شروع کرے کہ جب نماز کا وقت آجائے اور اتفاقاً بند ہونے سے وقت گزر جائے  
یصلی الامام بالناس رکعتین بلا اذان ولا اقامة یكبر اول الافتتاح ثم یضع یدیه تحت سترته ویثنی تحریکین  
تو امام لوگوں کے ساتھ دو رکعت بدون اذان اور اقامت کے پڑھے پہلی تکبیر تحریم کے بعد دونوں ہاتھ ناک کے نیچے باندھے پھر سبناک ہاتھ پڑھے پھر تین بار  
ثلث تکبیرات یفصل بین کل تکبیرتین بقدر ثلث تسبیحات لانها تقام بجمع عظیم بالموا الة یشبهه علی من کان  
تکبیر کے ہر ہر تکبیر کے بیچ میں تین تین تسبیح کے فرق رکھے اس واسطے کہ بڑے انہو میں اتفاق ہوتا ہے پے در پے نئے فاصلہ کنہ میں دور کے آدمی کو تشویش نہ  
بعید ویرفع یدیه عند کل واحدة من تلك التکبیرات الثلث ویرسلها فی اثنا یضع یدیه تحت سترته  
تھ سے اور اپنے دونوں ہاتھ ہر ہر تکبیر کے ساتھ تینوں دفعہ کان تک اٹھادے اور بیچ میں دونوں ہاتھ چھوڑے رکھو پھر دونوں ہاتھ بعد تین بار کے نکلے پھر دستوں کو ٹوٹے  
بعد الثالثة ویتعوذ ویسمى ثم یقرأ الفاتحة وسورة ثم یكبر ویركع واذ اقام الی الركعة الثانية یبدأ بالقراءة ثم  
باندھے اور اعوذ باللہ پڑھے اور سورہ فاتحہ اور ایک اور کوئی سورہ پڑھے پھر اللہ البرکہ کر رکوع کرے پھر جب دوسری رکعت کے واسطے آواز ہو تو قرات کرے  
یکبر بعد ما یفصل بلیمن بقدر ما ذکرنا نفا ویرفع یدیه ویرسلها عند کل تکبیرة ویس هناک وضع ثم  
بعد قرات کھوتن بار تکبیر کسی اور اس کے بیچ میں اس ہی قدر فاصلہ رکھے جواب ذکر کیا ہے اور دونوں ہاتھ اٹھاوے اور ہر تکبیر پڑھو رکوع کے اس وقت ہاتھ کا باندھنا ثابت نہیں ہے  
یکبر ویركع فیکون تکبیرات الی رکعتین تسعاً لث منها اصلیات تکبیرة الافتتاح والتکبیرتان للركوع وقت  
تکبیر کہ رکوع کرے اب تکبیر تین دونوں رکعت کی ہو گئیں تین تو اون میں سے اصلی ہیں یعنی تکبیر تحریمہ اور دونوں تکبیر میں دونوں رکوع کی اور چھ تکبیر تین زائد ہیں  
ثم اذ ثلث فی الركعة الاولى قبل القراءة وثلث فی الركعة الثانية بعد القراءة ولونسیت التکبیر فی الركعة  
تین پہلی رکعت میں قرات سے پہلے اور تین دوسری رکعت میں قرات کے پیچھے اور اگر پہلی رکعت میں تکبیر کسی بھول گیا اتنا کہ  
الاولی حتى قرأ بعض الفاتحة او کلها ثم یكبر ویعيد الفاتحة وان تذکر بعد قراءة الفاتحة والسورة  
تو تیسری سے یا تمام سورہ فاتحہ پڑھے تو اب تکبیر کہہ کر سورہ فاتحہ کو دوبارہ پڑھے اور سورہ فاتحہ اور دوسری سورہ پڑھ کر یاد آوے تو صرف تکبیر کے  
یکبر ولا یعيد القراءة لانها تمت وبعد التمام لا تقبل النقص بالاعادة بخلاف الوجه الاول والثانی فانها لم تلم  
قرات کو نہ پڑھاوی اس واسطے کہ قرات پوری ہو گئی اور پوری ہونے کے بعد پڑھنے سے نقص نہیں ہو سکتا بخلاف پہلی صورت اور دوسری صورت کے کیونکہ قرات دونوں صورتیں پوری نہیں ہوئی  
فیها فصا رکانه لم یشرع فیها فعیدها رعاية للترتیب ثم یخطب بعد الصلوة خطبتین یبدأ فیها بالتکبیر ویفصل  
سورہ ایسا ہے گویا قرات ابھی شروع نہیں ہوئی اب واسطے رعایت ترتیب کے قرات کو لوٹائے پھر امام نماز کے بعد دو خطبہ پڑھے دونوں خطبے تکبیر سے شروع کرے اور دونوں  
بینہما بجلسة خفیفة مقدارهما ان یتقر کل عضو منه فی موضعه والخطبة فی العیدین سنة ویسن فیها  
خطبوں میں اتنی دیر جب تک خفیف کرے کہ تمام جوڑ توڑ بدن کے اپنی اپنی جگہ درست ہو جاوے اور خطبہ دونوں عیدوں میں سنت سے اور اس خطبے میں  
ما یسن فی خطبة الجمعة ویکر فیها ما یکر فیها ویعلم فی هذا العید حکام الاضیحة وتکبیر التشریق ومن  
یوم عید سنوں پر جو جمعے کے خطبے میں سنوں سے اور اس میں وہ ہی امر مکر وہ ہے جو جمعے کے خطبے میں مکر وہ ہے اور عید میں حکام اور مسائل قربانی اور تکبیر تشریح کی تعلیم کو

باندھے اور اعوذ باللہ پڑھے اور سورہ فاتحہ اور ایک اور کوئی سورہ پڑھے پھر اللہ البرکہ کر رکوع کرے پھر جب دوسری رکعت کے واسطے آواز ہو تو قرات کرے



لا یدرك صلوة العید مع الامام لا یقضیها ومن ادرك الامام فی الركوع یكبر للافتتاح قائمًا لان تکبیرة الافتتاح  
 عید کی نماز امام کے ساتھ ہاتھ نہ اڑے تو اس پر قضا نہیں ہے اور جس نے امام کو رکوع میں پایا تو اول رکوع کے ہونے تکبیر تحریم کے واسطے کہ تکبیر تحریم  
 شرع فی القیام المحض ثم للعیدان ظن انه یدرك الامام فی الركوع لان المحل الاصل لتکبیرات العید القیام المحض  
 صرف حالت قیام ہی میں جائز ہے پر عید کی تکبیر میں کہے اگر یہ معلوم ہوتا ہو کہ تکبیر عید کی کہہ کر امام کو رکوع میں پایا تو گناہ کا ایسے کہ اصلی عید کی تکبیر ذکر میں  
 وان خاف فوت الركوع یكبر للركوع ويركع ثم یكبر تکبیرات العید فی الركوع لانها واجبة والاشتغال  
 قیام ہی میں اگر یہ خوف ہو کہ تکبیر میں رکوع امام کے ساتھ فوت ہوگا تو بعد تکبیر تحریم تکبیر رکوع کے کلمہ رکوع میں چلا کر رکوع میں پہنچے عید کی ادائگی کے واسطے کہ عید کی تکبیر  
 بها اولی ویدرك تسبیحات الركوع لكونها سنة ولا یرفع یدیه فی الركوع لان الرفع سنة ووضع الکف علی الركبة  
 ادرے ہے اور تسبیحات رکوع کی ترک کردے اس واسطے کہ سنت ہیں اور رکوع میں سرفہ میں ہی موقوف رکھے اس واسطے کہ رفع یدین سنت بلوغہ تنوعاً لکنہا نہ رکبہا  
 سنة ایضا ولا وجه لاتیان سنة فیہ ترك سنة اخرى واذا رفع الامام رأسه یسقط ما بقی من التکبیرات  
 ہی سنت ہی اس کی کوئی وجہ نہیں کہ ایک سنت کو اپنی موقع سے چھوڑ کر دوسری سنت ادا کرے اور جب امام رکوع سے سر اٹھا دے تو پورا رکوع کے ذمے جو تکبیر عید کی باقی ہو ساقط ہوتی  
 فلا یتیمها فی الركوع ولا فی القومة بل لیارع فی متابعة الامام لانها فرض فلا یترك للواجب ولو ادرك الامام  
 جواب اس تکبیر کو نہ تو رکوع میں پوری کرے اور نہ قومی میں بلکہ امام کی متابعت میں جلد رکوع سے کھڑا ہو جائے کیونکہ متابعت فرض ہے سو واجب کے واسطے ترک نہیں ہوسکتی  
 فی القومة لا یکبر فیها لانه یقضی تلك الركعة مع التکبیرات ومن فاتته ركعة واحدة اذا قام الی قضاء ما  
 اور اگر امام کو قومی میں پایا تو قومی میں تکبیر عید کی تکبیر کیونکہ یہ رکعت مع تکبیرات قضا کرنے کے لئے ہے اور جب تکبیرات قضا کرنے کے لئے کھڑا ہو  
 سبق یبدأ بالقراءة ثم یکبر بعدھا تکبیرات العید ویرکع ولو ادرك الامام فی التشهد او بعد السلام فی  
 تاول قرأت شروع کرے پھر بعد قرأت کے تکبیر عید کی ادا کرے پھر رکوع کرے اور اگر امام کو التحیات میں پایا یا سلام کے بعد  
 مجود السهو فانه یقوم ویصلی ویاتی بالتکبیرات فی محلها ویستحب تعجیل الصلوة فی هذا العید وتأخیرھا  
 سو کے سجدہ میں پایا تو اب تکبیر ہو کر نماز بجا رہے اور تکبیر عید کی اپنے ٹھکانے سے کہے اور اس عید میں نماز کی تعجیل اور عید الفطر میں تاخیر مستحب ہے  
 فی عید الفطر فی القنیة تقدّم صلوة العید علی صلوة الجنائزة اذا اجتمعتا وصلوة الجنائزة علی الخطبة  
 اور قنیہ میں عید کی نماز جنازہ کی نماز سے پہلے ادا کریں اگر دونوں جمع ہو جائیں اور نماز جنازہ خطبہ سے پہلے ادا کریں  
 وفقی البزازیة ان اجتمع العید والسوف یقدم العید لانه واجب كما تقدم علی الجنائزة لكون وجوبھا  
 اور بزازیہ میں ہے اگر نماز عید اور نماز کسوف جمع ہو جائیں تو عید کی نماز پہلے پڑھیں کیونکہ واجب ہے عید کی نماز جنازہ پر تقدم ہے اس واسطے کہ عید کی نماز واجب  
 عینا ووجوب الجنائزة کفاية ویکرة التنفل فی المصلی قبل صلوة العید وبعدها للامام وغیره وان وقع  
 عینہ ہی اور جنازہ کی نماز واجب کفایہ ہے اور عید گاہ میں جا کر عید کی نماز سے پہلے نفلیں پڑھنی مکروہ ہیں اور بعد نماز عید کے امام وغیرہ خواص کو مکروہ ہے  
 فی هذا العید عدل یمنع من صلوة العید تصلی من الغد وبعده الغد ولا تصلی بعد ذلك لانها موقوفة بوقت  
 اس عید میں کوئی عذر عید کی نماز سے روک دے تو اگلے دن گیا ہو یا کوئی اور اس دن سے اگلے دن بارہویں کو پھر بارہویں کے بعد نہ پڑھیں کیونکہ اس کا  
 الاضحیة فتجوز مادام وقمها باقیا ولا تجوز بعد خروج وقتها ثم العذر ههنا لیس لنفی الجواز بل لنفی الکراهة  
 وہ ہی ضحیہ کا وقت ہے سو جب تک ہی جائز ہے کہ قرآنی کا وقت باقی ہو پھر قرآنی کا وقت نکلے تبھی جائز نہیں پھر اس عید میں عذر کا ہونا اس واسطے نفی جواز کے نہیں ہے بلکہ اس واسطے نفی  
 حتی لو کان تأخیرھا الی الغدا وبعده الغد بغير عذر یجوز الصلوة لکن ینزل الامانة بخلاف الفطر فان العذر  
 بیان تک کہ اگر تاخیر اگلے دن تک اور اگلے دن تک نے عذر ہو تو ہی جائز ہے لیکن برائی لازم آتی ہے بخلاف عید الفطر کے کیونکہ اس میں عذر  
 فیہ لنفی الجواز حتی لو کان تأخیرھا الی الغد بغير عذر ولا یصح لیسنا الله تعالیٰ عملا موافقا لرضائہ بلطفہ و  
 واسطے نفی جواز کے ہی بیان تک کہ اگر اس نماز میں تاخیر اگلے دن تک نے عذر ہو تو صحیح نہیں ہے اسی کیونکہ آسان کراعمال موافق اپنی رضا کے اپنے لطف اور

تکبیر عید کی

تکبیر عید کی



## وكرمه المجلس السادس والثلاثون فی بیان فضیلة شهر الله المحرم وصوم یوم عاشوراء

اور کرم سے چھبیسویں مجلس ماہ الہی محرم اور صوم عاشوراء کے روز کی فضیلت میں  
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم هذا الحديث من صحاح المصاحف  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل روزے بعد ماہ رمضان کے ماہ الہی محرم کے ہیں یہ حدیث مصاحف کی صحیح حدیثوں میں ہے  
 رواه ابو هريرة واصافة الشهر الى الله تعالى لتظلمة شان الشهر والمضاوم محذوف تقدمة ان افضل الصيام بعد رمضان  
 اور ہریرہ کی روایت سے اور شہر کی اضافت اللہ کی طرف واسطے تظلم مرتبہ یعنی کہ جو رمضان محذوف ہو اصل میں عبارت یوں کہ افضل روزے بعد رمضان  
 شهر الله المحرم وهو صريح في ان افضل ما تطوع به من الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم لكن يحتمل ان يراد به انه افضل  
 کے روزے اور الہی محرم کے ہیں اس عبارت سے صاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ افضل نوازل روزے بعد رمضان کے ماہ الہی محرم کے ہیں لیکن یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد ہوا افضل  
 شهر تطوع بصيامه كما بعد رمضان واما التطوع ببعض الشهر فقد يكون غيره افضل منه كصيام يوم عرفة او عشر  
 مینا تک روزے رکھے باوین بعد رمضان کے محرم ہی اور نفل روزے تھوڑے تھوڑے ہی بچے اور مینے کے محرم سے افضل ہوتے ہیں جیسے روزہ روز عرفہ یا دس روزے  
 ذي الحجة او ستة شوال او نحو ذلك ويشهد لهذا ما روى عن علي ان رجلا اتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله  
 ذی الحجہ کے یا چھ روزے شوال کے اور انہما کے اور اس کے سند وہ روایت علی رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ایک شخص نے بنی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا یا رسول اللہ  
 اخبرني بشهر اصومه بعد رمضان فقال له النبي صلى الله عليه وسلم ان كنت صائما شهرًا بعد رمضان فصوم المحرم فانه  
 بتلاک بعد رمضان کے کس مینے میں روزے رکھوں آپ نے فرمایا اگر تو تمام مینے کے روزے بعد رمضان کے رکھا جائے تو محرم میں رکھ کر کہہ دے کہ یہ  
 شهر الله وفيه يوم تآب الله فيه على قوم ويتوب على آخرين لكن قد كان النبي صلى الله عليه وسلم يصوم شهر شعبان  
 مینا اللہ کا ہی اور اس مینے میں ایک ایسا دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی خطا معاف کی اور دوسری خطا معاف کر لیا لیکن بنی علیہ السلام ماہ شعبان نہیں  
 ولم ينقل عنه انه كان يصوم المحرم وانما كان يصوم منه يوم عاشوراء وقوله عليه السلام في حديث ابن عباس  
 کہتے تھے اور کسی نے بیان نہیں کیا کہ محرم میں روزے رکھتے تھے محرم میں صرف یوم عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے اور آپ کا ارشاد ابن عباس کی حدیث میں  
 ان بقيت الى قابل لا صوم من التاسع يدل على انه عليه السلام كان لا يصوم التاسع لكن روى انه عليه السلام امر  
 اگر مینا بچے سال تک جیتا رہا تو البتہ نوین تاریخ روزہ رکھو نکھا اس سے یہ ثابت ہے کہ نوین تاریخ میں روزہ نہیں رکھتے تھے لیکن روایت ہے کہ آپ نے ایک شخص کو فرمایا  
 رجلا ان يصوم الا شهر الحرام وافضل صيام شهر الله المحرم وافضل شهر الله المحرم عشرة الاول  
 کہ اشہر محرم میں روزے رکھے اور اشہر محرم میں سے افضل روزے ماہ الہی محرم کے ہیں اور ماہ الہی محرم میں سے افضل روزے پہلے ہی کے ہیں  
 فلما كان هذا الشهر من بين الشهر ومضاوا الى الله تعالى تاسبان يختص بعلم مضاوا الى الله تعالى وهو الصوم  
 اور یہ مینا تمام مینوں میں سے جو اللہ کی طرف مضاوا ہے تو مناسب یوں ہے کہ اس مینے میں عمل ہی ایسا ہو جو اللہ کی طرف مضاوا ہو سو وہ عمل روزہ ہی  
 فان الصوم سر بين العبد وربه يفعله خالصا لوجهه طالبا لرضائه ولا يطلع عليه غيره لكونه نية وامساكا  
 کیونکہ روزہ بندگی میں اور اس کے رب میں بید ہوتا ہے کہ صرف واسطے خدا کو اور اسکی رضامندی کے لیے رکھتا ہے اور سو اللہ تعالیٰ کو کوئی اور شخص خبر نہیں ہوتا کیونکہ روزہ نیت ہی اور اسکا  
 حتى قيل ان الحفظة لا يطلع عليه ولا تكتبه بخلاف سائر العبادات فانها مما يطلع عليه غيره تعالى لكونه هو العالم به  
 یہاں تک کہ کہتے ہیں کہ اگر وہ نہیں کو خبر نہیں ہوتی اور نہ وہ لکھتے ہیں بخلاف تمام اور عبادات کہ وہ سب اللہ تعالیٰ اور کوئی بھی معلوم ہوتے ہیں اور ایسے کہ روزہ کا اللہ ہی کو علم ہوتا ہے  
 دون غيره خصه بذاته وتولى جزاءه بنفسه ولو نكبه الى غيره كما روى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال لكل عمل ابن  
 اور کو نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے اسکو اپنی ذات سے خاص کیا اور نہ دار اس کے ثواب کا بذات خود ہوا اور ہر جو اللہ تعالیٰ کو خبر نہیں ہے اور اللہ ہی کو علم ہوتا ہے  
 آدم ايضا عفت الحنة بعشر امثالها الى سبعمائة ضعف قال الله تعالى الا الصوم فانه لي وانا اجزي به  
 آدم کے ہر ایک عمل کا ثواب دس گونہ بڑھتا ہے سات سو گونہ تک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سو اور روزے کے کہ روزہ میرے لیے ہی میں ہی اسکی جزا دوں گا



یدع شہوتہ و طعامہ و شرابہ من اجلی والمعنی ان کل طاعة و خیرا ذالو یکن ریا لافاقل ما یعطی لصاحبہ من الاجر

میرے لیے اپنی شہوت کھانا پیاسہ پہوڑ دینا سے تینے ہر طاعت اور نیک عمل جس میں ریا ہو تو کم سے کم عابد کو اوس کا ثواب دس گونہ سے  
عشر لقلولہ تعالیٰ من جاء بالحسنة فله عشر مثالیٰ وقد یزاد الی سعمائة واكثر لقلولہ تعالیٰ مثل الذین  
واسے زمانے اللہ تعالیٰ کے جو کوئی لایا نیکی اور کوئی اوس کے دس برابر اور کسی سات سو گونہ اور اس سے زیادہ ہو جاتا ہے اور اسے قول اللہ تعالیٰ کے مثال اور کئی  
میفقون اموالهم فی سبیل اللہ کمثل حبہ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة مائة حبة واللہ یضعف لیس  
جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں جیسے ایک دانہ اوس سے اویس سات ہایان ہریالی میں تلو سو دانہ اور اللہ بڑھاتا ہے

یشاء واما الصوم فتواہ بغیر حساب نہ لایاتی الا بالصبر وقد قال اللہ تعالیٰ انما یؤتی الصابرون اجرهم  
جسے واسطے جاری اور روزے کا ثواب تو نے حساب سے کیونکہ بدون صبر کے اور نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے صبر کر نبی اللہ ہی کو ملتا ہے اور نیک  
بغیر حساب یشاء الصبر وان کان یوجد فی غیر الصوم من العبادات لکن وجودہ فی غیرہ لیس کوجودہ فیہ لانه لیس  
ان گنت بہر صبر اگرچہ سو اور روزے کے تمام عبادات میں ہی ہوتا ہے صبر اور عبادات میں اتنا نہیں ہوتا جتنا روزہ میں ہوتا ہے اس واسطے کہ صبر میں

انواع صبر علی طاعة اللہ تعالیٰ و صبر عن محرم اللہ تعالیٰ و صبر علی الالام والشدائد و کلها یوجد فی الصوم  
قسم پر ہوتا ہے صبر طاعت آئی پر اور صبر اللہ تعالیٰ کے محرمات سے اور صبر رنج اور سختیوں پر اور یہ تینوں صبر روزے میں موجود ہوتے ہیں

فیہ صبر علی واجب علی الصائم من الطاعات و صبر عما حرم علیہ من الشهوات و صبر عما یصلیہ من الم لجوع  
کیونکہ روزے میں طاعت پر صبر ہے جو روزہ دار پر واجب ہوتی ہے اور شہوات سے صبر ہے جو روزہ دار پر حرام ہو گئے ہیں اور صبر کی تکلیف پر

وحرارة العطش وضعف البدن فانه یعرض بدنہ الخول والنقصان الذی یفضی الی الهلاک طلبا لرضائہ تعالیٰ  
اور پیاس کی گرمی پر صبر ہے اور بدن کی سستی پر کیونکہ روزہ دار کے بدن میں لاشعاع اور نقصان ایسا آ جاتا ہے کہ جس میں ہلاک ہو جاوے اور سب اللہ تعالیٰ کی رضائے اور اللہ تعالیٰ

اشیر الیہ حیث قیل یدع شہوتہ و طعامہ و شرابہ لاجلہ بخلاف سائر الطاعات لانه لیس یمنع نفسه عن  
اس ہی طرف اشارہ ہے جو کہ عبادت کے روزہ دار اپنی شہوت کھانا پیاسہ پہوڑ دینا سے برضات اور طاعات کے تہر روزہ دار اپنے نفس کو کمانے

الاکل والشرب والجماع یصدیر متخلقا باخلاق اللہ تعالیٰ لکونہ منہا عن ہذا الاشیاء فلما کان فی الصوم  
اور پیسے اور جماع سے بند کر کر گویا عفت آئی پیدا کر لیتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی ان تمام نعمات سے پاک و صاف ہے یہی اوصاف جو روزے میں ہوتے ہیں

ہذہ المعانی خصہ اللہ تعالیٰ بذاتہ وتولی جزاءہ بنفسہ ولم یکن الی غیرہ والکسر لاجل الخیرانہ تیولی الجزاء  
اس ہی نظر سے اللہ تعالیٰ نے روزہ دار کو اپنی ذات پاک سے خاص کیا اور روزہ دار کو کئے ثواب آپ ہو اور پر جو اللہ تعالیٰ نے آرزوات کریم جو یہ فردے کہ میں آپ کے عوض کا دے اور ہون

بنفسہ یقتضی ان یكون ذلك الجزاء فی غاية العظمة ونهاية الكثرة بحيث لا یكون له حد ولا عد وقد روی  
توضیح ہے کہ وہ عوض بہت ہی بڑا اور اتنی کثرت سے ہو کہ اوس کے نہ کچھ حد ہو اور نہ کچھ شمار آدر

عن ابی امامة الباہلی انه علیہ السلام قال من صام یوما فی سبیل اللہ جعل اللہ بینہ و بین النار خندقا کما بین المسلم  
ابو امامہ باہلی سے روایت ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا جس نے ایک روز روزہ واسطے اللہ کے رکھا تو اللہ تعالیٰ درمیان اوس کے اور دوزخ کو ایک خندق اس واسطے پر بنا دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ

والارض فی حدیث اخر رواہ ابو سعید الخدری انه علیہ السلام قال من صام یوما فی سبیل اللہ بعد اللہ ووجهہ  
اور زمین کے ہے اور ایک اور حدیث میں ابو سعید خدری کی روایت سے ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا جس نے ایک روز واسطے اللہ کے روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اوس کے

عن النار سبعین خریفا ومعنی الحدیث ان من صام یوما لوجهہ ورضائہ ینجیہ اللہ تعالیٰ من النار عبر عن التنجیة  
دوزخ سے ستر خریف دور رکھیگا اور معنی حدیث کے یہ ہیں کہ جس نے ایک روز صرف واسطے رضائے اللہ ہی آئی کے روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اوس کو دوزخ سے نجات دے گی نجات کو

بطریق التخیل لیکون ابلغ لان من کان بعیدا عن شیء بهذا المقدار لا یصل الیہ البتة والمراد بالخریف السنة  
بطریق تخیل واسطے سبب لیکون ابلغ لان من کان بعیدا عن شیء بهذا المقدار لا یصل الیہ البتة والمراد بالخریف السنة اور خریف سے مراد سال ہے



ذکر الجزء و اريد الكل و انما عبر به عنها دون غيره من الفصول لكونه وقت بلوغ الثمار و سعة العيش و روى عن  
 جزو کا ذکر کر کے کل مراد لیا ہے اور خریف خاص کر کے بدون اور فصول کے اس واسطے ذکر کیا کہ یہ وقت میوؤں کی پختگی اور عیش کی فراخی کا جزو اور بلوغ پر ہے  
 ابی ہریرۃ انه عليه السلام قال للصائم فرحتان فرحة عند فطره و فرحة عند لقاء ربه و معنى هذا الحديث  
 سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہیں ایک خوشی ذرہ افطار کرتے ہوئے اور ایک شے رب کی ملاقات کے وقت اور اس سے کہ  
 ان للصائم فرحتان علی ان الفرحة مرة من الفرح وهو السرور و اما سرورة عند لقاء ربه فيما بعد من ثواب الصوم  
 ہیں کہ روزہ دار کو دو بار سرور ہوتا ہے اس واسطے کہ فرح کا لفظ مرتبہ کے واسطے فرح سے مشتق ہوا ہے اور فرح کے معنی سرور کے ہیں اب سرور روزہ دار کا رب کی ملاقات پر تو اسلئے کہ روزہ دار کا  
 مدخر عند الله تعالى فان من ترك لله تعالى طعامه و شرابه و شهوته يُعَوِّضه الله تعالى خيرا من ذلك كما قال الله تعالى  
 اللہ تعالیٰ کے بیان کیا ہے کہ جو کچھ وہ چھوڑتا ہے اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کو عوض اور سزا بہتر عطا فرماوے گا جتنا چاہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
 وَمَا تَقَدَّمُ مِنَ الْاَنْفُسِ مِنْ خَيْرٍ يُجِدُّهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ وَاَعْظَمُ اَجْرًا وَقَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِرَجُلٍ اَنْتَ  
 اور جو آگے پہنچے اپنے واسطے کوئی نیکی اور سزا تو گے اللہ کے پاس بہتر اور ثواب میں زیادہ اور نبی علیہ السلام نے کسی شخص سے فرمایا  
 لَنْ تَدَعَ شَيْئًا اتَّقَى اللَّهُ تَعَالَى اِلَّا اَتَيْتَكَ اللَّهُ خَيْرًا مِنْهُ و س ر و ی ان الصائمین یوضع لهم یوم القیمة مائدة تحت العرش  
 تو جب کسی شے کو خدا کے خوف کا ارتکاب کر لیا تب ہی اللہ تعالیٰ تم کو اس سے بہتر عطا کرے گا اور روایت ہے کہ روزہ دار کے واسطے قیامت کو روز عرش کے سایہ میں دسترخوان چھایا جائے گا  
 یا کلون علیہا والناس فی الحساب فیقول الناس ما هؤلاء یا کلون و نحن فی الحساب فیقال لهم انما کلنا من ثمرات ما اصابنا من  
 اور سیرتیں کما دیکھے باقی لوگ ابی حساب میں ہونگے سو وہ لوگ کہیں گے یہ کون لوگ ہیں کہ بیٹھے کھاتے ہیں اور ہم حساب میں گرفتار ہیں جو اب بیٹھے بلوگ روزے رکھتے تھے  
 وانتم تفترون و فی الصحیحین انه عليه السلام قال ان فی الجنة بابا یقال له ربان لا یدخل منه الا الصائمون والمراد  
 اور تم روزہ خور تھے اور صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ جنت کا ایک دروازہ ہے اس کو ربان کہتے ہیں اس میں سے صرف روزہ دار ہی داخل ہونگے اور اور روزہ دار کو  
 بالصائمین الذین یكثر الصوم فانهم لما تحملوا تعب العطش خصوصا بابا فیہ الہی والامان من العطش قبل تمكنهم من الجنة  
 وہ لوگ ہیں جو اکثر روزہ دار رہتے ہیں کیونکہ ان لوگوں نے جو پیاس کی شدت اور غمائی تو ان کے لیے ایسا دروازہ خاص کیا گیا جس میں جنت میں جانے سے پہلے سیرابی اور پیاس کی بجائے  
 واما سرورة عند افطاره فيما تناوله من الطعام و الشراب لان النفس مجبولة علی الميل الی ما یلائمها من المطعم و المشرب  
 اور روزہ کو اتنے وقت اس واسطے نوشی ہوتی ہے کہ کھانے اور پینے کا اختیار ملتا ہے اس واسطے کہ نفس کی عادت ہے کہ اپنے لائق اشیا کھانی اور پینی  
 والمنکر فاذا منعت من ذلك فی وقت من الاوقات تراذ ان لها فی وقت اخر تغفر بذلك طبعا خصوصا عند اشتداد  
 اور کھانے کی طرف متوجہ ہوتا ہے نفس کو اگر کسی وقت ممانعت ہو دے پھر اس کو اور وقت میں اجازت ہو جائے تو خود بخود خوش ہوتا ہے خواص ایسے وقت کہ اوپر کو آکر ہو کہ  
 الحاجة الیہ لتاثير الجوع و العطش فیہا و تقاضیہا یاخذ حاجتہا یشعر بهذا ما روى عن ابن عمر انه عليه السلام  
 اور پیاس کے نہایت حاجت مند ہوا اور اپنی حاجت کا تقاضا کر لیا جو ابن عمر کی روایت سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم  
 كان اذا افطر یقول ذہب الظما و ابتلت العروق و ثبت الاجران شاء الله تعالى مع ان له عند افطاره دعوة  
 افطار کے وقت یہ فرمایا کرتے تھے جو بھگتی پیاس اور تڑپوئیں رگیں اور ثابت ہو گیا ثواب ان شاء اللہ تعالیٰ یہ بھی ہے کہ افطار کے وقت دعا  
 مستجابة کما جاء فی الحدیث ان للصائم عند افطاره دعوة مستجابة بل یكون نومه عبادۃ قال ابو العالیۃ  
 مقبول ہوتی ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ روزہ دار کے لیے افطار کے وقت دعا مقبول ہوتی ہے بل اسکی خواب بھی عبادت ہی ابو العالیۃ سے  
 الصائم فی العبادۃ ما لم یغتب و ان کان ناعما علی فراشه فعلى هذا یكون فی لیلہ و نهاره علی العبادۃ ثم فی صوم المحرم  
 کہ روزہ دار ہر وقت عبادت میں ہے جب تک غیبت کرے اگرچہ اپنے بستر پر سوتا رہے اس قول کے موافق روزہ دار شب و روز عبادت میں ہر پہرہ نماز محرم کے روزے  
 مع اخره و هو ان الاشر الحرم لما كانت افضل الشهور بعد رمضان و کان صوم کلہا مندوبا الامر النبوی علیہ السلام  
 میں ایک روایت ہے یعنی اشہر الحرم جو کہ بعد رمضان کے تمام مہینوں میں افضل ہیں اور ان سب مہینوں کے روزے مستحب ہیں موافق ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے



به وكان بعضها ختام السنة الهلالية وبعضها مقامها الزمان يكون من صام ذى الحجة سوى ايام المحرم فيها  
 اور دن میں سے بعضا ہیئت قمری سال کی تمام ہے اور بعضا ہیئت قمری سال کا ابتدا ہے تو لازم ہے کہ جسے ذی الحجہ میں سوا چاروں کے جن میں روزے حرام ہیں  
 الصیام وصام المحرم قد ختم السنة بالطاعة واقتضاها بالطاعة فیرجى ان یکتب سنة کلها طاعة وعبادة لیسنا الله تعالیٰ  
 روزے رکھی ہر محرم کے روزے کے تو اس سال عبادت ہی میں تمام کیا اور عبادت ہی میں شروع کیا اسامیہ یہ ہے کہ سارا سال کا سال عبادت اور طاعت میں لکھا جائے کہ الہی ہم  
**عملہ بلطفہ و کرمہ المجلس السابع والثلاثون فی بیان فضیلة یوم عاشوراء و بیان ما یفعل فیہ**  
 اعمال اپنے لطف اور کرم سے آسان کرے سنتیں میں مجلس یوم عاشوراء کی فضیلت میں اور اس روز کیا کیا عمل میں آوے  
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صیام یوم عاشوراء احتسب علی الله تعالیٰ ان یکفر السنة التي قبلها هذا الحدیث من  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوم عاشوراء کے روزے گمان غالب ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک سال گذشتہ کا کفارہ کر دے یہ حدیث مصابیح کی  
 صحیح المصابیح رواه ابو قتادة ومعاذہ ان من صام یوم عاشوراء رجو من الله تعالیٰ ان یغفر ذنوبه التي وقعت فی  
 صحیح حدیثوں میں ہے ابو قتادہ کی روایت سے اور معاذہ اس حدیث کے یہ ہیں جسے یوم عاشوراء میں روزہ رکھا تو میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ اُس کے گناہ جو کہ  
 السنة الماضية والمراد من الذنوب بالصغائر لان الكبيرة لا یکفرها الا التوبة و فی حدیث اخر رواه ابو هريرة انه عو  
 سال گذشتہ میں ہوئے ہوں معاف کر دے اور گناہوں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں اس واسطے کہ گناہ کبیرہ ہوں تو بہ کے معاف نہیں ہوتی اور ایک اور حدیث میں ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ  
 قال افضل الصیام بعد رمضان شهر الله المحرم یعنی ان افضل الصیام بعد رمضان صیام شهر الله المحرم وهو  
 کہ پھر صیام اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل روزے بعد ماہ رمضان کے ماہ الہی محرم کے ہیں مراد یہ ہے کہ افضل روزے بعد رمضان کو پھر ماہ الہی محرم کے ہیں اور یہ حدیث  
 ان كان ظاهراً فی فضیلة صیام شهر الله المحرم بعد صیام رمضان لكن قبل المراد به صیام یوم عاشوراء وانما كان صیام  
 اگرچہ ظاہر ہے ماہ الہی محرم کے روزوں کی فضیلت میں ہے بعد روزوں ماہ رمضان کے لیکن کہتے ہیں کہ مراد اس سے روزہ یوم عاشوراء کا ہے اور اس دن کا روزہ  
 ذلك اليوم افضل لكونه فرضاً فی اوائل الاسلام ثم نسخت فرضيته بوجوب صوم رمضان والعبادة التي نسخت  
 ایسے افضل ہے کہ اوائل اسلام میں فرض تھا پھر جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو اسکی فرضیت منسوخ ہو گئی اور جس عبادت کی فرضیت منسوخ  
 فرضيتها افضل من العبادة التي لم تكن فرضاً اصلاً فان قبل ذلك في الاصول ان الجواز نزول بنسخه الفرض فكيف  
 ہو جاتی ہے تو وہ ایسی عبادت ہے جو کسی فرض نہ ہوئی ہو افضل ہوتی ہے اگر کوئی کلمے کہ اصول میں مذکور ہے کہ وجوب کی نسخ سے جواز ہی نکال ہو جاتا ہے پھر  
 يكون الصیام فیہ افضل فالجواب ان ذلك اليوم لما نسخ وجوب الصیام فیہ صار كسائر الايام فی جواز الصیام فیہ  
 یہ روزے افضل کیوں کر ہو سکتے ہیں سو جواب یہ ہے کہ اس دن کے اندر وجوب صیام جب منسوخ ہوا تو وہ روزہ روزہ کے واسطے ایسا ہو گیا جیسے اور سارے دنوں میں  
 فيكون افضل قال ابن عباس رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم یجری صیام یوم فضله علی غیره الا هذا  
 سوا افضل ہی ہو گا ابن عباس کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبین دیکھا کہ تلاش کرتے ہوں روزہ کسی روز کا جسکو اور پر فضیلت دی ہو سوا اس  
 اليوم یعنی عاشوراء فانه علیه الصلوة والسلام كان یبالغ فی تفضیل صومها لم یبالغ فی تفضیل صوم غیره وقال ابن  
 دن یعنی یوم عاشوراء کے کیونکہ پھر علیہ السلام روزہ یوم عاشوراء کی فضیلت میں اتنا مبالغہ فرماتے تھے جو اور روزے کی فضیلت میں نہیں فرماتے تھے اور ابن  
 عباس ایضاً کہیں صام رسول الله عليه السلام یوم عاشوراء وامر بصیامه قالوا یا رسول الله انه یوم یعظمه  
 عباس یہی کہتے تھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشوراء کا روزہ رکھا اور صحابہ کو اس روزہ کا ارشاد کیا تو عرض کیا یا رسول اللہ دن ہے کہ اسکی ہودا اور نصاریٰ ہی عظیم  
 اليهود والنصارى فقال بنی علیہ السلام ان بقیت الی قابل لا صوم من التاسع قبل انما اراد ان یضم الیها یوماً آخر لیکون  
 کرنے میں سونہی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اگلے سال تک جیتا رہا تو بالفرض نوین تاریخ کا ہی روزہ رکھوں گا کہتے ہیں عاشوراء کے ساتھ ایک اور دن ملانے کا ایسے ارادہ کیا تھا  
 مخالفاً لحدیث اهل الكتاب فلم یأت العام القابل الا توفی رسول الله صلى الله عليه وسلم من هذه الاخبار ان یوم عاشوراء  
 اہل کتاب کے طریق سے آگے رہی سو وہ سال آنے نہ پایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اذنان ہو گئی اب ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ یوم عاشوراء



یوم مبارک و ینبغی للمؤمن ان یصومه لکن المستحب ان یصوم معہ التامع و الحادی عشر مخالفة للیهود و النضری  
روز مبارک ہو سو من کو پہلے کہ اوس روز روزہ رکھا کرے پرستش ہو کہ اوس کے ساتھ بود و نصاری کی مخالفت کے لیے فرین تاریخ یا گیا رہوں تاریخ کا بھار روز رکھے  
و یتصدق علی الفقراء بما قد و اما الصلوة فی هذا الیوم لا رضاء الخصوم علی ما وقع فی بعض الکتب فقد ذکر فی الذاریة  
اور اپنے مقدر کے موافق فقر کو خیرات دے اور اوس میں شکی نماز مدعیوں کے پر جانے کے لیے جو بیخبر کتابوں میں آئی سے تو بڑا زہر میں مذکور ہے  
انہا لا تقبل ان خصمه ان کان عافیا فهو لا یؤاخذ بما علیہ یوم القیمة فما الفائدة سوان کان لم یعف یاخذ من  
کہ اس نماز کا کچھ فائدہ نہیں ہے اس واسطے کہ مدعی اگر معاف کر چکا ہے تو اوس سے قیامت کے دن کچھ مواخذہ کر چکا ہے اب کیا فائدہ ہوا اور اگر معاف نہیں کیا  
حسنتہ یوم القیمة ان کان له حسنات فان لم یکن له حسنات یؤخذ من سیات خصمه و محل علیہ ثم یطرح  
تو قیامت کے دن اوس کے حسنات لیں اگر اوس کے پاس حسنات ہونگے اور اگر اوس کے پاس حسنات ہونگے تو اوس مدعی کے گناہ بیکرا کے سر پر رکھ دیئے جائیں گے پھر پھینک دیئے  
فی النار کما جاء فی حدیث و اہ ابو ہریرة انه علیہ السلام قال اتدون من المفلس قالوا المفلس فینا من لا درہم معہ  
پانچ حدیث میں ابو ہریرہ کی روایت سے آیا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے پوچھا تم جانتے ہو مفلس کون ہوتا ہے عرض کیا ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس درہم ہو  
ولا متاع قال المفلس من امتی من یاتی یوم القیمة بصلوة و زکوۃ و صیام و یاتی قد شتم هذا و قد ضرب  
اور نہ کچھ اسباب ہو آپ نے فرمایا مفلس میری امت میں وہ ہے جو قیامت کو دن مع نماز اور زکوۃ اور روزہ کی آویگا اور آویگا کہ اوس کو کالی دی تھی اور اس کو نعت کالی تھی اور اس کو مارا  
هذا و اکل مال هذا فیعطى هذا من حسناتہ و هذا من حسناتہ فان فیت حسناتہ قبل ان یقضی ما علیہ اخذ  
اور اسکا مال کھا لیا ہوتا ہے اس کے حسنات کی اسکو دیئے جائیں گے اور کچھ حسنات اوسکو دیئے جائیں گے پھر اگر اوس کے حسنات اس سے پہلے کہ حقوق ادا ہوں ہو چکے تو اوس کے گناہ  
من خطا یا هم فطرحت علیہ ثم طرح فی النار و فی حدیث اخر و اہ ابو ہریرة ایضا انه علیہ السلام قال من  
بیکرا کے ذمے رکھ کر آگ میں ڈالا جاوے گا اور ایک اور حدیث میں بھی ابو ہریرہ ہی کی روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے  
كانت عنده مظلمة لآخیه من عرض او مال فلیحلل منه الیوم قبل ان یؤخذ منه یوم لا دینا ر فیہ ولا درہم ان  
ذمے کوئی حق کسی بندہ کا ہو آبرو کا یا مال کا تو آج اوس سے معاف کرانے اس سے پہلے کہ وہ ایسے روز مواخذہ کرے کہ وہ ان نہ دینا رہوگا اور نہ درہم اگر  
كان له عمل صالح اخذ منه بقدر مظلمتہ وان لم یکن له حسنات یؤخذ من سیات صاحبہ و تحمل علیہ قبل یؤخذ  
اس کے پاس عمل صالح ہوگا تو اوس حق کے موافق لیں یا جاوے گا اور اگر حسنات کچھ ہوں گے تو اوس مدعی کے گناہ اس کے ذمے رکھے جائیں گے کتوہن  
بقدر رائق و هو سدس رہو سبعمائة صلوة مقبولة اذیت بجماعة فیعطى للخصم ما ظط الجواثر فی هذا الیوم  
کہ ایک رائق کے بدلے کہ چھ حصہ درہم کا ہوتا ہے سات سو نماز میں مقبول جو جماعت سے ادا کیں ہوں بیکرا مدعی کو دئے جائیں گے اور گناہ سختیوں کا بیخبر عملیں ہوں ان میں  
ذکر فی القنیة انه لو یرد فیہ اثر قوی لکن لا یاسن به بل ربما یناب علیہ و کان الا کمال فیہ سنة لکن لما صار عاراة  
سو قنیہ میں مذکور ہے کہ اس باب میں کوئی روایت قوی وارد نہیں ہے پراسکا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ کہی اس پر اب ہوتا ہے اور سرسہ لگانا اس دن میں سنت تھا لیکن یہ نشانی  
لم یغضی اهل البیت و جب ترکہ و کرہ فعلہ حتی قبل لبعض السلفا ہو سنة من غیر الخ یوم عاشوراء فقال انه  
دشمنان البیت کی ٹھمر گئی ہے تو اسکا ترک واجب ہے اور اسکا کرنا کرہ ہے بیان کہ کسی نے اس سلف سے پوچھا کیا سرسہ لگانا بغیر بغض الہ بیت کے روز عاشوراء میں سنت ہے جواب دیا  
سنة المختلین فاما اتخاذہ ما کما لجل قتل الحسین بن علی کما یفعلہ الروافض فہو من عمل الذین ضل مدعیہم  
سنت زمانوں کی ہے اور اس میں ما تم کرنا واسطے شہادت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی جیسے رافضی کرتے ہیں سو یہ اون لوگوں کا عمل ہے جسکی جاتی رہی کمانی  
فی الحیوة الدنیاء و ہر یحسبون انہو یحسبون صنعاً ذلماً یا مر اللہ ولا رسولہ باتخاذ ایاہ مصائب الانبیاء و موتہم  
دنیا کی زندگی میں اورو سمجھتے ہیں کہ خوب بناتے ہیں کام اس واسطے کہ اللہ نے امر کیا اور نہ اوس کے رسول نے کہ انبیا علیہم السلام کے ایام مصیبت اور ایام موت کو  
ما کما کیف بما د و نهم و القاص الذی یدکر الناس قصة القتل یوم عاشوراء و یخرق ثوبہ و ینکشف اسہ و یا صرھو  
پاؤں کو بر جو انبیا سے کٹھی اوسکا تو نامہ کمان اور قصہ خوان جو لوگوں کے سامنے قصہ شہادت کا یوم عاشوراء میں سناتے ہیں اور بیخبر کہیے ہارنے میں اور بیخبر سرسہ لگانے میں اور لوگوں کو

















اسباب المرض والتلف في الله تعالى يخلق المسببات عندها لا بها فانه تعالى هو خالق الاسباب مسبباتها لا خالق

اور ہمارے اسباب میں اور اللہ تعالیٰ اپنے وقت پر مرض کو جو سبب پیدا کرتا ہے کچھ اور کے سبب نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی اسباب اور سبب دونوں کا خالق ہے  
سواہ لکن الاسباب في عان النوع الاول اسباب الخیر فان النعم لا تصاف الى الاسباب بل انما تصاف الى مسبباتها

اور کے سوا کوئی خالق نہیں ہے لیکن اسباب دو قسم ہیں پہلے قسم تو اسباب خیر کے ہیں سو نعم کو اسباب سے کہہ علاوہ نہیں ہے بلکہ نعم صرف سبب بخیر کی ہے نہ سبب  
مقدر ہا فما ظهر عنہا یبغی ان یفرح بہا ویبتشر عند ظہورہا ولا یسکن الیہا بل المخالفہا ومسببہا كما قال الله تعالى  
سورہ بقرہ میں ہے اور اللہ تعالیٰ بشارت حاصل کرے اور اسی بشارت سے کہہ نفع اور سبب کی طرف متوجہ ہو جائے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

فی امداد المؤمنین بالمملئکة وما جعلہ اللہ الا بشری ولتطمئن بہ قلوبکم وما النصر الا من عند اللہ والذکر الناس  
جب فرشتوں سے مؤمنین کی امداد کی اور تو وہی اللہ نے فقط جو شجری اور ناپسندیدہ چیزیں دل تھارے اور وہ ہیں مگر اللہ اور اس کے کلمے اور کلمے

فی هذا الزمان یرکتون بقلوبہم الى الاسباب ینسون مسببہا فمن اصاب شیئا من النعم الى غیر اللہ تعالیٰ ان کان مع  
اسباب کی طرف تو بہل متوجہ ہوتے ہیں اور اصل سبب کو بھول جاتے ہیں سو جو شخص نعم کو سوا اللہ کے اور جنت سے جتنے اگر یہ ہی

اعتقادہ انہ لیس من اللہ تعالیٰ فهو شرک حقیق وان کان مع اعتقاد انہ من اللہ تعالیٰ فهو نوع من شرک خفی والنوع  
اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے تو یہ حقیقی شرک ہے اور اگر اسباب کو لگا کر ناپسندیدہ چیزیں ہی کہہ لیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو یہ ایک نوع کا شرک ہے اور دوسری

الثانی اسباب الشرفان المصائب لا تصاف الا الى الذنوب كما قال الله تعالى وما اصابکم من مصلیة فما کسبت ایدیکم  
قسم اسباب شرف اور مصائب تمام صرف گناہوں ہی سے علاوہ نہیں ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور جو چیز سے تم پر کوئی سختی سو بہ لرا اور لگا کر لیا تاکہ تم سے ہاتھوں نے

وما ظہر عنہا یبغی ان یتقی عنہا بقدر ما ورد بہ المشرع مثل اتقاء مقاربتہ الاجرب والجذوم والقدم علی مکان اطاعون  
اور جو اسباب یا مصائب ظاہر ہوں تو اس سے اپنا پرہیز کرنا چاہیے کہ جتنا شرع نے اجازت دی ہے جیسے خارشقی اور جذوم کی ہیشینی سے اور وہاں کے مکان میں داخل ہونے سے

واما ما خفی عنہا فلا یشرع اتقاؤها واجتنابها لان ذلك من الطيرة المنہی عنہا التي من اعمال الشرک والکفر كما حکاہا  
اور جو اسباب یا مصائب پوشیدہ ہیں تو اس سے پرہیز کرنا شرع میں نہیں آیا کیونکہ یہ بہ ننگونی میں داخل ہے جو نہایت ممنوع اور شرک اور کفر کا عمل ہے چنانچہ

الله تعالیٰ عنہم فی مواضع من کتابہ فانہم كانوا یتطیرون ویتشاءمون بالرسول فاتباعہم وسبب تشاؤمہم بمس  
اللہ تعالیٰ اسکو اپنی کتاب میں لکھی ہے بیان فرماتا ہے کیونکہ وہ لوگ رسول علیہم السلام اور ان کے اصحاب سے بے ننگونی کر کے سخت سبھا کرتے تھے اور سبب منجس سمجھنے کا یہ تھا

ان الرسل لیسادعوہم الى دین غیر مالوف لہم استغریوہ واستبقوہ ونفرت عنہ طباعہم اذ من عادة العوام ان  
کہ رسول علیہم السلام نے جب ان لوگوں کو نئی دین کی دعوت کی تو وہ لوگ عجیب سمجھ کر قبیح سمجھنے لگے اور انہی طبیعتیں نفرت کرنے لگیں کیونکہ عوام کی یہ عادت ہے

یتمنوا بكل ما یوافق ہواہم وان کان جالبا للکشر وبال وان یتشاءموا بكل ما یخالف ہواہم وان کان زائجا لکل خیر  
کہ لبتی ہوس کے موافق آرزو کیا کرتے ہیں اگرچہ اس میں سراسر بے ہی اور وبال ہو اور جو انہی مرضی کے مخالف ہو اسکو کس جانتے ہیں اگرچہ اس میں ہر امر خیر اور برکت

ونوال وقد ثبت انہ علیہ السلام قال لا طيرة و فی حدیث اخر انہ علیہ السلام قال الطيرة من الشرک والنجس عن  
ہو اور ثابت ہو چکا ہے کہ غیر سے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ننگونی بالکل نہیں ہے اور ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا ہے ننگونی شرک ہے اور ننگونی کرنی

اسباب الستر بالربل والنظر فی النجوم وضرب الحصى والشعیر وغیر ذلك هو الطيرة المنہی عنہا والباحثون عنہا لا یتغفلون  
غیب کی باتوں میں پسیدہ ریل کے اور ستاروں کے تاثیر دیکھ کر اور کنگریوں سے اور جو کے دانہ وغیرہ سے یہ طیرہ ہے جسکی ممانعت ہوئی ہے اور اس میں ننگونی کرنی ہے

لما یدفع البلاء من الطاعات بل یتغفلون بل یترجم البیت وعدم الحركة وهذا لا یمنع نزول القضاء والقدر  
جس سے بلا دفع ہو یعنی عبادت بلکہ گنہگارین گنہگار ہوتے ہیں اور چلنا پھرنا موقوف کر دیتے ہیں اس سے قضا اور قدر بند نہیں ہوتی

ومنہم من یتغفل بالمعاصی وهذا ما یقوی وقوع البلاء ونفوذہ والذي جاءت بہ الشریعة هو ترک الجحش عن  
اور بعض لوگ گناہوں میں مشغول ہوجاتے ہیں یہ ایسا کام ہے جس میں نوحا و نوحا اور ان کے جو علاج واسطے دفع بلا کے شرح میں آیا ہے وہ یہی کہ اس میں کچھ ننگونی کرے

دوہم تشریح کرتے ہیں



ذلك والاعراض عنه والاشتغال بما يدفع البلاء من الدعاء والذكر والصدقة والتوكل على الله تعالى والایمان  
 اور نہ اور ہر توجہ کرے اور وہ شغل اختیار کرے جس میں بلا دفع ہو یعنی دعا اور یاد الہی اور غیرات اور خدا تعالیٰ پر ہوس اور تقویٰ  
 بقضائه وقدره فانه عليه السلام عند ظهور اسباب العقوبات السماوية المخوفة كالسوف والخسوف كان يامر  
 اور قدر کو تسلیم کرنا کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت ظاہر ہونے سے اسان خوفناک عذاب آسمانی کے جیسے سورج گھٹن اور چاند گھٹن اور کوئی بھی حکم فرماتے اور  
 يشتغل يا عمل البر من الصلوة والدعاء حتى ينكشف ذلك عن الناس هذا كله مما يدل على ان اسباب العذاب اذا  
 آپ ہی نیک اعمال میں مصروف ہوتے جیسے نماز نفل اور دعا بیان تک کہ وہ اسان لوگوں پر سے دور ہو جاتا ان تمام روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب عذاب کے اسان  
 ظهرت فللمشروع الاشتغال بما يرجي ان يدفع به العذاب المخوف من اعمال البر والتقوى فان هذه الاشياء  
 ظاہر ہوں تو موافق شریعہ کے ایسی بات میں مشغول ہو جس میں امید ہے کہ عذاب خوفناک موقوف ہو جاوے یعنی اعمال نیک اور پرہیزگاری بیشک یہ تمام اشیا  
 كلها من اعظم ما يستدفع به البلاء فانه تعالى يخلق اسباب العذاب اسباب الرحمة اما اسباب العذاب فيخوف  
 بلا کے دفع کرنے میں بھی ہی تاثیر کہتی ہیں بیشک اللہ تعالیٰ اسان عذاب کا اور رحمت کا دونوں ہی کرتا ہے عذاب کے اسان ہر تو اللہ تعالیٰ اپنے بند کو ڈراتا ہے  
 الله تعالى بها عبادة ليتوبوا اليه ويتضرعوا اليه كالرياح الشديدة فان الريح من روح الله تعالى تاتي بالرحمة  
 تاکہ اسکی طرف رجوع لادین اور خوار ہو کر روین جیسے تند آندھیاں بیشک ہوا اللہ تعالیٰ کا فیض ہے کہی رحمت لاتی ہے  
 وتاتي بالعذاب وعند اشتدادها امر النبي عليه السلام ان يسئل الله تعالى خيرا وخيرا ما ارسلت به ويتعبد  
 اور کہی عذاب اور زندگی کو کئے وقت نبی علیہ السلام کا حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے خیر کی دعا کریں اور جو اس سے آوے اسکی خیر مانگیں اور اسے  
 به تعالى من شرها وشر ما ارسلت به فانه عليه السلام قد كان اذ راي ريحا او غيما تغير وجهه واقبل وادبر فاذا لمط  
 شر سے اور اسے شہ سے جو وہ لاتی ہے پناہ آئین پس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب آندھی یا ابر دیکھتے تو چہرہ کی حالت بدل جاتی اور کہی آتی اور کہی جاتی ہرگز  
 سرعته ويقول قد عذب قوم بالريح وراي قوم السحاب فقالوا هذا عارض فمطرونا فنزل منه العذاب واما اسباب  
 تو خوش ہو جائے اور فرماتے کہ ایک قوم کو عذاب آندھی سے ہوا تھا اور ایک قوم ابر کو دیکھ کر کہنی لگی یہ ابر ہر ہر ہے کہ سو اس میں عذاب نازل ہو اور رحمت کے  
 الرحمة فيرجي الله تعالى بها عبادة كالسبح الطيبة والمطر المعتاد عند الحاجة اليه ولهذا يقال عند نزوله اللهم  
 اسان سے اللہ تعالیٰ اپنے بند کو امیدوار کرتا ہے جیسے ہوا نرم ٹھنڈی اور صاف عادت کے موافق حاجت کے وقت اور اس ہی واسطے صبر کرتے وقت دعا کرتے ہیں الہی  
 سقى رحمة لا سقى عذابا من اتقى عن اسباب الضر بعد ظهورها بالاسباب المنهى عنها فلا ينفعه بل  
 پناہ رحمت کا نہ بلانا عذاب کا اور جو شخص اسباب ضرر سے بعد ظاہر ہونے کے بطور ممنوع کے بچنا چاہے تو اسکو کچھ فائدہ نہیں بلکہ  
 كثيرا ما يقع فيما يخاف منها واما قوله عليه السلام ولا صفر فقد اختلف في تفسيره والقول الاشبه ان المراد به شهر  
 اکثر اوقات خوفناک بلا میں آجاتا ہے اور یہ ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ صفر نہیں ہے سو اسکی تفصیل میں اختلاف ہے ظاہر حق یوں معلوم ہوتا ہے کہ مراد  
 صفر ان اهل الجاهلية كانوا يتشاءمون ويقولون انه شهر مشعوم فابطل النبي عليه السلام ذلك وكثير من الناس  
 صفر ہے کیونکہ ایام جاہلیت میں اسکو منحوس جانتے تھے اور یوں کہتے تھے کہ صفر بڑا منحوس ہے سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو باطل کر دیا اور پیغمبر لوگ  
 في هذا الزمان يتشاءمون به وربما يمتنعون فيه من السفر والتزوج وغيرها والتشاءم به من جنس الطيرة المنهى عنها وكذلك  
 اب بھی اسکو منحوس جانتے ہیں اور بعض دفعہ اس میں سفر نہیں کرتے اور نہ بیاہ کرین اور نہ کوئی کام اسکی نحوست انہی ہی بتگونی کی قسم ہے جسکی مخالفت ہو جاتی اور ایسے  
 التشاءم بيوم من الايام فان تخصيص الشوم بزمان دون زمان كشم صفر وغيره غير صحيح لان الزمان عبارة عن مدة  
 نحوست کسی اور دن کی تمام ایام میں سے بتگونی ہے کیونکہ نحوست کی خصوصیت کسی وقت کی جیسے ماہ صفر وغیرہ کی جائز نہیں ہے اسواسطے کہ زمانہ تو ایک مدت ورازا کا نام ہے  
 ممتدة يعرف بمقدارها بحركة الافلاك والكواكب هوني ذاتها امر واحد متشابه الاجزاء لا يحصل الا بخلق الله تعالى  
 جسکی آوازہ افلاک کی حرکت اور تاروں سے معلوم ہوتا ہے اور وہ اپنی ذات میں ایک متصل چیز ہے اسکی سب اجزا ایک سے ہیں صرف خدا تعالیٰ کی بیدایش ہے

بعضی روایات



و یقیم فیہ افعال العباد فلا یكون فیہ یمن ولا شوم الا باعتبار افعال العباد فکل زمان شغله العبد بالطاعة فهو  
 اور اس میں ہی کے اندر افعال عباد ہوتے ہیں سوا اس میں نہ ہرکت نہ کچھ شوم ہے ان باعتبار کار بار بندوں کے ہر سو میں زمانے کو انسان نے عبادت میں مشغول رکھا تو وہ

زمان مبارک علیہ وکل زمان شغله العبد بالمعصية فهو زمان مشكوم علیہ والیمن والشوم فی الحقیقة هو الطاعة  
 زمانہ اوسپر مبارک ہے اور جس زمانے کو انسان نے گناہوں میں لگا دیا تو وہ زمانہ اوسپر شوم ہے حقیقت میں مبارک اور شوم عبادت

والمعصية كما قال عدی بن حاتم عن المرأ وشومه بین لمحیبه یعنی لسانہ وقال ابن مسعود ان كان الشوم فی شیء  
 اور معصیت ہوتی ہے چنانچہ عدی بن حاتم کہتا ہے آدمی کی ہرکت اور نخواستہ دونوں چیزوں میں ہے ملا اوس سے زبان ہے اور ابن مسعود کہتے ہیں اگر بالفرض کسی شے میں نخواستہ ہوتی

فصیبا بین اللحین یعنی اللسان وقال ایضا ما شئ احوج الی طول الجح من اللسان وروی عن عائشة انه علیہ السلام  
 تو وہ نوجیزوں میں بیٹھے زبان میں ہوتی اور یہی کہا زبان سے زیادہ کوئی شے نہیں جو قید کی زیادہ حاجت مند ہو اور حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے

قال الشوم سوء الخلق فعله هذا لا الشوم الا المعاصی والذنوب فانها تخط الله تعالى فانه اذا خط على عبد يكون ذلك  
 فرمایا شومست بہ عقلی ہے اس روایت کے موافق بجز معاصی اور ذنوب کے شومست کچھ اور نہیں ہے کیونکہ اس میں ہی سے اللہ تعالیٰ بیزار ہوتا ہے سو جس نے ایسے چیزیں کر دی ہیں جو اللہ تعالیٰ

العبد شقیان فی الدنیا والأخرة واذا رضی عن عبد یكون ذلك العبد سعیدا فی الدنیا والأخرة وبفضل الصالح قد شکی الیه  
 بندہ دینا اور آخرت میں بہ نکتہ ہے اور جس بندے سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا وہ ہی بندہ دینا اور آخرت میں بہ نکتہ ہے کسی معاصی مرد کے ساتھ ایسی معصیت کا شکوہ ہوا

عزبلاء وقع الناس فیہ فقال ما اری ما انتوفیه من البلاء الا بشوم الذنوب فالعاصی مشكوم علی نفسه وعلی غیره فاذا لا یؤمن  
 جس میں بے خلق مبتلا تھی سوا ذنوب نے کہا مجھ کو تمہاری ہی معصیت بجز شومست ذنوب کے معلوم نہیں ہوتی سو گناہگار آدمی اپنے حق میں ہی اور غیر کے حق میں بھی شومست ہوا اور ایسے

ان یذل علیہ العذاب فیعمر الناس خصوصا من لم ینکر عملہ والبعد عنہ لازم وكذلك الا ما کن الی فعل فی المعاصی  
 کہ اگر اوسپر عذاب نازل ہو تو وہ سب خلق پر پہل جاوے تو کمان بچ سکتی ہیں خاص کر ان لوگوں پر جو اسکے عمل کو برا سمجھتی ہوں اور اس دور رہنا ضروری ہے اور ایسی ہی دن بکھا ہے جن

یترم البعد عنہا والهرب منها خشية نزول العذاب علی من یوجد فیہا کما روی انه علیہ السلام حین مر علی ديار ثمود با الحجر  
 ہجرت کر دور رہنا چاہیے اس خوف سے کہ سب اچھے وجود ہوں سب پر عذاب نازل ہو جاوے چنانچہ روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جو وقت بامہ میں دیا رثود پر پہنچے

قال لا صحابہ لا تدخلوا ما کن هؤلاء المعذین الا ان تكونوا باکین خشية ان یصدیکم ما اصابهم فان هجران اهل  
 تو اپنے اصحاب سے فرمایا اس دم عذاب کے مارے ہو وگئے مکانات میں نہ جانا گروہتے ہو اس خوف سے سب اچھے ہر ہی آگاہ سے جو عذاب او نپر آیا تھا ایک ترک کرنا ان

العصیان واما کفهم من جملة الهجرة المأمور بہا بل العدی عند التحقیق فی مخالطة من ترتکب المعاصی یحسبها ویزینها  
 عصیان اور انکے مکانات بھی ہجرت میں داخل ہے جو کہ مامور بہ ہے بلکہ عدی یعنی دکھ کا لگنا حقیقت میں اوس شخص کی ملاپ میں ہے جو معاصی میں مبتلا ہے اور معاصی کو خوبی کے ساتھ نہیب

ویدعو الیہا من شیاطین الانس الذین هو اضر من شیاطین الجن فان شیاطین الجن یستعاذ منه باللہ تعالیٰ فینصرف  
 اور لوگوں کو رہاتا ہے یعنی آدمی کی صورت کا شیطان کہ وہ جنی شیطانوں سے زیادہ تر ضرر کرتا ہے کیونکہ جنی شیاطین تو اللہ کے پناہ لینے سے دور ہو جاتے ہیں

واما شیاطین الانس فلا یدرج حتی یوقعت فی المعصية وقد جاء فی الحدیث انه علیہ السلام قال یحشر المرء علی دین خلیلہ  
 اور آدمی کی صورت کے شیاطین کسی نہیں جاتے آخر مجھ کو معصیت میں گرفتار کر جوڑتے ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی بڑا نیک و دیندار ہوگا وہ اپنے

فلینظر احدکم من یخالل و فی الحدیث الاخر انه علیہ السلام قال لا تصحی الامم و من اکل طعاما الا تقی و اما الغول بالضم  
 اور مجھ کو خیال کرنا چاہو کہ جس سے دوستی کرتے ہو اور ایک اور حدیث میں ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مومن کے سوا کسی پیشینہ مت ہو اور سو پر ہیز کار کے لیکو کہا نہمت کلا اور غول نہیں کہہ سکتے

فهو من ذمات الجاهلیة فانهم كانوا یقولون انه نوع من الجن یتراءى للناس فی الفلوات باشکال مختلفة ویضلهم  
 جاہلیت کے اتوال ہیں ال جاہلیت کہا کرتے تھے کہ غول ایک قسم جن کی ہے آدمیوں کو خجھل میں طرح طرح کی شکلیں بنا کر دکھایا کرتے ہیں اور رستے سے جھکا کر

عن الطریق ویہلکهم وقوله علیہ السلام لا غول یجتمل ان یكون المراد منه نفی وجودہ كما هو ظاهر من لفظه لان المتبادر  
 ہلک کر دیتے ہیں اور یہ ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ غول نہیں ہے اس میں یہی احتمال ہے کہ اس سے مراد نفی اسکے وجود کی ہو چنانچہ لفظوں سے یہی ظاہر ہے کیونکہ

میں معاصی سے بچنا ہے

میں



من نفي الشيء نفى وجوده لکن قال بعض العلماء ليس المراد به نفى وجوده بل المراد به نفى ما كان يعتقد اهل الجاهلية  
 کسی نے نئے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ چیز موجود نہیں ہے لیکن بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ نفی اس کے وجود کی مراد نہیں ہے بلکہ اہل جاہلیت کے کئی عقائد کی نفی مراد ہے

من التشكل بأشكال مختلفة والأضلال عن الطريق والأهلاک فیکون المعنایہ لا یتطبیع ان یضل احد عن الطریق  
 کہ وہ طرح طرح کی شکل بناتے ہیں اور راستے سے بھٹاتے ہیں اور ہلاک کر دیتے ہیں اب حدیث کے یہ معنی ہوتے کہ غول کسی کو راستے سے نہیں بگاڑ سکتے

ولا ان یفعل شیئا ما ذکره من الوجه اولی الوجہین لو رو داخبار تعدل علی وجودہ من جملتها ما روی انه علیہ السلام  
 اور نہ کچھ اور ان مذکور بات میں کر سکتے ہیں یہ معنی دو نہیں آتے ہیں کیونکہ ایسی حدیثیں بھی آئی ہیں جو غول کی وجود پر دلالت کرتی ہیں اور ان میں سے ایک روایت ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے

قال اذا تعولت الغیلان فبادروا بالاذان فانه علیہ السلام ین ان شہا ید فیرید کما یرید اللہ تعالیٰ فیلع المؤمن ان یشغل  
 فرمایا جو وقت غول غمرا ت کرین تو جلدی اذان پڑھو سو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کر دیا کہ اگلی شہادت ذکر کرتی ہے صاف ہو جاتی ہے سو مؤمن کو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہے

بطاعة اللہ تعالیٰ ویتوکل علیہ ویترک کل ما شاع بین الا نام ما کان مخالفا لدین الاسلام وکفی عنہ النبی علیہ السلام  
 اور اس ہی پر بھروسہ کرے اور جو خلقت میں خلل شروع پہلے رہا ہے سب ترک کرے یعنی جو دین کے مخالف ہو اور نبی علیہ السلام نے منع فرمایا ہو

یسرنا اللہ تعالیٰ عملا موافقا لرضائہ بلطفہ وکرہ المجلس التاسع والثلاثون فی ذم الطيرة والقال  
 آئی ہمیں آسان کر عمل اپنی رضا کے موافق اپنے لطف اور کرم سے آتا لیستون مجلس شہد اور قال ہے کی برائی میں

المذموم ومدح قال المسنون انواعه قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا طيرة وخیرها الفال  
 اور مسنون فال کی مدح اور اس کے اقسام میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طیر کی کچھ اصل نہیں ہے اس میں سے بہتر فال ہے

قالوا وما الفال یا رسول اللہ قال الکلمة الصالحة یسمعها احدکم هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه  
 پوچھا یا رسول اللہ فال کیا ہوتی ہے فرمایا اچھی بات جو کوئی سن لے یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے

ابو ہریرہ کی روایت سے اسکے یہ معنی ہیں کہ ہر شے کوئی پر عمل کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں خیر نہیں ہوتی خیر صرف فال ہی میں ہے جو کہ نیک بات ہوتی ہے جو  
 یسمعها احدکم ولیس معناہ ان فی الطيرة خیرا والقال خیر منها اذ خیر فی الطيرة اصلا وہی مصدر بمعنی

کوئی سن پاوے اور یہ معنی نہیں ہیں کہ ہر شے کوئی پر عمل کرنا جائز نہیں ہے اس واسطے کہ ہر شے کوئی میں اصلا خیر نہیں ہے اور طیر مصدر ہے  
 التظیر ماخوذة من الطیر لان العرب فی الجاهلیة كانوا یتبرکون بسنوحها ہی ہر طرف سے میاں سرک الی میاں منک

تظیر کے معنوں میں تیرے شوق ہو اسے ایسے کہ عرب کے لوگ جاہلیت میں سنوح کو مبارک جانتے تھے یعنی جو کہ بائیں ہاتھ کی طرف سے اپنی طرف چلا جاوے  
 ویتشاءمون بیدرو حها ہی ہر طرف سے میاں منک الی میاں سرک اذ کان من عادتہم اذ اخرجوا للحاجة فان اوا الطیر

اور بروج کو منحوس سمجھتے تھے یعنی جو کہ داہنی ہاتھ کی طرف سے بائیں طرف چلاوے کیونکہ عرب کی یہ عادت تھی جب کسی کار کو نکلتے پھر اگر کسی پرندہ  
 اوالوحش یمربیمینہ یتبرکون بہ ویدن ہبون فی حاجتہم وان اوا الطیر اوالوحش یمربیشمالہ یتشاءمون بہ ویرجعون

یا وحشی کو دیکھا کہ داہنی طرف کو گیا تو اُسے مبارک جان کر اپنے کار کو چلے جاتے اور اگر دیکھتے کہ پرندہ یا وحشی بائیں طرف کو گیا تو منحوس سمجھ کر اپنے گھر کو  
 الی بیوتہم ورمباکانوا ینفرون الطیور والوحش فینظرون انھا راخذت ذات الیمین یتبرکون بہ ویمضون فی سفرہم

اور بعضی دفعہ پرندہ کو اور اگر اور وحشی کو منہ کار دیکھتے کہ کہہ کر کو جاتا ہے اگر وہ داہنی طرف کو گیا تو مبارک جان کر سفر اور کار کو چلے جاتے  
 وحاجتہم وان اخذت ذات الشمال یتشاءمون بہا ویرجعون عن سفرہم وحاجتہم والحاصل انہم كانوا یتبرکون

اور اگر اسی طرف اپنی طرف راہ لی تو اسکو منحوس سمجھ کر اپنے سفر سے اور کار نہ کیے بہت آتے حاصل ہے کہ سوانح کہ  
 بالسوانح ویتشاءمون بالبوراح والسائح ما یمز الطیر والوحش ین یدیدہ مرجعہ لیسارک الیمینک والغرب  
 نیک برکت والا جانتے اور بوج کو منحوس سمجھ کر اپنے سفر سے اور کار نہ کیے بہت آتے حاصل ہے کہ سوانح کہ



كانوا يتيمنون به لا مكان رميه وصيداً من غير الخراف والبارح ما يصر من الطير والوحش من جهة يمينك  
اسکو مبارک جانتے تھے کیونکہ اسکو تیرا مارنا اور شکار کرنا بدون گردش کے سہل ہوتا ہے اور بائیں طرف سے وہ پرندہ جانور یا وحشی ہوتا ہے کہ بائیں طرف سے

اليسارك والعرب كانوا يتشاءمون به لعدم اماكن رميه وصيداً من غير الاخراف. فنفى النبي عليه السلام ذلك  
بائیں طرف سے جلا جاوے عرب کے لوگ اسکو منحوس جانتے ہیں کیونکہ اسکو تیرا مارنا اور شکار کرنا بدون گردش کیے ممکن نہیں ہوتا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو منع کیا

وابطل واخبرانه ليس له تاثير بنفع ولا ضرر فهذا امع قوله لا طيرة فان الطيرة على ما مر مصدر بمعنى التطير واصل  
اور مٹا دیا اور خبر سنائی کہ اس میں نہ کچھ نیک تاخیر فائدہ نہ ہے اور نہ کچھ ضرر ہے سو معنی حدیث لا طیرۃ کے یہاں کہ طیرہ جہاں کچھ گزرے گا پھر مصدر تطیر کے معنوں میں ہے اور اصل میں

التطير التغاؤل بالطير ثم استعمل في كل ما يتفادول به ويعد شوما سواء كان طيرا او غيره وقد سرفى انه عليه السلام  
تطیر طیر سے فال لیے کہتے ہیں پھر اسکا استعمال ہر ایک فال میں ہوتا ہے پھر بائیں طرف سے جو یا سو اس کے اور کچھ ہو اور روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

قال الطيرة من الشرك يعني انها من اعمال اهل الشرك والكفر كما حكاها الله تعالى عنهم في مواضع من كتابه فانهم كانوا  
فرمایا بظہورنی شرک ہے مراد یہ ہے کہ طیرہ مشرکوں اور کفار کے اعمال میں سے ہے جہاں کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کے حال کی کئی جگہ اپنی کتاب میں حکایت کی ہے کہ یہ کفر کا

يتشاءمون بالرسول واتباعهم وسبب تشاؤمهم بهم ان الرسل لسادعوه هو الى دين غير ما لو فهم استغفروا واستجوبوا  
رسولوں اور ان کے ساتھیوں کو منحوس جاننا کرتے تھے اور ان کے منحوس سمجھنے کا سبب یہ تھا کہ رسول جو ان کو نیا دین بخلاں طبع سکھاتے تھے تو اسکو عجیب مغرب جاننا کرتے

ونفرت عنهم طباعهم اذ من عادة الجهلاء ان يتيمنوا بكل ما يوافق هواهم وان كان جالبا لكل شر وبالن ان يتشاءموا  
اور ان کے کفار کو بطبع نفرت ہی کیونکہ جہال کی عبادت ہے کہ جو انکی دل لگتے بات مرضی کے موافق ہو اسکو مبارک سمجھیں اگرچہ اس میں تمام خرابیاں موجود ہوں اور جو بات

ما يخالف هواهم وان كان جاذبا بكل خير ونوال ومن عادتهم ايضا التشاءم ببعض الايام والشركاء صفر فان كثيرا  
انکی مرضی کے خلاف ہوتو اسکو منحوس سمجھیں اگرچہ اس میں ہر طرح کی خیر اور خوبی حاصل ہو اور انکی یہی عادت ہے کہ بعضی تہ تیغوں اور بعضی عینوں کو منحوس جانتے ہیں جیسے

من الناس في هذا الزمان يتشاءمون بغير ما يتنعون فيه من السفر والتزويج ونحوهما والتشاؤم به من جنس الطيرة  
میں بہت لوگ انسانی نے کے ہی اسکو منحوس گنتے ہیں اکثر اوقات اس عین میں سفر اور بیاہ وغیرہ نہیں کرتے یہ بنگلہ کی ہی ایسی ہی ممنوع ہے جیسے طیرہ

المنهي عنها فان تخصيص الشوم بزمان دون زمان غير صحيح لان الزمان عبارة عن مدة تمتد بعرض مقدارها  
کیونکہ شوم کی خصوصیت بعضے بعضے وقت سے ہرگز نہیں ہو سکتی اس لیے کہ زمانہ ایک مدت متصل دراز کو کہتے ہیں جسکی مقدار افلاک

بحركة الافلاك والنجوم وهو في ذاته امر واحد متشابه الاجزاء يحصل بخلق الله تعالى ويقع فيه افعال العباد فلا يكون  
اور ستاروں کی حرکت سے معلوم ہوتی ہے اور زمانہ اصل میں یکے پیرے ہر اکہ ایک طرح کی اجزا ہیں خدا کی پیدائش سے موجود ہے اور بندگان کے افعال اور عین واقع ہوتے ہیں

فيه من ولا شوم الا باعتبار افعال العباد فكل زمان شغله العبد بالعبادة فهو زمان مبارك عليه وكل زمان  
سو اس میں نہ کچھ برکت ہے نہ کوئی شومست مگر باعتبار کردار بندوں کے سو جو وقت کو بندہ نے عبادت میں صرف کیا وہ زمانہ اس کے حق میں مبارک ہے اور جو وقت

شغله العبد بالمعصية فهو زمان مشؤم عليه وفي الحقيقة اليمن هو الطاعة والشوم هو المعصية كما قال علي  
معصیت میں صرف ہوا وہ زمانہ اس کے حق میں منحوس ہے اور حقیقت میں برکت عبادت میں ہے اور نحوست گناہ میں جہاں کچھ عیبی

ابن حاتم عن المرء وشومه بين لحيمه يعني لسانه وقال ابن مسعود ان كان الشوم في شيء ففيها بين الليمان  
ابن حاتم کہتے ہیں کہ انسان کی برکت اور نحوست دونوں چیزوں میں سے ہے یعنی زبان میں اور رہن مسعود کہتے ہیں اگر کسی چیز میں نحوست ہو تو وہ عین ہی جو وہ نوحہ نہیں ہے

يعني اللسان وسرفى عن عائشة رضاه الله عليه قال الشوم من سوء الخلق فعلى هذا ليس الشوم الا  
یعنی زبان میں اور حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نحوست بہ خلقی ہے سو اس حدیث کے موافق منحوس صرف

المعاصي والذنوب فانها تسخط الله تعالى فانه تعالى اذا سخط على عبد يكون ذلك العبد  
معاصی اور ذنوب ہی خدا تعالیٰ کو غصہ دلانے ہیں کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ پر غضبناک ہوا تو وہ شخص







والسلام علی التفلوح یکرم الطیرة لان الطیرة فیها الحکم علی الغیب وسوء الظن بالله تعالی وتوقع البلاء واما الغال فلیکن الحکم  
 ولم یفلح کما یحب اور طیر کو کر دیا جیسے جانتے تھے کہ طیر میں غیب کی خبر اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں بیگانی اور توقع بلا کی ہوتی ہی سہی فال سو اس میں غیب کی  
 علی الغیب بل فیہ مجرد طلب الخیر وحسن الظن بالله تعالی رجاء حصول المراد فان الانسان عند ظہور سبب اذ اسرجی و  
 خبر نہیں ہوتی بلکہ او میں صرف خیر کی طلب اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں نیک گمانی اور امید واری حصول مراد کی ہر شیک انسان بروقت ظاہر ہو سکتی قوی و ضعیف اگر  
 اصل من اللہ تعالیٰ خیرا و نعمة عند سبب قوی ضعیف فهو خیر له و اذا قطع رجاء و اوله من اللہ تعالیٰ فهو شر له لقوله تعالی  
 اللہ سے امید خیر کی اور سزا زلفت کی کرے تو اس کے حق میں بہتر ہے اور اگر اللہ تعالیٰ سے اپنی امید منقطع کرے تو اس کے حق میں بہتر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
 انہ لا یأیس من رزق اللہ الا القوم الکفرون وقد ذکر فی نصاب الاحساب ان الرجل اذا خرج الى السفر فصاح العقیق  
 ۱۱ امید نہیں ہے اللہ کے فیض سے مگر قوم کفر اور نصاب الاحساب میں مذکور ہے کہ آدمی صبح غم کے لیے روانہ ہو اور کہو ابول پڑے  
 ورجع من سفره یكفر عند بعض المشائخ و ذکر فی الحیط ان الهامة اذا صاحت فقال رجل يموت المريض یكفر القائل  
 اور یہ شخص سفر ہو تو قوف رکھے تو بعض مشائخ کے نزدیک کافر ہو جاتا ہے اور محیطین میں کورہ کہ شخص کی آواز پراگرتی شخص کے بیمار جاوے گا تو وہ شخص  
 عند بعض المشائخ و مثال التفاول ان یكون له حاجة فیسمع من یقول یا واجد فیقع فی قلبه رجاء الوجدان او یكون  
 بعض مشائخ کے نزدیک کافر ہو جاتا ہے اور فال کی یہ مثال ہے کہ کسی شخص کو کچھ مطلب پیش آوے وہ یمن لے کہ کوئی کتا ہے یا واجد یعنی ای پانیوں پرانے دلمین تو قی اس مطلب کی پیدا ہو جاوے یا  
 له مرض فیسمع من یقول یا سالم فیقع فی قلبه رجاء السلامة والفرق بین الغال والطیرة مع کون کل واحد منهما  
 شخص کچھ بیمار ہو اوستے کہ کوئی کتا ہے یا سالم یعنی اسے سلامت رہنے والے اب اس کے دل میں امید سلامتی کی پیدا ہو اور فرق فال اور طیرہ میں باوجودیکہ دونوں میں  
 استدلال بالعلامة علی عاقبة الامر و ما له ان الكلمة الحسنة التي تجری علی لسان الانسان لدلالة علی المعنی الموافق  
 کار کے انجام اور مال پر نشانوں سے استدلال کرتے ہیں یہ ہر کونیک کلمہ جو انسان کی زبان پر گذرتا ہے اس لیے کہ مراد کے موافق معنوں پر دلالت کرتا ہے تو اس مراد  
 للمراد یکن الاستدلال بها علی المراد بخلاف طیران الطیر و حرکات البهائم واصواتها فانها لعدم دلالتها علی معنی لا یمكن  
 پر استدلال کرنا ہو سکتا ہے یہ ثابت جانور کے پرہ از میں اور وحشیوں کی حرکات اور آواز میں نہیں ہے وہ کسی معنی پر دلالت نہیں کرتے تو اس سے  
 الاستدلال بها علی شیء وان کان اهل الجاهلیة جعلوا العبرة فیها تارة بمرکات تارة باصواتها وتارة بالوانها وتارة باسمائها ویتشؤون  
 کسی بات پر استدلال نہیں ہو سکتا اگرچہ اہل جاہلیت نے اس میں کئی اعتبار اٹھائے ہیں کبھی ان کے حرکات سے اور کبھی آوازوں سے اور کبھی رنگوں سے اور کبھی  
 بعضها ویتیمنون ببعضها فانهم كانوا یتشؤون و یؤمنون بالعقاب وبالغراب علی الغریة ویتیمنون بالهدد علی الحد وکنانک  
 اور بعض کو نحوس لیتے ہیں اور بعض کو برکت سمجھتے ہیں اہل جاہلیت عقاب عقوبت یعنی عذاب کی نحوست لیتے تھے اور غراب غرابت یعنی سفر خیزی کی اور ہدی ہدایت کی برکت لیتے تھے اور الی  
 کا نوا یتبرکون بالسانح ویتشؤون و یؤمنون بالبارح و ما یر من الطیر او الوحش من جهة یمنک والعرک نوا یتیمنون بالامکان  
 سانح سے برکت اور بارح سے نحوست لیتے تھے اور سانح وہ پرندہ یا وحشی ہے کہ بائیں طرف سے داہنی طرف کو چلا جاوے عرب کو لوگ ایسے جانور کو مبارک سمجھتے تھے کیونکہ اسکو تیرا  
 و صید من غیر انحر او و البارح ما یر من الطیر او الوحش من جهة یمنک والعرک و العرب كانوا یتشؤون و یؤمنون لعدم  
 اور غراب کرنا بدون گردش کے ممکن ہے اور بارح وہ پرندہ یا وحشی ہوتا ہے جو داہنی طرف سے بائیں طرف چلا جاوے عرب کے لوگ اسکو نحوست جانتے تھے  
 امکان صید و صید مغیر انحراف اذ کان من عادتہم انہم اذا خرجوا الحاجة وراوا الطیر او الوحش یمسحون یتبرکون  
 کیونکہ اسکو تیرا یا غراب کرنا بدون گردش کے نہیں ہو سکتا قدیم عرب کے یہ عادت تھی کہ جب وہ کسی کار کے پر بارہن جاتے اور کسی پرندہ یا وحشی کو دیکھتے کہ داہنی طرف کو  
 بہ و یتیمنون فی حاجتہم وان راوا الطیر او الوحش یمسحون یتشؤون و یؤمنون بہ و یرجعون الی الیمن و یمسحون و یرجعون الی الیمن و یمسحون و یرجعون الی الیمن  
 چلا گیا تو اسکو مبارک جان کر اپنے کام کو چلے جاتے اور اگر کسی پرندہ یا وحشی کو دیکھتے کہ بائیں طرف چلا گیا تو اسکو نحوست جان کر اپنے گھر لوٹ آتے اور بعض وقت  
 ینفرون الطیر و الوحش فینظرون انہا ان اخذت ذات الیمن یتبرکون بہا و ینظرون انہا ان اخذت ذات الشمال  
 پرندہ کو اور اگر وحشی کو سنا کر دیکھتے تھے کہ اگر وہ داہنی طرف کو چلا گیا تو اسکو مبارک سمجھ کر اپنے کار و بار کو چلے جاتے اور اگر بائیں طرف کو چلا گیا



یتشاورون بها ويرجعون عن حاجتهم ففنى النبي عليه الصلوة والسلام عن ذلك بقوله اقر والطير على وكناتها  
 تو سخوں جا کر کاروبار سے کئی لوگ آخر سوہنی سے اللہ علیہ وسلم نے اس عادت سے روک دیا فرمایا جانور کو گھونٹے میں بیٹھا رہنے

وروى عن معاوية بن حكم انه قال قلت يا رسول الله كذا تطير قال ذلك شئ يعده احدكم في نفسه فلا يصد نكرو  
 اور معاویہ بن حکم سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صدمہ تطیر کیا کرتے تو آپ نے فرمایا یہ تمہارے دل کے وہی اعتقاد ہیں سوائے اسے کہ وہ جانور کو

يعني ان ذلك شئ يوجد في النفوس من قبل الظنون التي تقر بكم بحكم البشرية من غير ان يكون له تاثير في شئ من  
 مراد یہ ہے کہ یہ ایسی بات جو دلوں میں آتی ہے تو وہ بھی بشریت کے بہت سے پیدا ہوتی ہے صرف نے تاثر ہے اس میں نہ کچھ

النفع والضر فلا يصد نكرو عما توجهون اليه من مقاصدكم وقد جاء في حديث خراثة عليه السلام قال من  
 نفع نہ کوئی ضرر سو یہ وہم نہ ہو گا کہ وہ مقصود کے آمد رفت سے نہ روک دے اور ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ بنی علیہ السلام نے فرمایا

ردته الطيرة عن حاحة فقد اشرك فليل وما كفارتها يا رسول الله فقال ان يقول اللهم لا طير الا طيرك  
 جسکو کاروبار سے بے تنگ کوئی روک رکھے وہ مشرک ہے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ اسکا کفارہ کیا ہے آپ نے فرمایا یہ کہنا چاہی اللہ کی آخرہ کوئی نہیں فال بجز تیرے

ولا خيرا الا خيرك ولا اله غيرك ثم مضى الى حاجته يعني ان كل ما يصيب الانسان من الخير والشر والنفع والضرر  
 فال کے اور نہ کوئی خیر سوائے تیرے خیر کے اور نہیں کوئی محمود سوائے تیرے پر اپنے کام کو چلا جاوے مراد یہ ہے کہ انسان کو جو بھلائی اور برائی اور نفع اور ضرر

واليمن والشوم لا يصيبه الا بقضاءك وتقديرك وحكمك ومشيئتك وفي حديث اخر رواه ابن مسعود انه عليه السلام  
 اور برکت اور خوش قسمتیش آتی ہے بدو ن تیری قضا اور تقدیر اور تیرے حکم اور مرضی کے نہیں ہے اور ایک اور حدیث میں ابن مسعود کی روایت ہے کہ بنی علیہ السلام نے فرمایا

قال الطيرة شرك الطيرة شرك قال ثلثا وما منا الا ولكن الله تعالى يذره بالتوكل وقيل قول ما منا الا ليس من كلام  
 فال شریک ہے فال بجز شریک ہی نہیں باہر فرمایا اور کوئی ایسا نہیں جو دلیں خیال نماوے لیکن اللہ تعالیٰ اسکو توکل کی برکت سے وضع کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ اتنا کھانا مانا الابی صلی اللہ علیہ وسلم کا خود

النبي عمر بل هو من كلام ابن مسعود وفيه حذف واختصار ومعناه ليس منا الا من يقع في قلبه عند ذلك شئ من ذلك على ما  
 نہیں ہے بلکہ کلام ابن مسعود کا کلام ہے اس میں وسطے اختصار کے حذف ہوا ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ آدمیوں جو ہر سو اد کے دل میں اسوقت کچھ کچھ ایس قسم کا خیال آجاتا ہے

جرت به العادة لكن لا يستقر فيه بل يحسن اعتقاده بان لا مؤثر الا الله فيسأله الخير وليستعين به من الشر وعي على  
 چنانچہ یہی عادت جاری ہے پر وہ خیال جم نہیں جاتا بلکہ اس کا اعتقاد درست ہو جاتا ہے کہ سو اللہ تعالیٰ کے کوئی مؤثر نہیں ہے بلکہ اللہ ہی ہے اور یہی جہاد لگتا ہے

مقصوده متوكلا عليه يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه وفضله وكرمه المجلس الرابعون في  
 اور اس پر بہرہ دیا کر اپنے مقصود کے لیے جلا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے لطف اور فضل اور کرم سے ایسا عمل آسان کر دے جو اسکی مرضی کے موافق ہے چالیسویں مجلس

بیان استحسان التانی فی عمل الدنیاء والاخرة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم النومة  
 بیان خوبی درنگ کے دنیا کے کاروبار میں سوائے اعمال آخرت کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درنگ

في كل شئ الا في عمل الآخرة هذا الحديث من حسان المصابير رواه مصعب بن سعد عن ابيه ومعناه ان  
 ہر شے میں چاہی مگر آخرت کے عمل میں یہ حدیث صحیح کی حسن حدیثوں میں ہے مصعب بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ

التانی مستحسن فی جمیع الامور الا فی عمل الآخرة فان التانی فیہ غیر مستحسن اذ لا شك فی كونه خيرا فالخير في الآخرة  
 درنگ اور شامل تمام امور میں بہتر ہے سوائے اعمال آخرت کے سو آئینہ درنگ اور شامل خوب نہیں ہے اس لیے کہ اسکی خوبی میں شک نہیں ہے سو اسکی تاخیر میں خوبی نہیں

بل المستحسن فيه المسارعة اليه بقوله تعالى وسأعطيكم المظفرة من ربكم وجنة عرضها السموات والأرض أعدت للمتقين  
 بلکہ اس میں جلدی خوب ہوتی ہے اس آیت سے اور دو ڈھونڈش پر اپنے رب کی اور جنت پر جسکا پھیلاؤ ہے آسمان اور زمین طیار ہوتی ہے وہ اسے پر لگائی

واما امور الدنيا فلا يعلم انها خير فعمل بها او شر فحترز عنها فلذلك شرعت المناعة فيها فان هتم بامور  
 اور دنیا کے کاروبار سو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ نیک ہے یا برائی ہے یا بھلا ہے یا برا ہے اس سے بچا ہی جائے سو ایسے امور میں درگھی مشروع ہوتی ہے اگر کسی کار کا ارادہ کرے



يستحب له ان يشاور فيه لما روى انه عليه السلام كان يشاور اصحابه في جميع الامور حتى حواجج بيته وروى عن  
 نوح بن مالك ان اوس بن مشورہ کرے باعتبار اس روایت کے کہ نبی علیہ السلام اپنے اصحاب سے تمام کار و بار میں مشورہ کیا کرتے یہاں تک کہ گھر کے کار بار میں اور

على انه قال ما هلك امرء عن المشاورة وقيل لو شاور آدم عليه السلام الملكة في اكله من الشجرة المنية لظلوا قوما  
 علی غننے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا مشورہ کرنے سے کوئی خراب نہیں ہوا اور کہتے ہیں کہ اگر آدم علیہ السلام فرشتوں سے مشورہ کر لیتے کیوں کہانے میں تو ادنیٰ نہ ہوتے نہ آتی

وقع وقيل افراد الانسان ثلاثة اقسام رجل ونصف رجل ولا شيء فالرجل من له رأي صائب ويشاور ونصف الرجل  
 جو آئی کہتے ہیں بنی آدم میں قسم کے تین پورا مرد اور آدھا مرد اور کچھ تو پورا مرد ہے جو خود انا ہو پر مشورہ کرے اور آدھا مرد وہ ہے

من له رأي صائب لكن لا يشاور ويشاور لكن ليس له رأي صائب ولا شيء من ليس له رأي صائب ولا يشاور في اجتماع  
 جو انا ہو پر مشورہ کرے یا مشورہ تو کرے پر خود انا ہو اور کچھ نہ ہو جو نہ خود انا ہو اور مشورہ کرے پس دونوں بات کی

الامر من الرجل تامر وبانتصافها نصف وبانتفاها لا شيء والاحاديث الصحيحة الواردة في المشاورة كثيرة  
 صح ہونے سے مزید ہوتا ہے اور ایک بات سے آدھا ہوتا ہے اور جب دو نوبت نہ ہوں تو کچھ ہے اور صحیح حدیثیں جو مشورہ کے باب میں آئے ہیں بہت ہیں اور ان کے

ويغني عن جميعها وشاورهم في الامر فانه عليه السلام مع كونه اكمل الخلق ولم يكن احد افطن منه امر  
 ہے یہ آیت کافی ہے اور مشورہ کے لئے کلمہ میں جو نبی علیہ السلام کو باوجودیکہ سب سے زیادہ کامل اور ان کے برابر کوئی فہیدہ نہیں ہے جب مشورہ کرنے کا حکم ہے

بالمشاورة في هذه الآية فما الظن بغيره لكن من يريد المشاورة لا يريد استخباره ان يشاور فيه جماعة من اهل  
 اس آیت میں پورا مرد پر تیرا خیال ہے لیکن جو شخص کسی کار میں مشورہ کا ارادہ کرے تو اسکو مستحب ہے کہ مشورہ ایک جماعت اہل بصیرت و امان سے کرے

البصيرة يكون اقلهم عشرة ويعلم من حالهم النصيحة والشفقة ويتقن بدنيهم وصدقهم وورعهم وعلمهم  
 کم سے کم دس تو ہوں اور ان کے حال عادت سے خیر خواہی اور شفقت معلوم ہوتی ہو اور ان کے دین اور راستی اور سپہ بنیر گامی اور علم پر اعتماد ہو

ويعرفهم مقصوده من ذلك الامر ويبين لهم ما فيه من المصلحة والمفسدة ان علم شيئا من ذلك وان  
 اور اس کام میں سے اپنا مقصود اذکو بتلاذ کے اور جو جو اوس میں خوبی اور برائی ہو اگر کچھ جانتا ہو تو سب ان کے سامنے بیان کر دے اور اگر

لم يجد منهم الا واحدا يشاور ذلك الواحد عشر مرات ان لم يجد واحدا يرجع الى امراته او الى امرأة اخرى  
 جو ایک شخص کے کہ جس سے مشورہ کرے کوئی نہ ملے تو اس ایک شخص ہی سے دس مرتبہ مشورہ کرے اور اگر ایک ہی نہ ہو تو اپنی بی بی سے رجوع کرے یا کسی اور عورت سے

يجوز مكالمته ويشاورها وبعد المشاورة يخالفها وفي مخالفتها خير وبركة وقد روى انه عليه السلام قال  
 میں سے بات چیت کرنی جائز ہو اور بعد مشورہ کے اوس کا خلاف کرے اور اس کے خلاف میں خیر اور برکت ہوتی ہے اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

شاوهم وخالفهم وحكي ان واحدا من اهل الشام شاور امراته في ايام فتنه يزيدان يطرح نفسه من  
 کہ عورتوں سے مشورہ کر اور خلاف کر اور حکایت ہے کہ اہل شام میں سے کسی نے اپنی بی بی سے جن دنوں یزید کا قتل برپا تھا یہ مشورہ کیا کہ میں چلتا ہوں اور

السطح فقالت لا تطرح فخالفها وطرح نفسه من السطح فانكسر جملته فلما اصبح جاء اعوان يزيد ليس له  
 سطح یعنی کھمبے کا ست گرتا پر وہ شخص اوس کا خلاف کر کر چیت پر سے بچ کر بچا اور اوسکی ٹانگ ٹوٹ گئی جب صبح ہوئی تو یزید کی نوکر چاکر آئے تاکہ اسکو

المحاربة الحسين فلما راوا حاله تركوه فبقي من سقاوة الدنيا والاخرة ببركة عمله بالحديث كان من الكره  
 حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلے پر روانہ کریں جب اوس کا یہ حال دیکھا تو مخالف کیا سو وہ شخص دنیا اور دین کی بد بختی سونچ گیا اس برکت سے کہ حدیث پر عمل کیا تھا کیونکہ جب

يقتل او قطع عضو على قتل مسلم لا يجوز له ان يقتله بل يلزمه ان يصبر حتى يقتل فان قتله يكون اثميا اذ  
 قتل کی یا قطع اعضا کی زبردستی کیجاوے واسطے قتل مسلم کے تو اسکو جائز نہیں کہ مسلم کو قتل کرے بلکہ اسکو یہ لازم ہے کہ صبر کرے اور اپنی جان ہی اور اگر اس کو قتل کر لیا تو گناہ کا

لا يتباح قتل مسلم بضرورة قاتل محجب على المتشارين الواسع وعمل الفکر في النصيحة وترك الخيانة في  
 کسی ضرورت میں ہی قتل مسلم کا سبب نہیں ہے پس مشورہ دینے والے پر واجب ہے تا بقدر کوشش کرے کہ خیر خواہی کی فکر کرے اور مشورہ سے میں ہرگز خیر نکلے



المشاورة لما روى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال المستشار مؤتمن وفي حديث اخر انه عليه السلام  
كذلك ابو هريرة رضي عنه روايت اخرى في حديث اخر قال من اشار الى اخيه بما يعلم ان

ان المصلحة في فعله وهو يعلم او يظن ان المصلحة في عدم فعله فقد خانته واذا شاور وظهر كونه مصلحة  
لله كما هي على عمل بتره في ذلك فانه عليه السلام قال من استشار اخاه المسلم في امر فقل المستشار

يلزمه ان يقبل ذلك من المستشار لكن بعد ان يستخير الله تعالى في ذلك بالاستخارة التي رواه البخاري في صحيحه  
تو لا بد من كونه مشوره دينة ولله المشورة مان لے پر اول اس باب میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرے جو کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں

عن جابر انه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلمنا الاستخارة في الامور كلها كما يعلمنا السورة من القرآن فيقول اذا  
جاءت من امر فقل اللهم اني استخيرك بعلمك وانستقدر بك بقدرتك

اسألک من فضلك العظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللهم ان کنت  
تجیب بھنگا ہوں تیرا افضل بڑا کیونکہ تو قدرت دالامے اور میں ناتوان ہوں اور تو جانتا ہوں اور میں خبر ہوں اور تو تمام غیب سے آگاہ ہے انھی اگر

تعلّم ان هذا الامر خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبتہ امری وعاجلہ واجلہ فاقدیرہ لی ویسرہ لی شو  
تیرے علم میں یہ کام میرے حق میں بہتر ہے میرے دین میں اور دنیا میں اور انجام کار میں اب ہی اور آگے کو تو اس کار کو میرے لیے بنا دے اور آسان کر دے

بارک لی فیہ وان کنت تعلم ان هذا الامر شر لی فی دینی ومعاشی وعاقبتہ امری وعاجلہ واجلہ فاصرفہ  
اوس میں مجھ کو برکت دی اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کار میرے حق میں ہے میرے دین میں اور دنیا میں اور انجام کار میں اب ہی اور آگے کو تو میری اسکو

عنی واصرفنی عنہ واقدر لی الخیر حیث کان ثم ارضنی بہ قال العلماء يستحب الاستخارة بالصلوة والدعاء  
مجھے اور مجھ کو اوس سے اور خیر پیدا کر کے لیے جان ہو اور اوس پر مجھ کو راضی کر دے علما کہتے ہیں کہ استخارہ نماز اور دعای

المذكور في جميع الامور كما صرح به في الحديث المذكور فيكون الصلوة ركعتين من النافلة والظاهر انها  
مذکور سے تمام امور میں مستحب ہے چنانچہ حدیث مذکور میں تصریح ہے اور نماز نفل کی دو رکعت ہیں اور نماز یون سے

تحصل برکتين من السنن الرواتب وتحتية المسجد وغيرها من النوافل ولو تعدت الصلوة يستخير بالدعاء المذكور  
کر سنت روایت کی دو رکعت اور تحتیۃ المسجد وغیرہ نوافل میں سے بھی کافی ہیں اور اگر نماز مستفرد ہو تو صرف دعا مذکور ہی سے استخارہ کرے

واذا استخار يستخير سبع مرات ثم يرضى بعدها لما ينشرح له صدره لما روى عن انس انه عليه السلام قال له  
اور اگر استخارہ کرے تو سات مرتبہ کرے پھر بعد اوسکے وہ ہی عمل میں لادے جو اوسکے دل کو پسند آوے کیونکہ انس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے اونسے فرمایا

يا انس اذا همت بامر فاستخرد بك فيه سبع مرات ثم انظر الى الذي سبق الى قلبك فانه الخیر فيه هكذا يكون فعل  
اے انس جب تو کسی کار کا قصد کرے تو اوس میں اپنے اسے سات مرتبہ استخارہ کر پھر جیسا کہ جو تیرے دل میں آٹھیرا ہے اب اوس ہی میں خیر ہے

عباد الله المؤمنین اذا عرض لهما امر من امور الدین والدنیا فیکون الاستخارة فی امور الدین کالجہاد وسائر  
اللہ کے مومن بندوں کے عمل جب اوسکو کوئی کار دین یا دنیا کا پیش آتا ہے تو ایسے ہی ہوتے ہیں سو استخارہ امور دینی میں سے جیسے حج اور جہاد اور

اللہ کے مومن بندوں کے عمل جب اوسکو کوئی کار دین یا دنیا کا پیش آتا ہے تو ایسے ہی ہوتے ہیں سو استخارہ امور دینی میں سے جیسے حج اور جہاد اور

اللہ کے مومن بندوں کے عمل جب اوسکو کوئی کار دین یا دنیا کا پیش آتا ہے تو ایسے ہی ہوتے ہیں سو استخارہ امور دینی میں سے جیسے حج اور جہاد اور



الخیرات علی تعین الوقت لا علی نفس الفعل و فی امور الدنیا علی نفس الفعل و اما الجہلۃ و الفسقة الذین  
 خیرات واسطی غیرانے وقت کے ہوتا ہے نہ فعل کے لیے نہیں ہوتا اور امور دنیاوی میں صرف فعل پر ہوتا ہے یعنی کر دین یا کروں اور وقت کا پتہ انما لک رہا اور جہاں اور فاسق  
 ضلوا عن طریق الحق و خرجوا عن سواہ السبیل اذا عزم احدہم علی امر ینہی الی صاحب الرمل و الحصر و الشعیب  
 جو راجح سے بچے ہیں اور سیدی راہ سے خارج ہیں جب وہ کسی کار بار کا عزم کرتے ہیں تو رمال اور کنکریوں والہ اور جہاں

والباقلاء فیلجون بعقلہ و یزداد بسواہ جہلا و خسارۃ بصد قہم فیما یقولون لہ و یعطیہم علی ذلک اجرة  
 اور باقلاء والرباس جاتے ہیں سو وہ لوگ انکو باؤلا بنا دیتے ہیں اور انہیں بوجہ کراہت جہل اور خسارت زیادہ ہو جاتی ہے کہ انکو انکو قول کی تصدیق کرنا پڑے اور سب اور کنکریوں

ولا یعلم ذلک المسکین انہ بذلک ینہدم دینہ و دنیاہ لما ذکر فی شرح العقائد ان تصدیق الکاہن بما یخبرہ  
 دیتا ہے اور جہاں سے کہ یہ خبری نہیں کہ اس میں دین اور دنیا سب تباہ ہوئے اس لیے کہ شیخ عقاید میں مذکور ہے کہ غیب کی خبروں میں کاہن کو سچا سمجھنا کفر سے

عن الغیب کفر بقولہ علیہ السلام من اتی کاہنا فصدقہ بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمد و کاہن ہو المخنب  
 کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص کاہن کے پاس آکر انکے قول کو سچا مانے بیشک کافر ہوا ان آیات سے جو محمد پر انزل ہوئے ہیں اور کاہن وہ ہے جو غیب کی خبر دیتا ہے

عن الغیب سواہ کان بالرمل و الحصر و الشعیب و غیر ذلک و ذلک کلہ حرام لکونہ من قبیل الطیورۃ المنہی عنہا و من قبیل  
 برابر ہے کہ رمل سے ہو یا کنکریوں سے یا جو سے یا سوا انکے اور یہ سب حرام ہے کیونکہ یہ طیر کی طرح کا ہے جسکی نفی ہو گئی ہے اور

الاستقسام بالازلام و الطیورۃ مصدر بمعنی التطیر و اصل التطیر التفاضل بالطیورۃ استعمل فی کل ما یتفاضل بہ و بعد  
 استقام بالازلام کے مانند ہے اور طیرہ مصدر ہے تطیر کے معنی میں اصل میں تیر کے معنی میں طیرت فال لینے پر ہر ایک فال میں جو نحوں ہوتی ہے استعمال ہو گیا

شوا سواہ کان طیرا و غیرہ و قد روی انہ علیہ السلام قال الطیورۃ شرک یعنی انہا من اعمال الشرک کما حکاھا  
 برابر ہے کہ طیرہ یا کچھ اور ہو اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام فرمایا طیرہ شرک ہے مراد یہ ہے کہ طیرہ شرک کے اعمال میں داخل ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ عنہم فی مواضع من کتابہ فانہم کانوا یتشاورون بالانبیاء و اتباعہم و سبب تشاورہم ہون انہم بالانبیاء  
 اور انکی طرف سے اپنی کتاب میں کئی جگہ حکایت کرتا ہے وہ لوگ انبیاء علیہم السلام اور انکی اتباع کو نحوں سمجھتے تھے اور سبب نحوں سمجھنے کا یہ تھا کہ انبیاء جو انکو

لما دعوا الی دین غیر مالک و لہم استغروبہ و استبحوہ و نفرت عنہ طبا عہم اذ من عادیۃ الجہلۃ و الفسقة  
 نیاد میں سکھاتے تھے تو انکو غریب دیکھ کر فریب جانتے تھے اور انکی طبیعت اس سے نفرت کرتی تھی کیونکہ جاہلون اور فاسقوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ جو انکی خواہش

ان یتیمنوا بکل ما یوافق ہواہم و ان کان جالبا لکل شر و وبال وان یتشاءموا بکل ما ینخالف ہواہم و ان کان  
 کے موافق ہو انکو مبارک جانتے ہیں اگر چہ سراسر وبال اور وبال ہو اور جو انکی خواہش کے خلاف ہو انکو نحوں سمجھتے ہیں اگر چہ

جاذبا لکل خیر و نوال و الاستقسام طلب معرفۃ ما قسم مالہ یقسم و الازلام القداح التي کان اهل الجاہلیۃ  
 سراسر غیر برکت ہو اور استقسام کے معنی طلب گاری معلوم کرنی مقسوم کے غیر مقسوم میں سے اور ازلام قمار کے تیر ہونے میں جن پر جاہلیت کی لوگ

یکتبون علیہا الامر و النہی و یکتبون علی بعضہا افعلا و امرنی بنی و علی بعضہا لا تفعل او نہانی بنی و ینصونہا فی عی  
 امر اور نہی لکھ دیتے تھے اور کسی پر افعال لینے کے یا امرنی بنی یعنی یہ حکم رب کا ہے اور کسی پر لا تفعل یعنی نہ کر یا نہانی بنی یعنی حکم رب کا نہیں ہے بلکہ

فاذا اراد احدہم امر او دخل یدہ فی ذلک الوعاء و اخرجہ قد حافان خرج ما فیہ الا امر مضی لما قصد ان یرج ما فیہ  
 اور لکھ کر انکو برتن میں رکھتے تھے پھر جب کوئی کچھ کام کر نیو بہتا تو اس برتن میں ہاتھ ڈال کر ایک تیر نکالتا اگر ایسا تیر نکلتا جیسے اجازت تھی تو پھر لکھ شروع کرتا اور اگر ایسا نکلتا

النہی کف عما قصدہ و قال سعید بن جبیر کان لاهل الجاہلیۃ حصیۃ تقداح اصنامہم و اذا اراد احدہم امر من السفر  
 جس میں مانعت تھی تو اپنے گار سے بند رہتا اور سعید بن جبیر کہتے ہیں اہل جاہلیت بتوں کے سامنے کنکریوں رکھا کرتے تھے جب کوئی شخص سفر وغیرہ کسی کار کا ارادہ کرتا

و غیرہ استقسم بہا ای طلب بہا علی ما قسم لہ من الاقدام و الاجام و قال ابو اسحق الرضا ج و عنیدۃ الاستقسام  
 تو استقسام کرتا یعنی اس سے اپنی قسمت کا لکھا آخر اور شد اس کار کی کرنی اور لکھنے میں دریافت کرتا اور ابو اسحاق رضا ج وغیرہ کہتے ہیں کہ ازلام ہوا





بالا زلام حرام لانہ دخول فی علیہ تعالیٰ وهو غیب عنا ویدخل فیہ ما یفعل فی زماننا ویسوی نہ قال دانیال ونحوها  
 فی اور شرور ریافت کرنا حرام ہے کیونکہ علم الہی میں مداخلت ہوتی ہے اور وہ مجھے پوشیدہ ہے اور اس میں اصل جو جو بھارنہ انے میں کرتے ہیں اور اسکا نام دانیال ہے اور اسکا  
 فانہا لیست من الفال المحمود فی الشرع بل ہی من قبیل الاستقسام بالآلام فلا يجوز استعمالها ولا اعتقادها  
 تو ایسے۔ قال شرع میں محمود نہیں ہے بلکہ یہ ایسے ہی ہے جیسے تیروں سے قسمت کا اور ریافت کرنا سونہ اسکا استعمال جائز ہے اور نہ اسکی حیثیت کا اعتقاد  
 حلالان فیہا الخیر عن الغیب والتطیر بالقرآن العظیم وانما الفال المحمود فی الشرع التیمن والتبرک بالکلمۃ  
 کیونکہ اس میں غیب کی خبر بتاتے ہیں اور قرآن عظیم سے تطیر کرتے ہیں شرع میں فال محمود وہی ہے جو خیر اور برکت کسی کلمے سے ایسے کہ مراد کے موافق ہو  
 الموافقة للمراد کالراشد والنجیح علی ما روی عن سیدنا علیہ السلام کان یعجبہ اذا خرج لحاجة ان یسمع یاراشد  
 جیسے راشد اور نجیح موافق روایت انس رضی اللہ عنہما کی کہ نبی علیہ السلام کو پسند آتا تھا جب کسی کا رکوع شریف لیجاتے سننا یا راشد  
 یا نجیح و فی حدیث اخر انہ علیہ السلام کان یتفائل ولا یتطیر و فی حدیث اخر انہ علیہ السلام کان یحب الفال  
 یا نجیح کا اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام فال لیا کرتے تھے اور تطیر نہیں کرتے تھے اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام فال کو محبوب رکھتے تھے  
 ویکرہ الطیرۃ قال العلماء انما کان النبی علیہ السلام یحب التفاؤل ویکرہ الطیرۃ لان الطیرۃ فیہا الحكم علی الغیب  
 اور تطیر کو مکروہ مطلقاً کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام ایسے فال کو محبوب اور طیرہ کو مکروہ جانتے تھے کہ طیرہ میں غیب پر حکم ہوتا ہے  
 وسوء الظن بالله وتوقع البلاء واما الفال فلیس فیہ الحكم علی الغیب بل فیہ مجرد طلب الخیر وحسن الظن بالله تعالیٰ  
 اور اسکی نسبت بگمانی اور مصیبت کی توقع ہوتی ہے اور فال میں غیب پر حکم نہیں ہوتا بلکہ فال میں صرف خیر کی طلب اور اللہ تعالیٰ کی نسبت گمان نیک  
 ورجاء حصول المراد فان الانسان عند ظہور سبب خارجی وامل من الله تعالیٰ خیرا ونعمۃ فهو خیر له و اذا  
 اور مراد حاصل ہونے کی آرزو ہوتی ہے پس انسان کسی سبب اگر اللہ تعالیٰ سے خیر اور نعمت کی آرزو کرے اور امیدوار ہو تو یہ اسکی حق میں بہتر ہے اور اگر  
 قطع رجاء وامل من الله تعالیٰ فهو شر له لقوله تعالیٰ وَلَا يَأْسُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ وَقَدْ  
 اللہ تعالیٰ سے اپنی امید قطع کی اور ناامید ہوا تو یہ برا ہے بلکہ اس آیت کہ ناامید نہیں ہونا اللہ کے فیض سے مگر قوم سکر اور  
 ذکر فی نصاب الاحتساب ان الرجل اذا خرج الى سفر فصاح بالعقوف ورجع من سفره یکفر عند بعض المشائخ و ذکر  
 نصاب الاحتساب میں مذکور ہے کہ کوئی شخص اگر سفر کے لیے روانہ ہوا سمین ناگاہ کو ابول لہا اور اس نے سفر سو قوت رکھا تو بعض مشائخ کے نزدیک کافر ہو جاتا ہے اور  
 فی المحيط ان الهامة اذا صاحت فقال رجل يموت المريض یکفر القائل عند بعض المشائخ ومثال التفاؤل ان  
 محیط میں مذکور ہے کہ چند کے بولنے پر اگر کوئی کہے بیمار مر جاویگا تو یہ کہنے والا بعض مشائخ کے نزدیک کافر ہو جاتا ہے اور فال کی یہ مثال ہے کہ  
 یكون له حاجة فیسمع من یقول یا واجد فیقع فی قلبه رجاء الوجدان او یكون له مرض فیسمع من یقول یا  
 کیونکہ کوئی بیمار درپیش ہو تو وہ اتفاقاً یہ کہنے کوئی کہتا ہے یا واجد اس سے اس کے دل میں توقع اسلمی کار کی پیدا ہو جاوے یا کوئی بیمار ہووے یہ سب کوئی کہتا ہے  
 سالر فیقع فی قلبه رجاء السلامة والفرق بین الفال والطیرۃ مع کون کل واحد منهما استدلالا بالعلامة  
 یا سالم اب اس کے دل میں توقع صحت سلامتی کی پیدا ہو جاوے اور فرقی فال اور طیرہ میں باوجودیکہ دونوں میں علامت اور نشانی سے  
 علی عاقبة الامر و ما له ان الکلمۃ الحسنۃ التي تجری علی لسان الانسان لدلائلها علی المعنی الموافقی للمراد یکن  
 انجام اور فال کار پر استدلال کرتے ہیں یہ ہے کہ نیک کلمہ جو انسان کی زبان سے آجاتا ہے چونکہ وہ مراد کے موافق معنوں پر دلالت کرتا ہے تو اس کو مراد پر  
 الاستدلال بہا علی المراد بخلاف طیران الطیر و حرکات البہائم واصواتها فانها لعدم دلالتها علی معنی لا یکن  
 استدلال ہو سکتا ہے بخلاف جانور کی برداز اور جانور پاؤں کی حرکات اور آوازوں کے کیونکہ اس میں کسی طرح کی دلالت نہیں ہے تو اس کی کسی شے پر  
 الاستدلال بہا علی شئ وان کان اهل الجاہلیۃ جعلوا العرق فیہا تارة یحرقونها وتارة یصوتونها وتارة بالوانها  
 استدلال نہیں ہو سکتا اگرچہ اہل جاہلیت نے اسمین سے صفحہ مقرر کر رکھا کہ وہیں کہیں حرکات سے کہیں آوازوں سے کہیں رنگوں سے



وتارة باسمائها ويتشاءمون ببعضها ويتشكفون بالغراب على الغرابة وبالعقاب  
 كسبى ناموں سے اور بعض کو کونھوں جانتے ہیں اور بعض کو مبارک سمجھتے ہیں جاہلیت والے غراب و غرابت کی نحوست مانتے تھے اور عقاب سے  
 على العقوبة ويتشكفون بالهدى وكذلك كانوا يتشكفون بالساحر ويتشاءمون بالبارح والساحر  
 عقوبت کی نحوست سمجھتے تھے اور ہودہ سے ہدایت کی برکت کے قائل تھے اور ایسے ہی ساحر کو مبارک اور بارح کو کونھوں جانتے تھے اور ساحر  
 ما يرمز الطير والوحش من جهة يسارك الى جهة يمينك والعرب كانوا يتشكفون به لا مكان رميه  
 وہ پرندہ جانور یا وحشی ہوتا ہے جو تیرے بائیں طرف سے دائیں طرف کو چلا جاوے اور عرب اس کو بہت مبارک مانتے تھے کیونکہ اس کا شکار

وصيد من غير الخراف والبارح ما يرمز الطير والوحش من جهة يمينك الى جهة يسارك والعرب كانوا يتشاءمون  
 تیرے بغیر خراف کے ہو سکتا ہے اور بارح وہ جانور اور وحشی ہوتا ہے جو تیرے بائیں طرف سے دائیں طرف کو چلا جاوے اور عرب ایسے کو کونھوں شمار کرتے تو  
 به لعدم امكان ميه وصيده من غير الخراف اذ كان من عادتهم انهم كانوا اذا خرجوا الى الحاجة وراوا الطير  
 کیونکہ اس کا شکار تیرے بدون گردش کے ممکن نہیں ہے کیونکہ اولیٰ یہ عادت تھی کہ جب وہ کسی کار کو نکلتے اور دیکھتے کہ پرندہ

والوحش يرمونه يتبركون به ويذهبون في حاجتهم وان اوا الطير والوحش يمر بسيرة يتشاءمون به ويرجعون  
 اچھ گھر پہنچتے اور بعض وقت جانور ذکو اور اکر اور چار پاؤں کو ہٹا کر دیکھتے کہ وہ اگر دائیں طرف کو چلا جاوے تو اس کو مبارک سمجھ کر اپنے کار بار کو لگتے  
 الى بيوتهم ورجعوا الى انفسهم والوحش في نظرون انما ان اخذت ذات اليمين فيتبركون بها ويذهبون في  
 حاجتهم وان اخذت ذات الشمال يتشاءمون بها ويرجعون عن حاجتهم فنهى النبي صلى الله عليه وسلم عن ذلك بقوله  
 اور اگر وہ بائیں طرف کو روانہ ہوا تو کونھوں مانکر اپنے کار سے لٹے چلے آتے سو نبی علیہ السلام نے اس سے منع فرمایا

اقرب الطير على وكناتها ورفى عن معاوية بن حكيم انه قال قلت لرسول الله كنا نتطير قال ذلك شيء يجد احدكم  
 کہ جانوروں کو گوسلوئین بیٹھا رہنے دو اور معاویہ بن حکیم سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم تطیر کیا کرتے تو آپ نے فرمایا یہ ایک بات ہے جو  
 في نفسه فلا يصد نكوه يعنى ان ذلك شيء يوجد في النفوس من قبل الظنون التي تقر بكم حكم البشرية من غير  
 تمہارے دل میں پیدا ہوتی ہے سو یہ نکو کار سے بند کر دے مراد یہ ہے کہ یہ وہی بات ہے جو دل میں پیدا ہوتی ہے جیسے خیالات بشریت کی جہت سے آجاتے ہیں کسی باہن  
 ان يكون له تاثير في شيء من النعم والضرر فلا يصد نكوه عما توجهون اليه من مقاصدكم وقد جاء في حديث  
 نفع ضرر کے اس میں اصلاح تا غیر نہیں ہے سو اس خیال کے بارے اپنے مقصود کی توجہ سے بند ہونا چاہی اور ایک اور حدیث میں آیا ہے

الخرانه عليه السلام قال من رذته الطيرة عن حاجته فقد اشرك فقبل وما كفارته يا رسول الله فقال ان يقول اللهم  
 کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص طیر کو مان کر اپنے کار بار سے باز رہے سو وہ مشرک ہے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کا کفارہ کیا ہے فرمایا یہ ہے  
 لا طير الا طيرك ولا خير الا خيرك ولا اله غيرك ثم مضى الى حاجته يعنى ان كان ما يصيب الانسان من الخيري  
 نہیں کوئی طیر بجز تیرے طیر کے اور نہیں کچھ خیر سوا تیرے خیر کی اور نہیں کوئی عبود سوا تیرے یہ ہے کہ ہر اپنے کار کو چلا جاوے مراد یہ ہے کہ انسان کو جو پیش نما خیر اور  
 الشر والنعم والضرر واليمن والشوم لا يصيبه الا بقضائك وتقديرك وحكمك ومشيئتك وفي حديث  
 شر اور نفع اور نقصان اور برکت اور نحوست وہ بدون تیرے قضا اور تیری تقدیر اور تیرے حکم اور تیری مرضی کے نہیں اور ایک اور حدیث

اخبر رواه ابن مسعود انه عليه السلام قال الطيرة شرك الطيرة شرك قاله ثلثا وما منا الا ولكن الله  
 میں ابن مسعود کی روایت سے ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا طیر مشرک ہے طیر مشرک ہے اس کو تین بار فرمایا اور ہم میں کوئی ایسا نہیں جو خیال نہ کرے کہ یہ خدا  
 يدنيه بالتوكل وقيل قوله ما منا الا ليس من كلام النبي صلى الله عليه وسلم بل هو من كلام ابن مسعود وفيه  
 اس کو توکل سے منع کرتا ہے کہتے ہیں کہ یہ لفظ ما منا الا حدیث میں کا نہیں ہے بلکہ یہ کلام ابن مسعود کا ہے اور اس میں سے



حذف واختصار ومعناه ليس منا الا من يقع في قلبه عند ذلك شئ من ذلك على ما جرت به العادة

بجز حذف اور مختصر سے اسکے یہ معنی ہیں کہ ہم میں ایسا کوئی نہیں کہ اس وقت اسکے دل میں کچھ دھم و خطر آوے کیونکہ یہی عادت پڑنی ہوئی ہے

لكن لا يستقر فيه بل يحسن اعتقاده بان لا مؤثر الا الله فيسأله الخير ويستعين به من الشر ويمضى

پر وہ دل میں نہیں بچھرتا بلکہ اعتقاد درست ہو جاتا ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کی کوئی کچھ اثر نہیں کرتا پر وہ بند خدا سے خیر لگتا ہے اور برائی سے بچتا ہے

على مقصود متوكلا عليه يسئنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه وكرمه وفضله المجلس

اور خدا پر بہرہ و سزا کر کے اپنے کار لگتا ہے اپنی عمل اپنی مرضی کے موافق اپنے لطف اور کرم اور فضل سے بہرہ آسان کر دے

### الحادى الاربعون في سبب نزول البليات وسبب خضها من التوبة والدعوات

اگر تیسری مجلس میں نزول بلا کے اسباب کا اور اسکی دفع کے اسباب کا بیان جو توبہ اور استغفار اور دعا ہے

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا فعلت امتي خمس عشرة خصلة حل بها البلاء هذا الحديث

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میری امت پندرہ عادتیں اختیار کر لے گی تو اوپر بلا نازل ہوگی یہ حدیث

من صحاح المصابيح رواه على بن ابي طالب وعده هذه الخصال وقال اذا اتخذ الفئد ولا والا مائة مغنما

مصباح کی صحیح حدیثوں میں سے جو علی ابن ابی طالب کی روایت سے اور وہ عادتیں گن دین اور فرمایا جب فی یعنی غنیمت کو دولت سمجھ لیں اور امانت کو لوٹا

والزكوة مغرما واطاع الرجل امراته وعق امه وبز صديقه وجفا اباه وظهر الاصوات في المسجد وساد

اور زکوٰۃ کو لوٹا اور مرد جو روکے فرمان بردار ہو جائیں اور ماں سے سرکشی کریں اور دوست سے احسان کریں اور باپ پر جفا کریں اور مسجد میں پکار کر بولیں اور قوم کا شر

القبيلة فاسقمهم وكان زعيم القوم رذله واکرم الرجل مخافة شره وظهرت المغنيات والمعازف و

اون میں سے بہ کار ہو اور رئیس قوم کا اون میں کا ذلیل تر ہو اور مرد کی عزت اسکی بی بی کے خون سے کریں اور گانے والیاں اور تال تنبور وغیرہ ظاہر ہوں

شرب الخمر وليس الحرير ولعن اخر هذه الامة اولها فعند ذلك يكون الناس مستحقين لنزول البلاء عليهم فلع

شراب پیئے لیں اور حریر پہننا شرع کریں اور پہلی امت پہلی امت پر لعنت کرنی لگی تو اب یہ لوگ سزاوار ہونگے کہ اوپر بلا نازل ہووے

هذا ما توجه على قوم من البلاء فليس ذلك البلاء الا بسبب نوبهم كما قال الله تعالى وما اصابكم من مصيبة

اس حدیث کے موافق جو بلا مصیبت کسی قوم پر آتی ہے سو صرف وبال اذنبے گنا ہونکا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جب بڑے سبب کوئی سختی

فما كسبت ايديكم وفي آية اخرى نه تعالى قال وما كنا مهلكي القرى الا واهلها ظلموا فلينرهم ان يدركوا ما

سو بدلا اسکا جو کما یا ہمارے ہاتھوں نے اور ایک آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور ہم نہیں کسا بیٹوں کو مگر جبکہ وہ انکی گناہوں کو گناہوں اب انکو لازم

ادتكبوه من الاوزار وليشتغلوا بالتوبة والاستغفار ليرفع عنهم ما توجه عليهم من البلاء لما روى عن عبد الله

بن وہ سب ترک کریں اور توبہ اور استغفار میں مشغول ہوں تاکہ انکی سر سے وہ بلا جو انپر سوج ہوئی ہو رفع ہو جاوے ایسے کہ عبد اللہ

ابن عمر انه عليه السلام قال من لزم الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجا ومن كل هم فرجا ورتقه من حيث لا

ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص استغفار کو اپنا خاصہ بنائے تو اللہ کے واسطے ہر تنگی سے چسکا رہا اور ہر غم سے کشائش پیدا کر دیا اور اسکو رتق دیکھا

يحتسب بل يلزمهم ان يقوموا الى الصلوة في الاوقات الاسرار التي هي اوقات استجابة الدعاء لما روى نه عليه السلام

گمان نہ ہو بلکہ انکو یہ لازم ہے کہ ہر صبح اولیٰ کرنا شروع کریں کہ وہ وقت دعا کی قبولیت کا ہے اس لیے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کو

كان اذا حزنه امر فرغ الى الصلوة ثم اشتغل بالدعاء لما روى عن عبد الله بن عمر انه عليه السلام قال الدعاء ينفع

اگر کسی کا رتہ غم پیش آتا تو نماز شروع کر دیتے پھر دعائیں مشغول ہوتے ایسے کہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ دعا بجا دیتی ہے

فما نزل ومما لو ينزل فعليك عباد الله تعالى بالدعاء فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان الدعاء يرفع

اور اس بلا سے جو نازل ہو چکی اور جو ابھی نازل نہیں ہوئی سو تم اللہ کے بند و اپنے اوپر دعا لازم کر لو کیونکہ اس حدیث میں بیان ہو چکا کہ دعا اور اللہ کو رفع کرتی ہے

جو ان سے استغفار کرے

جان سے

اللہ تعالیٰ



البلاء النازل ويدفع البلاء الذي في صدق النزول فلو موايا عباد الله بالدعاء فلا تتركوه فان البلاء ينزل فيلقاه  
 جو نازل ہوئے اور اس بلا کو دفع کرتی ہے جو نازل ہونے کو ہر سوا ہند و اللہ کے ہمیشہ دعا کرتی رہو دعا کو ہرگز نہ چھوڑو کیونکہ بلا جب نازل ہوتی ہے تو اس سے  
 الدعاء فيعتلج ان الى يوم القيمة كما جاء في الحديث ان الدعاء والبلاء يلتقيان بين السماء والارض فيعتلجان الى يوم  
 دعا ملتی ہے پھر قیامت تک دونوں لڑے جاتے ہیں چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ دعا اور بلا زمین اور آسمان کے وسط میں لمبائی میں پھر قیامت تک دونوں لڑے جاتے ہیں  
 القيمة وفي حديث اخر رواه سلمان الفارسي انه عمر قال لا يرد القضاء الا الدعاء فان القضاء وان كان لا مرحله ولكن  
 اور ایک اور حدیث میں سلمان فارسی کی روایت سے آیا ہے کہ قضاء کو سوا دعا کے کوئی نہیں روک سکتا یہی کتفا کا اگرچہ کوئی ہٹا بیٹا الائنین ہر پیرہ ہی

من جملة القضاء رد البلاء بالدعاء فكل بلاء قد بان يندفع بالدعاء يكون الدعاء سببا لرح ذلك البلاء كما للترس الذي  
 حکم قضا کا ہے کہ دعا سے بلا روک دیا جاتی ہے پھر جو بلا بالفرض دعا سے دفع ہو سکتی ہے تو وہ دعا اس بلا کی روک دینا کا سبب ہے جیسے ڈال کہ  
 يكون سببا لرحاله فكم ان الترس يدفع السهم كذلك الدعاء يدفع البلاء وكذا الصدقة تدفع البلاء لسأري عن  
 واسطے کہ جانے تیرے سبب ہوتی ہے پھر جیسے ڈال تیر کو روک دیتے ہے اس طرح دعا بلا کو دفع کر دیتی ہے اور ایسے ہی خیرات کرنا بلا کو دفع کرتا ہے اس واسطے

على انه عليه السلام قال باكر يا لصدقة فان البلاء لا يتخطاها وفي حديث اخر انه عليه السلام قال لكل يوم نحس  
 کہ علی بن ابی طالب نے فرمایا صبح ہوتی ہی صدقہ دو پس بلا اس آگے قدم نہیں بڑھاتی اور ایک اور حدیث میں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہر دن میں نوحوت ہوتا  
 فادفعوا نحس ذلك اليوم بالصدقة فان الصدقة تمنع وقوع البلاء بعد انعقاد اسبابه وكذا التيسير يمنع وقوع البلاء  
 سو نوحوت اس دن کے صدقہ سے روک دے اور وہیشیک صدقہ آتی بلا کو بعد تیار ہوجانے اسباب کے روک دیتا ہے اور ایسے ہی تسبیح بلا کو بند کر دیتی ہے

لما روى عن كعب انه قال سبحان الله يمنع العذاب ويدل عليه قوله تعالى في حق يونس النسيح حيثه السلام فقلوا انك  
 ایسے کہ کعب سے روایت ہے کہ فرمایا سبحان اللہ عذاب کو روک دیتا ہے اور قول اللہ تعالیٰ کا یونس نبی علیہ السلام کے حق میں یہی دلالت کرتا ہے ہرگز  
 كان من السجيين كلبت في بطنه الى يوم يعثون وكان تيسيره ما حكاها الله تعالى بقوله فنادى في الظلمات ان لا اله الا  
 نہ ہوتا کہ وہ تھا یا دکرتا یا کہ ذات کو تو رہتا اس کے پیٹ میں جس دن ایک مڑکھوین اور بیسجیلنس کی یہ جھکو اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے اس آیت میں پھر بلا اور انہیوں کو کوئی عالم

انت سبحتك اتي كنت من الظالمين ثم انه تعالى عقيب ذلك قال فاستجبنا له ونجينا له من الغم وكذلك  
 میں سوا تیرے تو نے عیب ہر میں ہتا گنہگاروں میں سے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد یہ فرمایا پھر میں نے ہنے اسکی پکار اور پجایا اور اس کو گھٹنے سے اور یوں ہی  
 نجي المؤمنين و فرى انه عليه السلام قال ما من مكروب يدعو بهذا الدعاء الا استجيب له وفي رواية اخرى انه عو  
 ہم پکار دیتے ہیں ایمان والوں کو اور روایت سے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو مصیبت زدہ یہ پڑ پڑ دعا مانگے تو قبول ہی ہوتی ہے اور ایک اور روایت میں کہ نبی علیہ السلام نے

قال لا اخبركم بشئ اذا نزل باحدكم كرب او بلاء فدعا به فخرج الله عنه قبل بله يا رسول الله قال دعاء ذى النون لا اله الا  
 فرمایا کہ تمکو ایک دعا بتا دوں اگر کسی پر تم میں سے کچھ سختی یا بلا نازل ہو تو پھر اس کے وسیلے سے دعا مانگے تو اسکو امن فرمادے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ پھر فرمایا دعا مانگنا  
 انت سبحتك والى كنت من الظالمين وذكر عن بعض الصالحين ان من اعظم الاشياء الدافعة للبلاء كثرة الصلوة على  
 تیرے تو نے عیب ہر میں ہتا گنہگاروں میں سے اور بعض صلحا ذکر کرتے ہیں کہ تمام اشیا میں سے بلا کی جڑی دفع کرنے والی درود کی کثرت ہے

النبى عليه السلام فان كثرة الصلوة على النبي عليه السلام من الوسائل للامن من المخوفات والفوف با على الدرجات يدل على ذلك حديث ابى بن  
 نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بیشک درود کی کثرت نبی علیہ السلام پر واسطے امن کے خوفناک چیزوں اور واسطے ترقی بلند درجوں کا ایک بڑا وسیلہ ہے اس میں طلب ہے ابی بن  
 كعبك رجلا الترم ان يجعل صلوته كلها للنبي عليه السلام فقال له النبي عليه السلام اذا تكفي همك ويفخر نوبك والحاصل ان البلاء  
 کعب کی دلالت کرتی ہے کہ ایک شخص نے عہد کیا تھا کہ اپنے تمام وظیفے صرف نبی علیہ السلام پر درود مقرر کرے سو نبی علیہ السلام نے اسکو فرمایا اب تیر اندو کو کافی ہے پھر تیر گنا عبادت کرنا حال ہے

اذا توجه فالمشروع الاستغفار والتوبة والاستغفار وما يرجي ان يدفع به البلاء من اعمال البر والتقوى لقوله تعالى  
 کہ جب کوئی بلا سامنے آوے تو مشروع ہے کہ توبہ اور استغفار میں مشغول ہوا اور ان اعمال میں جس سے توقع ہے کہ بلا دفع ہو جائے گی یعنی اعمال نیک اور پرہیزگاری واسطے ارشاد آئی کے

بہرین کون عالم







سعادة الآخرة لا تكون الا في القرب من الله تعالى والنظر الى وجهه الكريم وذلك لا يحصل الا بالمعرفة التي يعبر عنها  
آخرة هي سعادته بدون تشرب آتني اور مشاهد وجه كريم كيا كهي نہیں ہوتی اور یہ قرب اور مشاہدہ بدون معرفت کے حاصل نہیں ہوتا

بالایمان والتصديق وهو لما كن بواب الحق ولو يصدقوا به كانوا بعيدا عنه وهم عن ربهم يومئذ نجون كل محو  
من کا نام ایمان اور تصدیق ہی اور اون لوگوں نے جو حق کی تکذیب کی اور اسکو کچھ نہ مانا تو اس سے دور ہو گئے وہ اپنے رب سے اوسدن کے باوجود بھی اور جو شخص

عن به يكون هالكا محترقا بنا والفراق و نار جهنم ابد الاباد والقسم الثالث قسم المعذبين وهم الذين تخلوا باصل  
اپنے رب سے مہرب ہو اور ہلاک ہوا فراق اور دو ذبح کی آگ میں قدیم کو جلتا ہے گا اور قسری قسم عذاب کے لوگ ہیں وہ وہ لوگ ہیں جنہیں اصل ایمان تو موجود ہے

الایمان لكنهم قصروا في العمل بعقضاءه فان رأس الايمان هو التوحيد والتوحيد تقى الشرك باعتقاد العبد الله  
پر اوسنوں نے مطابق ایمان کے اعمال میں قصور کیا کیونکہ اصل ایمان تو توحید ہے اور توحید اور کرنا شریک کا ہے جب آدمی یہ اعتقاد کرے کہ اللہ تعالیٰ

واحد في ذاته وصفاته وافعاله فما يظهر شي في العالم الا بعلمه وارادته وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو  
ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال میں اور کوئی شے عالم کے اندر بدون اس کے علم اور ارادہ اور پیدائش کی پیدا نہیں ہو سکتی اور نہ کوئی سزا و عبادت کا ہی

فعله هذا كل من يقول لا اله الا الله يصير كانه يقول اني اعتقد ان الله تعالى واحد في ذاته وصفاته وافعاله  
سو اس کے اس اعتقاد کے موافق جو شخص یہ اقرار کرتا ہے کہ نہیں کوئی معبود سوا اللہ کے تو ایسا ہی کہ یوں کہتا ہے جبکہ یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال میں

ولا يظهر في العالم شي الا بعلمه وارادته وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو فاني التزمتم عبادة الله ولا اعبد الاياه  
اور عالم میں کوئی شے بدون اس کے علم اور ارادہ اور پیدائش کے پیدا نہیں ہو سکتی اور نہ کوئی سزا و عبادت کا ہی اور نہ کوئی سزا و عبادت کا ہی اور نہ کوئی سزا و عبادت کا ہی

وبعد هذا الاعتراف كل من اتبع هونه فقد اتخذ الهه هو له فهو موحد بلسانه فقط والتوحيد لا يكمل الا بالاستقامة  
اور بعد اس اقرار کے جو شخص اپنی ہوا اس کو تلج ہو تو اس نے اپنی ہوا اس کو جو موجود بنا لیا ہے شخص صرف زبانی توحید پر جب تک قائم نہ ہو گا نہیں ہوتی

عليه ومن لم يستقم عليه ولو في امر يسير بل اتبع هونه ولو في فعل قليل يكون خارجا عن سواء السبيل ذلك فاد  
اور جو شخص توحید پر قائم نہ رہا اگرچہ اولے بات میں بلکہ اپنی ہوس کا تابع ہوا اگرچہ چھوٹے سے کام میں تو وہ سیدھی راہ سے الگ ہو اور اس سے کمال توحید میں

في كمال التوحيد لعدم خلق بشر عن ذلك قال الله تعالى وان منكم الا و اريد ها فيكون لو رد على النار لكل احد  
نقصان آتا ہے اور چونکہ اس سے کوئی بشر خالی نہیں ہے تو اس ہی لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور کوئی نہیں تم میں سے جو نہ پونجے گا اور نہ ہر ایک کا گزریقہ آگ پر ہوگا

متيقنا وانما الشك فيمن ينجم منها وفي اي وقت يخرج منها وقد جاء في بعض الاخبار ما يدل على ان اخر من يخرج بعد  
شک اور نہیں میں ہے جو اوس سے نجات پادینگے اور کس وقت اوس میں سے بہر آدینگے اور بیشک بعضے احادیث کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ سب آخر کا بعد

سبعة الاف سنة وبعضهم يجوز عنها كبرق خاطف ولا يوجد له فيها البرق نرجوا الله تعالى ان يجعلنا منهم بلطفه  
سات ہزار برس کے تکلیف اور بعضے اوس سے جگتے بجلی کی طرح جھپٹ جا دینگے اور کئے لیے اوس میں ذرا رنگ نہوگی چھو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے لطف

وبعد النزول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الدعاء ينفع ما نزل وما لم ينزل فعليكم عبادا لله بالدعاء  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک دعا نفع کرتی ہے اوس ہلا کو جو اتر چکے اور جو نہیں اترے سو اپنے اوپر اسے بندو اللہ کے دعا کو لازم

هذا الحديث من حسان المصابيح رواه عبد الله بن عمر ومعناه ان الدعاء يدفع البلاء النازل ويدفع البلاء الذي  
یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہے عبد اللہ بن عمر کی روایت سے اس کے معنی یہ ہیں کہ دعائی ہونی ہلا کو دفع کر دیتی ہے اور اوس ہلا کو بھی

كان في صدق النزول فداها ويا عباد الله بالدعاء فلا تتركوه فان البلاء ينزل فيلقاه الدعاء فيعتلج ان الى يوم القيمة  
جو آئے پر تیار ہو دفع کر دیتی ہے سو تم اسے بندو اللہ کے ہمیشہ دعا کرتے رہا کرو اسکو جو اترتا ہے اور دعا اوس میں پیر قیامت تک دونوں لڑتے رہتے ہیں



كما جاء في الحديث ان الدعاء والبلاء يلتقيان بين السماء والارض فيعتلجان الى يوم القيمة وقد روى عن سلمان الفارسي  
بناجحة حديث من آيا ہے کہ دعا اور بلا آسمان اور زمین کے بیچ ملتے ہیں پر قیامت تک اسی طرح جاتی ہیں اور سلمان فارسی سے روایت ہے

انه عليه السلام قال لا يرد القضاء الا الدعاء فان القضاء وان كان مما لا مرحله لكن من جملة القضاء رد البلاء  
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا قضا کو دعا کے سوا کوئی نہیں روکتا کیونکہ قضا کا اگرچہ کوئی پلانے والا نہیں ہے یہ بھی حکم قضا کا ہے کہ دعا سے بلا روکا جاتا ہے

بالدعاء فكل بلاء قد ان يندفع بالدعاء يكون الدعاء سببا لذلك البلاء كالترمس الذي يكون سببا لرح السهم فكما  
پر جو بلا! فرض دعائے دفع ہو جاوے تو دعا واسطے دفع ہونے اور بلا کے سبب ہو ویگی مانند ترسوں کے جو

ان الترمس يدفع السهم كذلك الدعاء يدفع البلاء وقد روى عن ابن مسعود انه قال سلوا الله من فضله قال الله سبحانه  
تیر کے رکھنے کا سبب ہے تیر کو روک دیتے ہو ایسے ہی دعا بلا کو دفع کر دیتی ہے اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ کا فضل مانگا تو کوئی اللہ سے

ان يسأل يعني ان الله تعالى كره قاء در على قضاء الحوائج يحب ان يطلب منه قضاء الحوائج فاطلبوا منه قضاء حوائجكم يا المؤمنين  
سوال کرنے کو محبوب رکھتا ہے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کریم ہے اور حاجات رو کرنے پر قادر ہے یہ محبوب رکھتا ہے کہ تجھے حاجات طلب کرین سو ایمان والو اسکی اپنی اپنی حاجتیں طلب

وفي حديث اخر رواه ابو هريرة انه عليه السلام قال من لم يسأل الله يغضب عليه لان من لم يطلب منه تعجبا يكون في صورة  
اور ایک اور حدیث میں ابو ہریرہ کی روایت سے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اللہ سے سوال نہیں کرتا تو اللہ اس پر غصہ کرتا ہے اس لیے کہ جو اللہ تعالیٰ سے حاجت طلب نہیں کرتا تو

الاستغناء عنه تعالى ولا يجوز للعبد ان لا يعرض حاجة على الله تعالى بل ينبغي له ان يعرض جميع حوائجه على الله تعالى  
ظاہر میں اللہ تعالیٰ سے بے نیاز ہونا ہے اور بندے کو یہ جائز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت پیش نہ کرے بلکہ یہ ہی الیقین ہے کہ اپنی تمام حاجتیں اللہ تعالیٰ سے پیش کیا کرے

ليكون هذا اعترافا بعبوديته وفقره وعجزه واحتياجه الى الله تعالى في قضاء حوائجه فان احب العباد الى الله تعالى  
تاکہ یہ ہی اپنی عبودیت کا اور فقر کا اور عجز کا اور اللہ تعالیٰ کی طرف حاجت مندی کا تمام حاجات کے رو کرنے میں اقرار ہو جاوے کیونکہ محبوب تر بندہ اللہ تعالیٰ کا

من يسأله وابغض العباد اليه من يستغنى عنه واحب العباد الى الناس من يستغنى عنهم ولا يسألهم شيئا وابغض  
جو آتش لگتا رہے اور جو تر بندہ اللہ کا وہ ہے جو اس سے بے پروا نہی کرے اور محبوب یعنی لیندیہ آدمی آپس میں مہبتا ہے جو اون سے بے پروا نہی اور اللہ سے کچھ نہ مانگے اور

العباد اليهم من يسألهم وقد روى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال ليس شيء اكبر على الله تعالى من الدعاء يعني ان الكرم  
آدمی آپس میں ہے جو اون سے سوال کیا کرے اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کوئی شے اللہ تعالیٰ پر دعا سے زیادہ تر کریم نہیں مراد یہ ہے

العبادات على الله تعالى الدعاء بل جاء في حديث اخر انه عليه السلام قال الدعاء هو العبادة ثم قرأ قوله تعالى ادعوني  
کہ عبادت میں بڑی معزز اللہ تعالیٰ پر دعا ہے بلکہ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا دعا ہی عبادت ہے یہی آیت بڑھی محبوب کا رو

استجب لكم فانه عليه السلام لما حكم في هذا الحديث ان الدعاء هو العبادة استدل عليه بالآية لان في الآية  
کہ پوچھو مجھ سے میں تم کو سونے والا ہے اللہ تعالیٰ نے جب اس حدیث میں یہ ارشاد کیا کہ دعا ہی عبادت ہے تو اس آیت سے استدلال کیا اس لیے کہ آیت میں

امر بالدعاء وامثال الامر عبادة يحصل للداعي في مقابلتها ثواب وان لم يحصل مرادة لكن ظاهر عبارته عليه السلام  
دعا کرنے کا امر ہے اور فرمانبرداری امر کی عبادت ہوتی ہے اس کے مقابلے میں دعا کرنے والے کو ثواب ملتا ہے اگرچہ اس کا مطلب نہ ملے لیکن حدیث کی ظاہر عبارت سے یہ

يدل على ان لا عبادة الا الدعاء وليس كذلك بل مضمون الحديث ان الدعاء معظم العبادة لان الدعاء اظهار العجز والاعتراف  
علوم ہوتا ہے کہ دعا اور کچھ عبادت ہی نہیں اور واقع میں یوں نہیں ہے بلکہ حدیث کو معنی یہ ہیں کہ دعا عہد عبادت ہے اس لیے کہ دعائیں عجز کا اظہار اور فقر کا اقرار ہوتا ہے

بالفقر والاقبال على الله تعالى والرخاء منه والاعراض عما سواه وهذه الاشياء عن العبادة ويقرب من هذا المعنى  
اور اللہ تعالیٰ کی طرف تو جوار اس ہی سے امید واری اور اس سے بیزاری ہوتی ہے اور یہ سب باتیں عبادت کی ہیں اور اسے ظہور ملتا ہے

حاشي عن انس انه عليه السلام قال الدعاء هو العبادة فان من خالصه وروي عن ابي هريرة انه عليه السلام  
جو انس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا دعا عبادت کا سب سے خالص ہے اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے







مثلاً وفي لفظ اخرا مان يكفر عنه من ذنوبه بقدر ما ادعا ۹۸ وفي حديث اخر انه عليه السلام قال ما من مسلم

يدعو بدعاء الا اعطاه الله ما سأل او كف عنه من سوء مثله ما لم يدع باثم او قطيعه رجم فالدعاء بالاثم مثل

ان يقول اللهم ارزقني شرب الخمر او قتل انسان او وطي غلام او غير ذلك مما يحرم عليه فعله والدعاء بقطعة الرجم

مثل ان يقول اللهم يا عديني وبين ابي وامي واخي او غير ذلك فان الدعاء بهذين الوجهين لا يقبل ثوانه اذ اراد

ان يدعو يبنغي له ان يتوب او لعن خطايا والاثام ويرح المظالم وحقوق الاثام نحو يتوضأ ويستقبل القبلة ويحتو على

ركبتيه ثم يرفعه يديه ويدعو بالخضوع والخشوع ويسأله ما دعا به ثلثا لماروي عن ابن مسعود انه عليه السلام

كان اذا دعى دعاء ثلثا واذا سأل سأل ثلاثا ونحو ذلك في الدعاء الجوامع والمراد بالجوامع ما كان لفظه قليلا ومغناه كثيرا

قد جره فيه خير الدنيا والاخرة كما في قوله تعالى ربنا اتينا في الدنيا حسنة وفي الاخرة حسنة وقبلا عداب النار ويحتمل

الاعتداء فيه وهو التجاوز عن الحد المشروع فالاولى ان يتجاوز الدعوات الماثورة كدعاء في عاهه فيسأل بما لا يليق به

اذ ليس كل احد يحسن الدعاء وقيل ان العلماء كانوا لا يزيدون في الدعاء على سبع كلمات ويشهد هذا الخرسوة البقرة فانه تعالى

لم يجز في موضع من ادعية عبادة اكثر من ذلك حيث بين فيه انه قالوا ربنا لا تؤاخذنا ان لسينا او اخطانا ربنا

انت مولانا فانصرنا على القوم الكافرين يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه المجلس الثالث والاربعون

في بيان مستونية الصلوة عند ظهور الاية المخوفة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا

رايتم اية فاسجدوا هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابن عباس والمراد بالاية العلامة التي تجوز الله تعالى

فيها عبادة والمراد بالاجود الصلوة كانه عليه السلام قال يا ايها الناس اذا رايتم علامة من العلامات التي تجوز الله تعالى

اور دعائے ہستی ہون

جو الایات میں



بعبادۃ فقوموا الی الصلوۃ فعلمنا ان اذ اظهر علامۃ من العلامات المخوفۃ كالكسوف والخسوف والزلازل والاصوات  
 اپنے بندوں کو ڈراتے تو تم نماز میں مصروف ہو جاؤ اس میں سے کوئی علامت نہ نکالو اور جو چیزیں سوجھ بوجھ اور چاند گن اور ہجوم ہلال اور جی کارا  
 والامطار الدائمة والرياح الشديدة والظلمة الهائلة بالنهار والضوء الهائل بالليل وعموم الامراض والمخوفات الغالب  
 اور متصل بارش اور سخت آندھیاں اور دھندیں اور ہلکا ہلکا اور رات کو روشنی ہولناک اور وہابی بیماریاں اور دشمن کا نوی  
 من العدو وخو ذلك من الاهوال والافراع ينبغي للناس ان يقوموا الی الصلوۃ ویصلون ان شاء واركعتین  
 ٹوٹ اور مانند اگلے اور ہول اور خوف تو لوگوں کو یہ چاہیے کہ نماز میں مشغول ہو جاویں اور جہاں تو دو رکعت پڑھیں  
 وان شاء والاربعا ان كل ذلك من الايات المخوفۃ التي يخوف الله تعالى به عباده كما قال تعالى وَمَا نُرْسِلُ  
 اور چاہیں چار رکعت پڑھیں کیونکہ یہ تمام نشان خوں نماز ہیں جن سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور نشانی جو ہم  
 بالآيات الا تخوفنا وقد روى عنه عليه السلام قال اذا رايت شيئا من هذه الافراع فاقموا الی الصلوۃ فانته  
 بیچتے ہیں سو ڈرانے کو اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب تم ان میں سے کوئی شے خوفناک کی دیکھو تو نماز پڑھنے لگو اس لیے کہ  
 عليه السلام كان اذا حزنه امر فزع الی الصلوۃ وعند ظهورة علامة من علامات العقوبات كان يامر  
 نبی علیہ السلام کو جب کسی اب میں حزن پیدا ہوتا تو نماز شروع کرتے اور بروقت پیدا ہونے کسی نشان کے عذاب کی نشانیوں میں سے نماز پڑھنی  
 بالصلوۃ والدعاء والاستغفار ويشغل بها حتى ينكشف الخلك عن الناس لانه تعالى قد يرسل علامة من علامات  
 اور دعا مانگنی اور توبہ کرنے کا امر فرماتے اور آپ ہی اس میں مشغول رہتے یہاں تک کہ لوگوں کے سر پر جو نشان مل جاتا اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ بعضی دھندوں کو عذاب  
 العذاب يخوف بها عباده ليتوبوا الیه ويتضرعوا الیه وعلم من هذا كله ان علامة من علامات العذاب اذا  
 یہ کسی نشانی پیدا کرے اور اپنے بندوں کو ڈرانے کے واسطے کہ وہ توبہ کر لیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اس تمام بیان سے معلوم ہوا کہ علامات عذاب میں سے جہاں کوئی علامت پیدا ہو  
 ظهرت فالمشروع الاشتغال بالتوبة والاستغفار وما يرجي ان يرفع به العذاب المخوف من اعمال البر والتقوى  
 تو توبہ اور استغفار میں اور ان اعمال میں مشغول ہونا شروع ہو جائیں تو عذاب ہولناک کا دفع ہو سکتا ہو یعنی اعمال نیک اور پورے ہونے کا  
 فان كل ذلك من اعظم ما يستدفع به البلاء واما الاشتغال بالمعاصي والملاهي فلا يمنع زوال البلاء بل  
 بیشک یہ تمام واسطے دفع کرنے ہلاکی بڑے علاج سے اور ہر مشغول معاصی اور ہولناکیوں سے بچاؤ نہیں ملتی بلکہ ہلاکی  
 يقوى وقوعه كما يدل عليه قوله تعالى وَمَا اصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ وَقَدْ روى ان بعض  
 آدمی اور زور پڑھتے ہی چنانچہ اس آیت سے ثابت ہوا اور جو بڑی چیز کوئی مصیبت ہو جو اس کا جو کما یا ہمارے ہاتھوں نے اور روایت ہے کہ ایک  
 الصالحين قد شكى اليه عن بلاء وقع فيه الناس فقال ما اري ما انتم فيه من البلاء الا بشوم المعاصي فالعاصي  
 صالح مرد کے پاس عام ہلاکی شکایت گذری جس میں تمام خلقت مبتلا تھی سو اس صالح مرد نے فرمایا میں اس ہلاکی کو بجز نحوست شمار کرنا ہوں کی نہیں جانتا پس گناہ گاروں کا  
 مشوم على نفسه وعلى غيره اذ لا يؤمن ان ينزل عليه العذاب فيحتمل الناس خصوصاً على من لم ينكر عمله لان النهي  
 منہوس ہوتا ہے اپنے جان پر اور غیروں پر اس لیے کہ یہ بچاؤ کمان ہو کہ اس پر عذاب نازل ہو کر سب خلقت پر پہل جاوے خاص ان لوگوں پر جو اس کے عمل کو ناپسند نہیں کرتی  
 عن المنكر واجب فاذا تره الناس يكون جميعهم مستحقين للعذاب كما روى عن جرير بن عبد الله انه عليه السلام  
 اس واسطے کہ برباط کی ممانعت واجب ہے جب اس کو جو لوگوں نے ترک کیا تو سب ہی سزاوار عذاب کے ہو گئے چنانچہ جریر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام  
 قال ما من رجل يكون في قوم يعمل فيهم بالمعاصي وهو يقدر ان على ان يغير واعليه ولا يغيرون الا اصابهم  
 نے فرمایا نہیں کوئی شخص کہ ایک قوم میں رہ کر معاصی کیا کرے اور حال یہ ہو کہ ان کو یہ قدرت ہے کہ منع کر دیں یہ منع نہیں کرتے مگر ان سب پر  
 منه يعقاب قبل ان يموتوا وفي حديث اخر انه عليه السلام قال ان الله تعالى لا يعذب العامة بذنوب الخاصة  
 بیچتے ہی عذاب آدے گا اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ بعض بعض کے گناہوں سے عام خلقت کو عذاب نہیں کرتا



حتى يروا المنكر بين اظهروا وهو قادر على ان ينكره فلا ينكره فاذا فعلوا ذلك عذب الله العامة  
جب تک وہ خلقت امر کو اپنے سامنے دیکھیں اور وہ یہ قدرت رکھتے ہیں کہ شیخ کرہین پر شیخ کرہین جب وہ ایسا کرتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ عام

والخاصة فان المنكر اذا ظهر بين الناس يجب على كل من يراه ان يعيروا فان لم يعيروا فكلهم عاص بعضهم  
وخاص سب کو عذاب کرتا ہے ایسے کہ کارہ جب سب کے سامنے ہونے لگی تو جو دیکھے سب پر واجب ہے کہ شیخ کرہین کے شیخ کرہین کے سب کو لٹکا رہیں یعنی تو  
نفع لہ و بعضہم برصاءه وقد جعل الله تعالى حكمه وحكمته الراضى بمنزلة العاصي ولهذا قال الله تعالى واثقوا  
عمل کر کر اور بے پسند کر اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم اور حکمت سے پسند کرنا لیکو برا بگنہگار کے شیعرا ہر اس ہی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور پہنچے رہو

فِتْنَةٌ لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً قَالَ ابْن عباس في تفسير هذه الآية قد امر الله المؤمنين ان لا يقرروا  
اوس مناد سے کہ نہ بڑے گناہ میں سے ظالموں پر منکر ابن عباس نے اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں بیشک اللہ تعالیٰ مومنوں کو امر کرتا ہے کہ اگر منکر کو

منكر بين اظهروا فيعذبهم العذاب نظرا لبعائها العاقل ان عاقرا لناقة كان واحدا من قوم صالح النبي عليه السلام  
اپنے سامنے نہ ہونے میں ہر سب پر عذاب آوے گا سوائے عقلمند دیکھ تو حضرت صالح پیغمبر علیہ السلام کے اہل گنہگار کا ٹیٹا لانا تمام قوم میں سے ایک ہی تھا

كما اخبر الله به حيث قال فنادوا صاجمهم فتعاطى فعقر فتبعه ثمانية فكانوا تسعة كما بينه الله حيث قال  
جناحہ اللہ تعالیٰ اسکی خبر اس آیت میں دیتا ہے ہر کار سے اپنے رفیق کو پھرتا ہوا چلایا اور کانا پھرا کے ساتھ آٹھ آدمی ہو گئے تو وہ کل نو ہو گئے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے

وكان في المدينة تسعة رهط يفسدون في الارض ولا يصلحون فانزل الله تعالى العذاب على قوم صالح النبي عليه السلام  
اور تھے اوس شہر میں نو شخص خرابی کرنے ملک میں اور سنوار کرنے پر اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح نبی علیہ السلام کی قوم پر عذاب ادا کر

واهلكهم وشمل الاصغر والبهايم من العذاب ما مثل الاكابر حين لم ينهوا عاقرا لناقة عن عقرها وكذلك سائر الامم  
سب کو ہلاک کیا اور بچوں اور جانوروں پر وہ ہی عذاب آیا جو بڑوں پر آیا تھا جب انہوں نے اپنی گنہگاروں سے منع کیا اور ایسے ہی تمام امتیں مذہب

المهلك مثل العذاب صغارهم وكبارهم ونساءهم وحيواناتهم لهذا كان الله تعالى امر الانبياء عليهم السلام ان يحرموا  
کہ اوس بچوں اور بڑوں اور عورتوں اور جانوروں پر عذاب آگیا اور اس ہی لیے اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو امر فرماتا تھا کہ مسلمانوں کو ساتھ نہ لیں

مع المؤمنين من بين قومهم قبل نزول العذاب مع كون القدره صالحة لا يخاء هو وان قعدوا في ما كنههم لكن لا تبدل  
اپنی قوم میں سے عذاب کے آنے سے پہلے باہر ملے جاویں باوجود کہ ان کے بچا لینے کی قدرت ہو اگرچہ وہ اپنے مسلمانوں میں بیخبر رہیں پر عاقبت انہی میں تبدیل نہیں ہوتی

لجنة الله تعالى وقد كان من قاعدة العذاب انه اذا نزل بقوم يعبر المستحق وغيرهم ثم يعثون على نياتهم كما جاء  
لوتقار عذاب کا یوں ہی جاری تھا کہ جب کسی قوم پر نازل ہوتا تو مستحق وغیر سب پر عام ہو جاتا تھا پھر اپنی اپنی نیت پر اوٹھیں گے چنانچہ

في الصحيحين عن عبد الله بن عمر انه عليه السلام قال اذا نزل الله بقوم عذابا اصاب من كان فيهم ثم يعثون  
صحیح بخاری اور مسلم میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب بھیجتا ہے تو جو ان میں ہوتے ہیں

على نياتهم وروى عن مالك بن دينار انه قال هذه الآية وكان في المدينة تسعة رهط يفسدون في الارض  
سب پر آتا ہے پھر اپنی اپنی نیتوں پر اٹھتے جاتے ہیں اور مالک بن دینار کی روایت ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی اور تھے اوس شہر میں نو شخص خرابی کرنے لگے

ولا يصلحون قال فكم اليوم في كل محلة وكل جماعة من يفسد في الارض ولا يصلحون قال فكم اليوم في كل محلة وكل جماعة من يفسد في الارض  
اور اصلاح کرتے فرمایا آج ہر محلہ اور ہر جماعت میں کتنے ہیں جو ملک میں خرابی کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کر سکتے باوجود کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سو دہرتے

عن امرأة ان تصيبهم فتنه او يصيبهم عذاب الله وقد روي عن ام سلمة رضيها قالت سمعت رسول الله صلى الله  
سہن جو لوگ خلافت کرتے ہیں اوسکے حکم کا کچھ بڑے اور بڑے خرابی یا پوچھے اور کو دیکھ کی اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

عليه وسلم يقول اذا ظهرت المعاصي في امتي عذبهم الله بعذاب من عندنا فقلت يا رسول الله اما فيهم  
علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے جب میری امت میں معاصی ظاہر ہونے لگی تو اللہ تعالیٰ کے پاس سے عذاب بھیجتا ہے اور جو میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے



اناس صالحون قال بلي قلت كيف يصنعوا ولك قال يصيبهم ما اصاب الناس ثم يصيرون الى مغفرة  
 خلق نيكو کارنوگے فرمایا ان میں نے عرض کیا اذکار کیا حال ہو گا فرمایا اور نبی وہ ہے نصیبت ہوگی جو سب لوگوں پر ہر انجام اور نیکو کار کی مغفرت  
 الله ورضوانه فالظاهر من هذا الحديث ان المؤمن اذا انكر بقدر استطاعته ولم يغير  
 اور رضوانہ پر ہے اب اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مرد مؤمن اگر تا بقدر ہنر اور شکر کو بند نہ کرے

المنكر بعينه العقاب في الدنيا دون الآخرة ويدل عليه ايضا ما روي عن عائشة رضي الله عنها قالت يا رسول الله  
 تو اسکو عذاب دیا میں عام ہو گا آخرت میں ہو گا اور یہ بھی مضمون عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ

ان الله تعالى اذا انزل سطوته باهل الارض وفيهم صالحون افهلكون بهلاكهم فقال يا عائشة ان  
 اللہ تعالیٰ جب اپنا قہر زمین کے باشندوں پر اودارتا ہے تو انہیں نیکو کار بھی ہوتے ہیں کیا وہ بھی انکے ساتھ ہلاک ہوتے ہیں فرمایا اور اللہ  
 الله تعالى اذا انزل سطوته باهل نعمة وفيهم صالحون فيصيرون معهم ثم يبعثون على نياتهم والمرء  
 اللہ تعالیٰ جب اپنا قہر عذاب والوں پر نازل کرتا ہے اور انہیں صلحا بھی ہوتے ہیں تو وہ بھی انکے ساتھ نصیبت میں آجاتے ہیں ہر اپنی اپنی نیتوں پر اودارتے ہیں اور آدمی

لا يسمع صالح الا اذا انكر عقاب روعه واما من واهن ولم ينكر مع استطاعته فانه يصير من الفاسقين  
 صلح جب ہی ہوتا ہے کہ اپنی عقوبت تک برائی سے بیزار رہے اور جسے سستی کی اور باوجود طاقت کے بند کیا تو وہ فاسقوں میں داخل ہوتا ہے

لا من الصالحين وقد ضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم للهداهن في حدود الله والواقع فيها مثلا  
 صلحا میں نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال بیان فرمائی جو حدود الہی میں سستی کرنے والی کی اور جو حدود الہی میں مبتلا ہے

فقال عليه السلام مثل الهداهن في حدود الله تعالى والواقع فيها مثل قوم استهموا سفينة نصار بعضهم  
 سو فرمایا مثال حدود الہی میں سستی کرنے والے کی اور جو حدود میں مبتلا ہے ایسے ہی گویا ایک قوم نے کشتی معصومہ ارے پر کوئی تو

في اسفلها وجاء بعضهم في اعلاها فكان الذي في اسفلها يمر بالماء على الذين في اعلاها فتاذوا به فاخذوا فاسا  
 نیچے کے درجہ میں آیا اور کوئی اوپر کے درجہ میں تھا وہ اوپر والوں کے پاس پانی لینے آتا جاتا اور اس آئینہ اب اس کی اس کی لیکر

فجعل ينقر السفينة فاتوه فقالوا مالك فقال تاذيتم بي ولا بد لي من الماء فان اخذوا على يديه انجوه وانجوا انفسهم  
 کشتی میں چید کرنا شروع کیا اور انوں نے اسے پاس آکر پوچھا تو کیا کرتا ہے کہا تو مجھے ایذا ہوتی ہے اور تمکو پانی کی ضرورت ہے اب اگر انہوں نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا تو اسکو چھوٹا کر دیا جائیگا

وان تركوه اهلكوه واهلكوا انفسهم فانه عليه السلام قد درج في تشبيهه هذا جملة من الفوائد منها ان الدين  
 اور اگر اسکو کمود نہ دیا تو اسکو مارا اور آپ ہی مرے بیٹک نبی علیہ السلام نے اس تشبیہ میں بہت فائدہ درج کیے ہیں ایک یہ ہے کہ دین

كالسفينه فان السفينة كما تكون سبب النجاة في الدنيا كذلك الدين يكون سبب النجاة في الآخرة ومنها ان  
 مثل جہاز کے جو سہارا جیسے دنیا میں ہونے سے بچاتا ہے ایسے ہی دین آخرت میں بچاتا ہے اور ایک یہ ہے

سكوت هل السفينة عمن يريد ان ينقر كما يكون سبب هلاكهم في الدنيا كذلك سكوت المسلمين عن الفاسق  
 کہ کشتی والوں کو چپ رہنا اسکے حال سے ہر کشتی میں چید کیا جاتا ہے جیسے دنیا میں ازمنہ ہی ہلاکت کا سبب ہے ایسے ہی چپ رہنا مسلمانوں کا فاسق کے حال سے

وعدم الانكار عليه يكون سبب هلاكهم في الدنيا والآخرة ومنها ان قول الناقر انما انقر فيما يختص كما لا يخفى  
 اور اوسیرانکا نہ کرنا دنیا اور آخرت میں اونکی ہلاکت کا سبب ہے اور ایک یہ ہے کہ سورانہ کرنے والے کا یہ کہنا کہ میں تو اپنے حصہ میں چید کرتا ہوں جیسے

من كان في السفينة من الهلاك كذلك لا يخفى المؤمن من الاثم والعقوبة قول الجاني انما اجنى على ديني لا على  
 احد وگو کہ کشتی میں میں ہلاکت سے نہیں بچتا ایسے ہی اور مؤمنین کو گنہگار کا یہ کہنا کہ اور عقوبت سے نہیں بچتا کہ میں اپنے دین پر گناہ کرتا ہوں تمہارے دین پر نہیں

دينكم عليكم انفسكم ما تريدون مني على ولكم عليكم كل شاة تعلق بعرقوبها ونحو هذه الكلمات التي تجرمة  
 کرتا تم اپنی سبباً لو تمہیں مجھے کیا غرض میرے لیے میرا کیا تمہارے لیے تمہارا کیا ہر ایک کبریٰ اپنی باتوں سے بندہ تہی ہے اور ایسی ایسی اور باتیں جو عوام کے





على السنة العوام الدين لا يعلمون ان شوم فعله وسوء عاقبة فسادة يشمل الجميع ومنها ان قيام اهل السفينة  
 زبان پر گزرتے ہیں جو یہ نہیں جانتے کہ نوحت اور نکی عمل کی اور انجام بد اونکے فساد کا سبب پڑتا ہے اور ایک یہ ہے کہ اہل سفینہ کا کٹرے ہو کر  
 ومنع من يريد خرقها كما يكون سببا لنجاة جميع اهل السفينة من الغرق كذلك قيام اهل الدين ومنع المنكر  
 کشتی توڑنے والے کو منع کرنا جیسا تمام اہل سفینہ کو ڈوبنے سے بچانے سے ایسے ہی دنیا داروں کا منع ہو کر کھرا ہونا اور شکر سے روکنا  
 يكون سببا لنجاة جميع المسلمين من الاثم والعقوبة ومنها ان خرق السفينة كما لا يقدم عليه الا من هو احمق  
 گناہ اور عقوبت سے تمام مسلمانوں کی نجات کا سبب ہوتا ہے اور ایک یہ ہے کہ کشتی کا توڑنا جیسے وہ ہی شخص اختیار کرتا ہے جو اتنا احمق ہو  
 يستحسن ما هو قبيح في الحقيقة ولا يعلم هلاكه كذلك لا يقدم على المعصية الا من يستحسنها ولا يعلم ما فيها  
 کہ اچھے سے بد امور کو نیک سمجھے اور ڈوبنے سے واقف نہ ہو ایسی ہی معصیت کو وہ ہی شخص اختیار کرتا ہے جو اسکو نیک سمجھو اور یہ نجانے کہ اس میں  
 من عظيم الاثم واليم العقاب ذلوعلم يقينا انه بمعصيته يفعل في دينه من الضرر ما يفعله خارق السفينة كما  
 کتنا بڑا گناہ اور کیسا سخت عذاب ہے کیونکہ اگر یقیناً یہ جانتا کہ معصیت سیر دین کو ایسا نقصان کرتی ہے جیسے کشتی کا توڑنے والا کرتا ہے تو معصیت کو کبھی  
 اقدم عليها ابداً ومنها ان واحداً من اهل السفينة اذا نكر على الذي يريد خرقها واعدتض عليه واحداً من  
 اختیار کرتا اور ایک یہ ہے کہ کوئی اہل سفینہ میں سے جب اس کشتی توڑنے والے کو تنبیہ کرے اب اگر کوئی اور شخص اسے نہ مان کرے کہ مجھے کیا کام  
 فان ذلك المعترض كما ينسب الى المحقق وقلة العقل وعدم العلم بعاقبة هذا الفعل من جهة كون المانع من  
 تو نیک یہ اعتراض کرنے والا جیسے احمق اور جو قوف اور اس حرکت کے انجام سے نادان کھلاوے گا اسواٹھ کر روکنے والا  
 الخرق ساعياً في نجاة المعترض وغيره من الهلاك كذلك من يعترض على من يغير المنكر لا يعترض عليه الا  
 کشتی کے توڑنے سے معترض وغیرہ کو ہلاک ہونے سے بچاتا ہے ایسے ہی جو شخص اسے اعتراض کرے جو شکرات سے منع کرتا ہے تو وہ اعتراض  
 من عظيم حقه وقلة عقله وعدم علمه بعاقبة المعصية وشومها فان من يغير المنكر يكون قائماً باستقاط الفرض  
 بڑی حماقت اور نلے دقونی اور معصیت کے انجام اور نوحت کی نادانی سے ہے بیشک جو شخص شکرات کو روکتا ہے تو وہ اسے ادا کرنے فرض کے  
 المتوجه على المعترض وغيره وساعياً في نجاتهم من الاثم وخلصهم من العقوبة ومنها ان اهل السفينة اذا استقوا  
 جو معترض وغیرہ پر آئے گو ہو کہ کشتی کرتا ہے اور انکو خطا سے بچانے اور عقاب سے چھڑانے میں سے کھڑا ہے اور ایک یہ ہے کہ کشتی والے اگر توڑنے والے سے  
 عن يدي خرقها ولم يمنعوا فانهم كما يكونون سواء في الهلاك معه ولا يميز الخارق من غيره ولا الصالح من الظالم كذلك  
 جہت پر کشتی کرے اور اوکو منع نہ کرے تو یہ سب جہتوں میں ہونگے اور ساتھ ڈوبنے میں برابر ہونگے اور یہ نہ معلوم ہوگا انہیں توڑنے والا کو نساہت اور نہ کہ کھلا کر نساہت اور نہ کہ نساہت  
 اهل الاسلام اذا استقوا عن تعذيب المنكر هم العذاب ولا يميز بين مرتكبه الاثم وغيره ولا بين الصالح منهم وغيره  
 اہل اسلام جب شکرات کے روکنے میں جہت پر پستی کرے جیسے تو سب پر عذاب آدیکھا یہ پہچان نہوگی کہ منکر کا عمل کرنے والا کون سا ہے اور صاف کو نساہت اور نہ پہچان کو کھلا کر نساہت  
 ولذلك قال النبي عليه السلام لا تزال آله الا الله ينفع من قالها وتردد عنهم العذاب والنقمة ما لم يستخفوا بحقرها  
 اس میں ہوا سطلے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ جو اسے پڑھتا ہے ہمیشہ فائدہ دیتا رہے گا اور وہ سب پر عذاب اور تکرار کو نساہت اور نہ پہچان کو کھلا کر نساہت  
 قالوا يا رسول الله وما الاستخفاف بحقرها قال يظهر العمل معاصي الله تعالى فلا ينكر ولا يغير فانه عليه الصلوة والسلام  
 اے فرمایا یا رسول اللہ اور کیا حق کیونکہ ضعیف ہوتا ہے فرمایا جب اعمال بد ظاہر ہونے لگیں پر نہ کوئی اور نہ کوئی بند کرے بیشک نبی علیہ السلام نے  
 اخبرني هذا الحديث ان تركه الا نكار والتغير يكون استخفافاً بكلمة التوحيد فلا يرد العذاب عن الناطقين بها  
 اس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ انکار اور تغیر کے ترک کرنے میں کلمہ توحید کی نفی ہونی ہو سو کلمہ توحید نہ بنے والوں پر سے عذاب کو دفع نہیں کرے گا  
 ان يذبحي ان يعلم ان الفعل الذي يجب انكاره يشترط ان يكون منكراً سواء كان من الصغائر او من الكبائر او جوف  
 یہ ہے ہی اور کھانا چاہیے کہ جس کا سے انکار کرنا واجب ہے اور اس میں شرط یہ ہے کہ وہ مذموم ہو اور برابر سے صغیر ہو یا کبیر اسواٹھ کر روکنے والا







واذا اھمل فعله کل مسلم ان یأمر بالمعروف ویمنی عن المنکر بمقدار طاقته ثم ان کان الواو الی اضاہ فیہا وان لم  
 اور جب وہ ہستی کرے تو پھر اگر ایک مسلمان کو لازم ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے ممانعت اپنی مقدور ہونے کی وجہ سے کرے اگر  
 یکن راضیا بل کان ساخطا فخطہ منکر حجب الانکار علیہ لان العلماء قد فصموا من العمومات الواردة فی الامر  
 راضی ہو بلکہ ناخوش ہو تو اسکی ناخوشی ہی شکر ہے اسکی ہی انکار چاہیے اسواٹے کہ علماء ان عمومات سے خود درباب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اور میں  
 بالمعروف والنہی عن المنکر خول الامراء والسلاطین تحت تلك العمومات فکیف یحتاج الی اذہم فی الانکار علیہم  
 یہی سمجھے ہیں کہ امراء اور سلاطین ان عمومات کے لئے داخل ہیں پراذہم کی اجازت اور حکم عمل بد کی بند کرنے میں کیا حاجت ہے اور سلف کی عادات میں  
 وقد کان من عادات السلف الانکار علی الامراء والسلاطین کما روی ان المامون بن ہارون الرشید بلغہ ان جلا  
 تہنیہ کرنا امراء و سلاطین کا مقرر تھا چنانچہ روایت ہے کہ مامون بن ہارون رشید نے یہ سنا کہ ایک شخص  
 یمشی فی الناس یأمرہم بالمعروف ویمنیہم عن المنکر ولم یکن مامورا بذلک من عندہ فامر ان یدخل علیہ فلما قام بین  
 لوگوں میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا پھر تاج ہے اور مامون کی طرف سے اسکو یہ حکم نہ تھا سو مامون نے اسکو طلب کیا جب وہ سامنے آکر کھڑا ہوا  
 یدیہ قال بلغنی انک رایت نفسك اھلا لامر بالمعروف والنہی عن المنکر کان المامون جالساً علی کرسیہ ینظر  
 تو مامون نے کہا میں نے سنا ہے تو اپنے نہیں لایق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سمجھتا ہے اور مامون کرسی پر بیٹھا ہوا کتاب کا مطالعہ کرتا تھا  
 فی کتاب فغفل فوقہ منہ الكتاب صار تحت قدمہ من حیث لا یشر فقال له الرجل ارفع قدمک عن اسماء اللہ ثم  
 سو ایسا نے حواس ہوا کہ کتاب اوکے اچھے سے گر کر باؤن کے تلے آگئی ایسا کہ مطلق اسکو نمبر نمبر کی تو اس شخص نے کہا اللہ کے نام پر سے اپنا پاؤں اٹھا  
 قل ما شئت ولم ینہم المامون مرادہ فقال ماذا تقول حتی اعادہ ثلاثاً ولم ینہم فقال هل ترفع امر تاذن لی حتی ارفع  
 ہو جا ہے سو کہتا مامون اسکی مراد کو نہ سمجھا کہا تو کیا کہتا ہے آخر اس شخص نے تین بار یہی کہا پھر وہ نہ سمجھا پھر اس شخص نے کھانسی کی اور پھر تیسرا بار  
 فقال اذنت فلما توجه الرجل الی الرفع نظر المامون فرای الكتاب تحت قدمہ واخذہ وقبلہ ثم عاد وقال لہ تا امر بالمعروف  
 مامون نے کہا میں نے اجازت دی جب شخص اٹھنا نیکو بچکا تو مامون دیکھا کہ کتاب پاؤں تلے آگئی ہے پھر اسے اٹھنا کر جو م نے پھر وہی کہنے لگا تو کیوں امر بالمعروف  
 وتنہی عن المنکر قد جعل اللہ ذلک الینا ونحن من الذین قال اللہ تعالیٰ فیہم الذین ان مکنتھم فی الارض اقاموا الصلوۃ  
 اور نہی عن المنکر کرتا ہے یہ کار تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور ہم وہ لوگ ہیں جنکے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وکذکر ہم الذین مکنتھم فی الارض اقاموا الصلوۃ  
 واثووا الزکوۃ واما امر بالمعروف وواہو اعن المنکر فقال رجل صدقت یا امیرانت کما وصفت نفسك من السلطان التکن  
 اور دین زکوٰۃ اور حکم کریں بلے کام کا اور منع کریں برے سے تب اس شخص نے کہا امیر المؤمنین تو سچا ہے جیسا اپنا وصف بیان تاجی صبا سلطنت اور صبا کنت پر  
 غیرانا اعوانک واولیاءک فیہ لا ینکر ذلک الا من لا یعرف کتاب اللہ تعالیٰ وسنتہ رسولہ اما الكتاب فقوله تعالیٰ  
 ہم تمہارے امراء میں مددگار اور ساتھی ہیں میں ہر کا وہ ہی انکار کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اسکی رسول کی حدیث کو نہیں جانتا قرآن میں یہ آیت ہے  
 وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَاءُ بَعْضُهُمْ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اَمَّا السُّنۃ فقوله علیہ السلام  
 اور ایمان والے مرد اور عورتیں ایک دوسری کی مددگار ہیں کھاتے ہیں نیکیاں اور منع کرتے ہیں برے سے اور حدیث علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے  
 المؤمنون کالبنیان لشید بعضہ بعضا وهذا کتاب اللہ وسنتہ رسولہ فان انقدت لہما شکرت لمن اعانک بحجزہ منہما  
 مسلمان مگر مثال عمارت کے ایک دوسرے میں کھینچے ہوئے ہیں یہی کتاب اللہ کی اور حدیث اللہ کے رسول کی ہیں اگر تو ان دونوں کا مطیع ہو تو اپنے مددگار کا شکر گزار ہو گا  
 وان لم تنقد لہما الزمک منہما فان الذی الیہ امرک وبیدہ عزک قد شرط ان لا یضع اجر من احسن اعانک فلان ما  
 اور اگر تو ان دونوں کا مطیع نہیں تو ان دونوں کا وبال تیری سر ہے بیشک کسی طرف تیرا مال ہر دو کبھی ہاتھ میں تیری عزت اور شہرت کی جو کہ نیکو کار کا اجر صانع نہیں کرتا  
 شدت فحجب المامون من کلامہ وسترہ وقال مثلك یلیق ان یا امر بالمعروف ویمنی عن المنکر فامض علی ما کنت علیہ  
 جا ہو سو کو پھر مامون کو اسکی کلام سے تعجب آیا اور اس سے خوش ہو کر کہا تجھے شخص کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر لایق ہے جاننا وہ ہی کام کے ہیں

بجانب

بجانب



فاستمر الرجل على ذلك وقد جرى كثير من ذلك الجماعة من السلف وقالوا ليس من مقتضى رحمة اهل المعاصي ترك  
 سوء شتم اوسى حال پر رہا اور ایسے بہت لوگ سلف میں گزرے ہیں وہ بیکتہ ہیں گنگارون پر رحمت کا تقاضا یہ نہیں کہ انکو منع نہ کرے  
 الا انكار عليهم وعدم التعرض لهم بل من كمال الرحمة لهم الا انكار عليهم وردهم الى منها القويم والصراط المستقيم فان المؤمن  
 اور انکے حال سے تعرض نہ ہو بل انکے حال پر بڑی رحمت یہی ہے کہ انکو منع کرتا رہے اور انکو روک کر شاہ سادہ استوار اور طریق راست پر لگا دے اور ایمان لا  
 اذا سمع باسیر من اسارى المسلمين في ارض العدو ويرحمه ويبدل ماله ونفسه في تخليصه فكيف لا يجتهد في تخليص  
 جب سنتا ہے کہ کوئی شخص مسلمان دشمن کے ملک میں قید ہو گیا ہے تو اس پر رحمت کرتا ہے اور اپنا مال اور جان اور کئی چیز انے میں لگانا ہے پھر اپنے باپنی مسلمان کو چرانے اور کچھ  
 اخيه المسلم وانقاذه اذا راه اسير نفسه وشيطانه وهما اعدى عدوه فان اعرض عنه وترك اسير الجماء  
 میں کیونکر سعی نہ کرے گا جب اسکو نفس و شیطاں کا قیدی دیکھتا ہے اور یہ دونوں بڑے دشمن ہیں ایچ اس بی پر وہ الی کرے اور اسکو نفس و شیطاں کی قیدین  
 فلذلك من جملة ما فان المؤمن بانقاذا سير من يد عدوه الا صغر يكون ثوابه ما ذكره الله تعالى في كتابه بقوله  
 قید رہنے دے یا وہ کسی حالت پر کیونکر مومن کو چولے سے دشمن کے ہاتھ سے قید کئی چیز انے میں تو یہ ثواب ہوتا ہے جس کا اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں یہ ذکر کرتا ہے  
 وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا فَمَا ظَنُّكَ بِمَنْ انقذ اسير المعاصي من يد عدوه الا كبر وقد اقام العلماء  
 اور جس نے جلائی ایک جان تو گویا جلا یا سب لوگوں کو پھر تیرا خیال کہ ہر ہے اس کے حق میں جو معاصی کی قیدی کو بڑے دشمن کے ہاتھ سے خلاصی ادی اسی حد تک  
 الامر بالمعروف والنهي عن المنكر مقام جهاد لان منع المسلمين من المعاصي التي تفضي الى دخول النار افضل  
 نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو قائم مقام جہاد کا حکم ہے اس واسطے کہ مسلمانوں کا معاصی سے روکنا جو دوزخ میں کہنچ لیا جاسے کفار کے قتال سے  
 من قتال الكفار فكما لا يجوز في الجهاد ان يفرد احد من اثنين كذلك في الامر بالمعروف والنهي عن المنكر من رأي  
 بہت بہتر ہے اب جیسے جہاد میں یہ جائز نہیں کہ ایک شخص دو کے مقابلے سے ہارے ایسے ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں جو کوئی دو شخصوں کو  
 رجلين على منكر لا يجوز له ان يترهما على منكر بل يجب عليه ان يامر وينهى وان كانوا اكثر وخواو على نفسه  
 کسی کا دشمن پر دیکھو تو اسکو جائز نہیں کہ اوکو منکر پر نہ جہنم دے بلکہ اسکو واجب ہے کہ مواخذہ کرے اور اگر زیادہ ہوں اور یا اپنی جان کا خون کرے  
 فهو في سعة من تركهم لكن الانكار اولى وافضل اذ قد قيل من قدر على انكار المعاصي مع الخوف على نفسه كان  
 تو اسکو گنجائش ہے کہ جب ہوے پر منع کرنا تو ہی اولے اور افضل ہے اس واسطے کہ کہتے ہیں جب کو معاصی کے بند کر نیکی طاقت ہو پھر جان کا خوف ہو  
 انكارها مندوب اليه ومحتويا عليه لان المخاطرة بالنفوس في اعزاز الدين مأمور بها كما في قتل الكفار والبغاة  
 تو اسکی ممانعت ہی محبوب ہے اور نہایت مرغوب کیونکہ واسطے عزت دین کے جان بوجھ کر مین ڈالنا ہی فرما ہوا ہے جیسے کفار اور باغیوں کی قتل میں  
 وقد روي ان رجلا سأل النبي عليه السلام عن الجهاد افضل فقال كلمة حق عند سلطان جابر فانه عليه السلام  
 اور روایت ہے کہ کسی شخص نے نبی علیہ السلام سے پوچھا کہ لانا جہاد افضل ہے فرمایا حق بات پر دست حاکم کے سامنے بیشک نبی علیہ السلام نے  
 جعل كلمة حق عند سلطان جابر افضل بالجهاد لان قائلها يحود نفسه لاعلاء كلمة الحق ونصرة الدين مع كفة  
 حق بات کو زبردست حاکم کے سامنے جہاد سے افضل سمجھایا اس واسطے کہ حق بیان کرنا اور اس واسطے مندی کلمہ حق اور امداد دین کو اپنی جان تک درگزر نہیں کرتا ہوا ہے  
 يده عنه بخلاف من يلاق عدوه في القتال فانه يسطر يده اليه ويرجوان يغلبه ويقتهله ولا يكون بذله  
 بند پر برخلاف اسے جو صف جنگ میں دشمن کا مقابلہ کرتا ہے کیونکہ یہ تو دشمن پر ہاتھ چلاتا ہے اور اسید کرتا ہے کہ غالب ہو کر اسکو مار ڈالے سو اس حالت میں  
 لنفسه مع رجاء سلامتها لمن يبدلها مع يأسه من سلامتها لكن ينبغي ان يراعى فيه التدبير فيبذل في الانكار  
 جان لائے کر دینا باوجود اس سلامتی کے اس کے برابر نہیں ہے جو باوجود خوف سلامتی کے جان آگے کر دیتا ہے لیکن لایق یوں ہے کہ اس باب میں آہستگی اور سہولت کی رفتار  
 اولا بالاسهل والارفق فانه يبدأ بالوعظ والنصيحة والتخويف بالله تعالى وينظر الى العاصي ينظر الرحمة  
 پہلے ہی ممانعت بطور سہل و نرمی کے شروع کرے پہلے وعظ اور نصیحت کو فی ترویج کرے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرا دے اور معاصی کے حق میں رحمت کی نظر کرے

۲۸۴



ویری اقدامه علی المعصیۃ مصیبة علی نفسه لكون المسلمین كففس واحدة فان امرته بالمعروف ونهیته عن المنکر  
 اور معصیت میں اوس کا متبلا ہونا اپنی معصیت سمجھو کیونکہ مسلمان تمام مانند ایک جان کے ہیں اب جبکہ تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہے  
 فهو علی شفیق جھنم فایا لک ان تدفعه فترمی به فی قعر جھنم اذ قد یعلق بک فتقع معہ فیہا وذلك انک ان امرته  
 ایس وہ دونوں کے کنارہ پر لگا ہوا ہے سو پختہ ایسا ہو کہ اوسکو دھکا دیکر دونوں کی تہ میں پینیک ڈا سو اسٹیکر کیا کہ شاید مجھے لپیٹ جاوے پھر تو ہی اوس کے ساتھ جاوے یا علی  
 بالغلظة والغفۃ اول مرة فلعلہ یتعدی علیک بالاذی بالید اللسان فتکون قد ارتقتہ شر علی مشرفہ ملکہ  
 کہ اگر تو نے پہلے ہی اوسکو سختی اور شدت سے کہا تو شاید وہ تجھ پر جوہر کرے ہا تمہاری اور زبان سے ایسا ہی اب تو نے خرابی پر خرابی کیا وہ کی اب تو نے اپنی جان ہلائی  
 بعد اہلاک نفسک واما اذ المریرجع بالوعظ والنصیحة وعلیہ منہ الاصرار علی المعصیۃ فلا بد ان یغلظ لہ  
 اور سکو ہلا کر دے ان اگر غلط اور نصیحت سے باز نہ آوے اور معلوم ہو کہ معصیت پر ہم رہا ہے اب ناچار ضرور ہو کہ سختی سے کہا جاوے  
 الکلام ویسب من غیر فحش مثل ان یقال یا فاسق یا جاہل یا احمق یا ظالم نفسہ یا من لا یخاف اللہ تعالیٰ و  
 اور اتنا بڑا کہ جس میں فحش نہ ہو مثلاً یہ الفاظ کہ اے فاسق اے جاہل اے احمق اے ظالم اے اپنی جان کے دشمن اے وہ شخص جو خدا سے نہیں ڈرتا اور  
 نحو هذا الکلام ویراعی فیہ الصدق فان مثل هذا الکلام صدق فی الحقیقة اذ کل من یرتکب المنکر فاسق جاہل  
 ایسی ہی اور لفظ اور اس میں سچ کی رعایت کرتا ہے بیشک یہ الفاظ حقیقت میں سچے ہیں سو اسے کہ جو شخص گناہ کو اختیار کرتا ہے فاسق جاہل  
 احمق کان الاحق من اتبع نفسه ہونہا و تمنی علی اللہ تعالیٰ کما ورد فی الحدیث ولیحترز من استرسال الغضب  
 احمق ہوتا ہے کیونکہ احمق وہ ہے جو اپنی جان کو بوجہ کے تابع کر دے اور خدا سے ڈر نہ لے اور لیکن مانگے جہاں حدیث میں آیا ہے اور لایعجز عن انہ کلام ناہا لہ  
 وخرج الکلام الی ما لا یجوز مما ہو کذب حریج و فحش قبیح ومن لیرتکب من ازالہ المنکر الا بضر مد تکبہ  
 جو کہ مان جھوٹ ہو اور فحش قبیح اور جس سے دور کرنا منکر کا بدو نہ زور کو بگڑا لہجہ کے نہیں ہو سکتا  
 فلیضرب بیدہ ورجلہ ونحو ذلك فاذا اندفع المنکر عجیب ان یکف لیحذر مما یفعل کثیر من الناس من الاسترسال  
 تو چاہیے کہ کئے لات وغیرہ مارے پر عیب وہ شکر چھوٹ جاوے تو وہاں عیب کہ بازرہ اور اسے بچتا ہے جو اکثر لوگ بعد دور ہونے منکر کے اربیت میں  
 فی الضرب بعد ثوال المنکر فان ذلك لیس الا للما کوم من لم یستطع ان یغیر المنکر بیدہ ولا بلسانہ یکرہ لہ تحریما  
 زیادتی کرتے ہیں یہ مرتبہ حکم ہی کا ہے اور جو شخص منکر کو دور نہیں کر سکتا نہ ہاتھ سے اور نہ زبان سے تو اسکو مکر وہ تحریمی ہے  
 ان ینکر مساوی اخیه المسلم لاحد سوی اهل القوة یقدر علی منعه لانه اذ لم یطع اللہ تعالیٰ بازالۃ المنکر فلا یعصیہ  
 کہ اپنے باہمی مسلمان کے عیب کیسے سانسے کتنا ہرے سو ایسے صلح طلبت کو جو اس کے روکنے کی طاقت نہ رکھتا ہو ایسے کہ جب بدت کو فرمان برداری منکر کی دور

بغیبة المسلم للمجلس الرابع والأربعون فی بیان صلوۃ الکسوف والخسوف وظہور الامور المخوفۃ

توسلمان کی غیبت کر کرنا فرمائی ہی ہرگز ہے چوالیسویں مجلس سورج گمن اور چاند گمن کی نماز کا بیان بروقت ظاہر ہونے امور ہولناک کے  
 قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشمس والقمر آیتان من آیات اللہ تعالیٰ لا ینحسفان بموت احد ولا  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیان ہیں نشانوں میں کسی کی موت  
 لحوۃ فاذا راہتہ فاذکر اللہ تعالیٰ هذا الحدیث من صحیح المصابیح رواہ عبد اللہ بن عباس رض  
 اور حیات کے سبب سے نہیں گتے جب تم ایسا نشان دیکھو تو اللہ کی یاد کرو یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے عبد اللہ بن عباس کی روایت ہے  
 وسبب روده علی ماجاء فی حدیث اخر رواہ ابو سعود الانصاری ان الشمس انکسفت یوم مات ابراہیم ابن رسول اللہ  
 اور سبب ارشاد اس حکم کا موافق اوس مضمون کے جو اور حدیث میں ابو سعود انصاری کی روایت ہے کہ حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ وفات پال سورج  
 فقال الناس انکسفت لموتہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشمس والقمر آیتان من آیات اللہ تعالیٰ  
 سو لوگ کہنے لگے ابراہیم کی موت سے سورج گمن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک آفتاب اور مہتاب اللہ تعالیٰ کی نشانوں میں دو نشانیاں ہیں



لا ينكفان لموت احد ولا حيوتته فاذا رايت شيئا من هذه الافزاع فافزع عوا الى الصلوة فانه عليه السلام  
 سئل موت اورمياث بهمين كنه حبت تم كبحر ايسى هول اورخوت دكيو تو تاثيره صهي شروع كرو پس نبى عليا السلام نے  
 قد امر في هذا الحديث بالصلوة عند ظهور شئ من هذه الاهوال التي من جملتها كسوف الشمس  
 اس حديث میں بروقت ظاہر ہونے ایسے ایسے احوال کے جن میں سورج گمن بھی داخل ہوتا ہے کہ مگر فرمایا  
 وعلم من هذا ان المراد من الامر يدكر الله تعالى في الحديث السابق الامر بالصلوة فانه عليه السلام  
 اس سے یہ معلوم ہوا کہ مراد انہی سے جو پہلے حدیث میں مذکور ہے نماز کا حکم ہے کیونکہ نبی علیہ السلام نے  
 قد صلاها بالجماعة وكان القياس ان تكون صلوة الكسوف واجبة كما ذهب اليه بعض العلماء  
 صلوة کسوف جماعت سے ہی ہے اور قیاس میں یہ آتا ہے کہ صلوة کسوف واجب ہو چکا ہے یعنی علماء کا ہی ذہب سے  
 واختاره صاحب الاسرار لكون الامر للوجوب لكن الجمهور قالوا انها سنة لانها ليست من شعائر  
 اور صاحب اسرار نے یہ اختیار کیا ہے اس واسطے کہ امر و وجوب کے لیے ہوتا ہے پر جمہور علماء سنت کہتے ہیں کیونکہ یہ نماز اسلام کی نشانیوں میں سے نہیں ہے  
 الاسلام وانما توجد بعرض الكسوف الا انه عليه السلام صلاها بالجماعة كانت سنة مشروعة  
 اور یہ جب ہی ہوتی ہے کہ غار نہ گمن کا ہو مگر بان نبی علیہ السلام نے جو یہ نماز جماعت سے پڑھی تو سنت ہے جماعت سے بلا کراہت  
 بالجماعة من غير كراهة وحملوا الامر على الندب فعلى هذا ينبغي لامام الجماعة اذا انكسفت الشمس ان يصل  
 درست ہے اور علمائے اس امر کو استحباب کے لیے رکھا اس بیان کے موافق امام جو کو لازم ہے کہ جب سورج گمن ہو تو ہر آدمی لوگوں کے  
 بالناس في الجامع او في المصلى ركعتين كل ركعة بركوع واحد كهيئة النافلة بلا اذان ولا اقامة ولا  
 مسجد جامع میں یا عید گاہ میں دو رکعت پڑھی ہر ایک رکعت میں ایک ایک رکوع کرے جیسے نفلین ہوتی ہیں نہ اذان نہ اقامت پڑھے اور نہ کبیر کے اور نہ  
 خطبة ويقرا فيها ما شاء من القرآن ويخفف القراءة عند ابي حنيفة وعندهما يجهر والا فضل تطويل  
 خطبہ اور دونوں رکعت میں قننا چاہے قرآن پڑھے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک قرأت چپکے سے پڑھے اور صاحبین کے نزدیک کھرا کر پڑھے اور دونوں رکعت میں تطویل  
 القراءة فيهما لان فيه متابعة النبي عليه السلام اذ قد ثبت ان قيامه عليه السلام كان في الركعة الاولى  
 قرأت افضل ہے ایسے کہ اس میں نبی علیہ السلام کی متابعت ہے اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ نبی علیہ السلام کا قیام پہلی رکعت میں  
 بقدر قراءة سورة البقرة وفي الثانية بقدر سورة آل عمران ويجوز تخفيفها لان السنة استيعاب  
 بقدر قرأت سورة البقر کے تھا اور دوسری رکعت میں بقدر قرأت سورة آل عمران کے تھا اور اس میں تخفیف بھی جائز ہے ایسے کہ سنون نماز  
 الوقت بالصلوة والدعاء لما روى عن مغيرة بن شعبه انه عليه السلام قال ان الشمس والقمر ايتان  
 اور دعائیں وقت کا پورا کر دینا ہے اس واسطے کہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے  
 من آيات الله تعالى لا ينكفان لموت احد ولا حيوتته فاذا رايتوهما فادعوا الله تعالى واصلوا حتى  
 دو نشانیوں میں نہ کسی موت پر گتے ہیں اور نہ کسی حیات پر جب تم اس کو دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو اور اتنی نماز پڑھو  
 تجل الشمس هذا الحديث يفيد استحباب الوقت بالصلوة والدعاء فان خف احداهما يطول الآخر  
 کہ سورج صاف ہو جاوے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز اور دعائیں وقت کا پورا کرنا چاہیے اگر ایک رکعت چوٹی کر دے تو دوسری کو پڑھے  
 وبعد الصلوة يدعوه حتى تجل الشمس لان السنة في الادعية تأخيرها عن الصلوة ثم هو في الدعاء  
 اور نماز کے بعد اتنی دعا مانگے کہ سورج صاف ہو جاوے اس واسطے کہ طریق سنون دعاؤں میں دعا نماز کی پیچھے ہے پھر امام کو دعا مانگنے میں  
 مخيران شاء دعاها مستقبل القبلة وان شاء دعاها مستقبل الناس بوجهها او مستقبل القبلة  
 اختیار سے چاہے بلو کر رو قبیلہ دعا مانگے اور چاہے کھڑا ہو کر لوگوں کی طرف منہ کر کے رو قبیلہ دعا مانگے





والناس قاعدون مستقبلوا القبلة على كل حال وان لم يوجد امام الجمعة يصل الناس فرادى ان شاء وا  
اور لوگ بہر حال رو بہ قبلہ بیٹھے رہیں اور اگر امام جمعہ موجود نہ ہو تو سب لوگ علمہ علمہ نماز پڑھیں

رکعتین وان شاء وا اربعان هذه الصلوة تطوع والا صل في التطوعات ذلك وكذا في خسوف القمر  
دو رکعت اور چاہیں چار رکعت کیونکہ یہ نماز نفل ہے اور نوافل میں یہی قاعدہ ہے اور ایسے ہی چاند گہن میں

يصل الناس فرادى وليس فيه جماعة لتعدرا الاجتماع بالليل وربما يكون سببا للفتنة بل يصل كل واحد  
تمام لوگ جدا جدا نماز پڑھیں چاند گہن کی نماز میں جماعت نہیں ہے ایسے کرات کے وقت آدمیوں کا جمع ہونا وغوار برا اور بے وقت اس میں فساد ہو سکتا ہے

بنفسه وكذلك في انتشار الكواكب والضوء الهائل بالليل والظلمة الهائلة بالنهار والرياح الشديدة والأمطار  
اور ایسے ہی ستارہ ٹوٹنے میں اور خوفناک روشنی میں جو رات کو پیدا ہو جاوے اور خوفناک اندھیرے میں جو دن کو ہووے اور تند آنہ چوٹیں

الدائمة والصواعق الزلازل وعموم الامراض والخوف والغالب من العدو ووخوذك من الافزاع و  
متصل بارش میں زلزلے میں اور ہونچال میں اور وبائی بیماریوں اور دشمن کے سخت خوف میں اور سوا اسکے اور ہولناک امور اور

الاهوال يصل كل واحد بنفسه لعموم قوله عليه السلام فاذا رايت شيئا من هذه الافزاع فافزعوا  
خوفناک اوقات میں ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر ہلے واسطے عموم ارشاد نبی علیہ السلام کے جب تم دیکھو ایسا خوفناک امر تو ڈر کر نماز شروع کر دو

الى الصلوة فان كل ذلك من الآيات المخوفة التي يخوف الله تعالى بها عباده كما قال الله تعالى وما نرسل بالآيات  
کیونکہ یہ سب نشانیان خوف کی ہیں جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور نشانیان جو ہم بھیجتے ہیں

الا تخوفنا و جاء في الحديث انه عليه السلام قال هذه الآيات التي يرسل الله تعالى بها لا تكون لموت  
سو ڈرانے کو اور حدیث میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا یہ وہ نشانیان ہیں جو اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے یہ کسی موت

احد ولا الحيوته ولكن يخوف بها عباده فاذا رايت شيئا من ذلك فافزعوا الى ذكر الله تعالى و دعائه  
بکسی کی حیات پر نہیں ہتھیں بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے جب تم انہیں سے کوئی بات دیکھو تو ڈر کر خدا کی یاد اور دعا

واستغفاره و في حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال ان الشمس والقمر آيات من آيات الله تعالى  
اور استغفار کرو اور کہیہ اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بیشک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیان ہیں

لا يفسقان لموت احد ولا الحيوته فاذا رايت ذلك فادعوا الله وكبروا وصلوا وتصدقوا فان كل حين في  
یہ کسی موت اور کسی حیات سے نہیں گنتے جب تم یہ حال دیکھو تو اللہ سے دعا مانگو اور بڑائی سے یاد کرو اور نماز پڑھو اور خیرات کرو کیونکہ ہر طرح کی خیرات

مثل هذه الاهوال والافزاع ما مور به لكون الخيرات دافعة للبليات وروى عن ابن عمر انه عليه السلام  
ایسے خوف اور ہول کے وقت موافق حکم کے ہے ایسے کہ خیرات بلیات کو دفع کرتی ہے اور ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام

كان اذا سمع صوت الرعد والصواعق يقول اللهم لا تقبلنا بغضبك ولا تهلكنا بعذابك وعافنا قبل ذلك  
جب گرجن اور بجلی کی آواز سنتے تو کہتے تھے اے نبی ہکو اپنے غضب سے مت قتل کر اور اپنے عذاب سے مت ہلاک کر اور ہکو اس سے پہلے عاف کر

وروى عن عائشة انه عليه السلام كان اذا بصر سحابة ترك عملها واستقبله وقال اللهم اني اعوذ بك من  
اور عائشہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام جب ابر دیکھتے تو کام چھوڑ کر اسکی طرف متوجہ ہوتے اور یہ کہتے تھے اے نبی میں تیرے چناہ لیتا ہوں

شر ما فيه فان كشفه الله تعالى حمد الله تعالى وان مطر قال اللهم سقينا نافعاً وروى عن عائشة ايضاً  
برائی سے جو اس ابر میں ہے پھر اگر اللہ تعالیٰ اسکو کھول دیتا تو اللہ کی حمد کرتے اور اگر برسنا تو یہ کہتے تھے اے نبی ہکو فائدہ مند بناؤ اور حضرت عائشہ سے یہی روایت ہے

انه عليه السلام كان اذا عصفت الريح قال اللهم اني استأثر بخيرها وخير ما فيها وخير ما ارسلت به واعوذ  
کہ جب تند ہوا چلتی تو نبی علیہ السلام کہتے تھے اے نبی میں تجھے اسکی بھلائی مانگتا ہوں اور اسکی بھلائی جو اس کے ساتھ تونی بھیجے ہے



سنة ۱۲۸۰

بك من شرها وشرها فيها وشرها أرسلت بها وروى عن ابن عباس ان رجلا لعن الرجح عند النبي عليه السلام  
اور او سکی برائی سے میری پناہ لیتا ہوں اور او سکی برائی سے جو اذکار اندر ہے اور او سکی برائی سے جو اذکار ساتھ تو نے بھی اور ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی علیہ السلام

فقال له النبي عليه السلام لا تلعن الرجح فانها مأمودة وانه من لعن شيئا ليس له باهل رجعت اللعنة عليه  
تسب علیہ السلام نے فرمایا ہوا پر لعنت مت کہ یہ تو مامور ہوا ہے اس لیے کہ جو شخص کسی شے پر لعنت کرے یا کسی کو تو وہ لعنت اور ہی پڑتی ہے

وروى عن ابى هريرة انه عم قال الرجح من روح الله تاتي بالرحمة وبالعذاب فلا تسبوهوا واسئلوا الله خيرها  
اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہوا ایک حکم آئی ہے کہ کسی رحمت لاتی ہے اور کسی عذاب سوا سکو ہوا کہو اور خدا تعالیٰ سے اسکی بہلائی مانگو

وعوذ وامر بشرا يغنيان الرجح من الاشياء التي تجيء من عند الله تعالى كالمطر والبرودة والحرارة وغير  
اور اسکی شر سے خدا کی پناہ اور ملامت ہے کہ ہوا اسے ہے جو خدا کی طرف آتی ہے جیسے نیم اور سعی اور گرمی اور سوا سے

ذلك تجيء تارة للرحمة وتارة للعذاب فاذا كان مجيئها بامر الله تعالى فلا يجوز سبها بحصول ضرر منها  
اے کسی رحمت کے واسطے اور کسی عذاب کے واسطے جب اس کا آنا خدا تعالیٰ کے حکم سے ہوا تو اسکو برا کہنا جائز نہیں اگرچہ اون سے ضرر حاصل ہو

بل سبيل العباد فيما يتوهم منها الالتجاء الى الله والاعتصام بحبله والاستعاذ به من شرها ومن شر  
بلکہ نبی سے کہ جب اس میں کچھ وہم پیدا ہو تو لازم ہے اللہ تعالیٰ کی طرف التجا کرنا اور او سکی رستی کو مضبوط پکڑنا اور اذکار کے شر سے اور اسکی شر سے

ما فيها كما روى عن ابى بن كعب انه عليه السلام قال لا تسبوا الرجح فاذا رايتهم ما تکرهون فقولوا اللهم  
پناہ لینی چنانچہ ابی بن کعب سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہوا کہ برامت کو جب تکو کچھ مکروہ معلوم ہو تو یہ کہا کرو انہی

انا نالك خير هذه الرجح وخير ما فيها وخير ما امرت به ونعوذ بك من هذه الرجح وشر ما فيها وشر  
ہم تجھے اس ہوا کی خوبی مانگتے ہیں اور خوبی او سکی جو اسکی اندر ہے اور خوبی او سکی جو تو نے خدا کو حکم دیا اور اسکی برائی پناہ لیتی ہیں اور برائی سب کو اسکی اندر اور

ما امرت به وكذا من نزل منزلا يستعين بالله تعالى لما روى انه عليه السلام قال من نزل منزلا فقتال  
جو تو نے اسکو حکم دیا اور ایسا ہے جو کوئی کسی مکان میں نازل ہوا اسے پناہ لینی اس واسطے کہ وہ ایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص مکان کے اندر جا کر یہ پڑھے

اعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق لم يضره شيء حتى يرحل منه منزلا وروى عن ابن عباس انه عليه السلام  
کہ پناہ لیتا ہوں پس اللہ تعالیٰ کے کلمات پوری کی مخلوق کی برائی سے تو اسکو کوئی ضرر نہیں ہوتا جب تک وہ ان دو رکعات میں اور ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام

كان يقول عند الكرب لا اله الا الله العظيم الحليم لا اله الا الله رب العرش العظيم لا اله الا الله رب  
سنی کے وقت فرمایا کرتے تھے نہیں کوئی معبود سوا اللہ عظیم برہ بارے کے نہیں کوئی معبود سوا اللہ رب عرش بزرگ کے نہیں کوئی معبود سوا اللہ رب و درگاہ

السموات السبع ورب الارض ورب العرش الكريم وفهم من هذا الحديث ان ذكر الله تعالى واصاق الظلم  
ساتون آسمان کے اور پندرہ درگاہ زمین اور پندرہ درگاہ عرش بزرگ کے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا اور او سکی بزرگ اور عبادت کا یاد کرنا

سبب لنزول النقم وقد روى انه عليه السلام قال الا اخبركم بشيء اذا نزل بكم كربا وبلاء فداعبه فرح الله  
فتوہرت کو دور کرتا ہے اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا سون میں تمکو اور یعنی بتاؤں کہ جب تم کوئی سختی یا بلا آوے پر وہ دعا پڑھو تو اللہ تعالیٰ اس سے

عنه قل بلى يا رسول الله قال دعاء ذى النون لا اله الا انت سبحانك انى كنت من الظالمين فاستجابنا له  
دوہے کسی نے عرض کیا یا نبی رسول اللہ فرمایا دعا ذی النون کو کوئی حکم نہیں ہوا تیرے تو نے عیب میں ہاں لگا کر سچ پڑھ لینی اور اسکی پکار اور

تجيبه من الغم وكذلك بنى المؤمنين وروى انه عليه السلام قال ما من كرب يدعوه بهذا الدعاء  
بجا دیا اس کو کہنے سے اور یوں ہی ہم بجا دیتے ہیں ایمان والوں کو اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ایمان کوئی نصیب والا یہ دعا پڑھیں

الا استجب له يشرنا الله تعالى دعوة مستجابة بلطفه وكرمه المجلس الخامس والأربعون  
مگر قبول ہی ہوگی انہی ہم دعا مستجاب اپنے لطف اور کرم سے سہل کچھو پناہ لیں مجلس پنجم



في بيان مسنونة صلوة الاستسقاء عند مسالك المطر قال رسول الله صلى الله عليه  
 بيان مسنون ہونے نماز استسقاء کا ہر وقت فضلی بارش کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

وسلم ليست السنة بان لا يمتطير ولكن السنة ان تمطر ولا تلبث الارض شيئا هذا الحديث من صحاح  
 فرمایا کہ اس سے نہیں پڑتا کہ سنبھلا کر سے بلکہ کال اس سے پڑتا ہے کہ سنبھلا کر سے پڑتا ہے زمین سے کچھ پیدا ہو یہ حدیث صحیح کی

المصابير رواه ابو هريرة ومعناه ان القحط ليس بان لا ينزل عليكم المطر بل القحط ان ينزل عليكم المطر  
 صحیح حدیثوں میں سے ابو ہریرہ کی روایت اور اس کے معنی یہ ہیں کہ کال یوں نہیں ہوتا کہ سنبھلا کر سے پڑتا ہے بلکہ کال یوں پڑتا ہے کہ سنبھلا کر سے

لكن لا يثبت من الارض شيء او يثبت ولكن يهلك ولا يدخل في ايدىكم شيء فان وقوع الشدة بعد توقع  
 پڑتا ہے زمین سے کچھ پیدا ہو یا ادا کے نوصے پر ایسا تباہ ہو جاوے کہ تمہارے ہاتھ کچھ نہ آوے بیشک سختی کا آنا ابدامید

السعة وحصول اسبابها قطع مما كان الياس حاصل من اول الامر وليس هذا من الاستسقاء  
 فراخی اور حاصل ہونے اسباب فراخی کے بہت ناگوار ہوتا ہے بہت ناگوار ہوتا ہے جو پہلے ہی سے حاصل ہو اور یہ مخالفت نہیں ہے کہ میں نہ مانگو اور

الاستسقاء بل هو نهي عن اعتقاد حصول الرزق بالمطر وعدم حصوله بعدم المطر فاللاردم على العبد ان  
 استسقاء کی دعا کرے بلکہ اس اعتقاد کی مخالفت ہے کہ رزق کا ملنا سنبھلا کر سے پڑتا ہے اور رزق نہ ملنا سنبھلا کر سے پڑتا ہے کہ لازم ہے

يسلم نفسه الى مولاة ويعتقد ان الخيرة في جميع ما يحل اليه من مولاة وان كان مخالفا لمراعاة وهو اه  
 کہ اپنی جان اپنے صاحب کے حوالہ کر دے اور یہ جانے کہ سنبھلا کر سے پڑتا ہے جو کچھ تباہی نہ لاکھڑے سے ہر سوسب بہتر اور خیر اگر یہ مراد اور خواہش کے موافق ہو اب اس میں شک

هذا ينبغي للعبد ان يستمر ويستتق ويعلم ان الرزق من الله تعالى فان الاستسقاء سنة  
 موافق آدمی کو چاہیے کہ سنبھلا کر سے پڑتا ہے اور استسقاء کی دعا کرے اور استسقاء کی دعا کرنا مسنون ہے

لور في الاخبار والآثار الكثيرة فيستحب للمحاکم ان يامر الناس ولا يصام ثلاثة ايام ثم يخرج بهم في اليوم  
 کیونکہ اس باب میں خبریں اور آثار بہت وارد ہیں سو حاکم کو مستحب ہے کہ پہلے تمام لوگوں کو تین دن کے روزے رکھو اور پھر چوتھے روز

الرابع الى الصعاء قيل ينبغي لهم ان يخرجوا ثلاثة ايام متواليات لانها مودة ضربت لارباب الاعذار ولم ينقل  
 سب کوئی اور یہ کہ سنبھلا کر سے پڑتا ہے روز ہر بار ہے اور ہے استسقاء کے لیے جاوین اس واسطے کہ غدرہ الون کے لیے یہ ہی مدت مقرر ہے اس سے زیادہ

الكثر من ذلك ويخرجون مشاة في ثياب البدلة التي تلبس كل يوم لا بثياب الزينة كالعيد بل يخرجون  
 مدت مشغول نہیں ہے اور پیرا وہ پاپھے پڑانے پہلے کپیلے کپڑے جو روزہ پہنتے ہوں پہن کر جاوین عزت کے کپڑے عید کے دن کے سے پہن کر نہ جاوین

متذللين متواضعين خاشعين لله تعالى ناكسين ردوسهم ويقدمون الصدقة في كل يوم قبل خروجهم  
 ذلیل حالت انکسار کرتے ہوئے خدا کا خوف ماننے ہوئے سر جھکائے ہوئے جاوین اور ہر روز عید گاہ کی طرف چلنے سے پہلے خیرات کیا کریں

الى المصلح فان كل خير في مثل هذه الاوقات مأمور به لكون الخيرات دافعة للعقوبات ويردون المظالم  
 کیونکہ ایسے ایسے وقتوں میں خیرات کرنے کا حکم ہے اس واسطے کہ خیرات کرنا عقوبات کو دفع کرتا ہے اور حق حقوق لوگوں کے ادا کر دین

ويجدون التوبة فان ذلك هو السبب القريب في الاجابة اذ روى عن كعب الاحبار انه قال اصاب  
 اور اگر سزاؤں سے توبہ کریں کیونکہ بڑا سبب دعا کی جلد قبولیت کا یہ ہی ہے اس لیے کہ کعب احبار سے یہ روایت ہے کہ حضرت موسیٰ بنی

الناس فحط شديد على عهد موسى النبي عليه السلام فخرج موسى النبي عليه السلام بنى اسرائيل الى الاستسقاء  
 علیہ السلام کے عہد میں لوگوں پر بڑا ہی سخت کال پڑا جس سے علیہ السلام استسقاء کے واسطے بنی اسرائیل کو لے کر

ثلاثة ايام فلم يسقوا فاحي الله تعالى الى موسى النبي عليه السلام الى الاستسقاء فخرج موسى النبي عليه السلام  
 تین دن تک برابر گئے پھر سنبھلا کر سے پڑتا ہے اور تیس دنوں میں ایک جھل خورے پھر سنبھلا کر سے



النبي عليه السلام يارب من هو حتى نخرجه من بيننا فاحمى الله تعالى موسى اني اهنك عن النيمه فاكون نما ما  
 يا ائس ده كون هر تا كه هم اسكو اپنے من سے نکال دین پھر اللہ تعالیٰ نے بروی بھیجی اور موسیٰ نے میں ٹکڑے چغل خوری سے منع کرنا ہوں پھر وہ چغل خوری کر لیا  
 فقال موسى النبي عليه السلام لبني اسرائيل توبوا باجمعكم من النيمه فتابوا فارسل الله تعالى عليهم  
 پھر موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا تم سب نیمیہ سے توبہ کرو

الغيث وروى عن سفیان انه قال بلغني ان بني اسرائيل فخطوا سبع سنين حتى اكلوا الجيف والاطفال كانوا  
 سینچہ برسیا اور سفیان سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل پر سات برس کا تھپڑا ہوا تھا کہ مردار اور بچوں کو کھا گئے  
 يخرجون الى الجبال ويتضرعون الى الله تعالى فاحمى الله الى انبياءهم ان لا احب لكم داعيا ولا ارحم  
 اور وہ پہاڑوں میں جا کر نہایت افساری سے دعا کیا کرتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے انکے نبیوں پر وہی بھیجی میں نہ تمہاری دعا قبول کروں اور نہ

لكم باكيما حتى تردوا الى اهلها ففعلوا فمطر واورقوى ان عيسى النبي عليه السلام خرج مع قومه  
 تمہارے روئے پر تم کروں جب تک کہ تم حصاروں کے حقوق نہ ادا کرو سوا انہوں نے حق ادا کیے تو پھر سینچہ برسا اور روایت ہے کہ عیسیٰ نبی علیہ السلام اپنی قوم کو لیکر  
 ليستق فلما اصبحوا قال لهم عيسى النبي عليه السلام من اصاب منكم ذنب فليرجع فرجعوا كلهم  
 دنائے استسقاء کیلئے! ہر گئے جب سینچہ برسا تو ان سے عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تم میں سے جو کوئی گناہ جو وہ ہٹ جاوے تب سب سے بہت گئے

ولم يبق معه الا رجل واحد فقال له عيسى النبي عليه السلام اما لك ذنب فقال والله لا اعلم لي من ذنب  
 انکے ساتھ سوائے ایک شخص کے کوئی باقی نہ رہا پھر عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا تو نے کوئی گناہ نہیں کیا کیا اللہ کی قسم مجھ پر اپنا کوئی گناہ طو نہیں  
 غير اني كنت ذات يوم اصلي فمرت بي امرأة فنظرت اليها بعيني هذه فلما جاوت اذ دخلت اصبعي في  
 سوائے اسکے کہ میں ایک دن پڑھتا تھا میرے پاس ایک عورت آگئی سو میں نے اسکی طرف اس گناہ سے دیکھا جب وہ چلی گئی تو میں نے اپنی انگلی

عيني فانزعها فاتبعت المرأة بها فقال له عيسى عليه السلام فادع حتى اوثرين على دعائك فدعا  
 آنکھ میں ڈال کر آنکھ نکال لی اور اس عورت کے پیچھے پھینک دی پھر اس سے عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تو دعا مانگ اور میں تیری دعا پر آمین کہوں پھر اسے دعا کی  
 فتحلت السماء سحابا فسقوا وروى عن عطاء السلمي انه قال منعنا الغيث فخرجنا نستسقي فاذا  
 پھر تڑپ آسمان میں گھٹا گھر گئی اور سینچہ برسا اور عطاء سلمیٰ سے روایت ہے کہ ہمیں سینچہ برسا بند ہو گیا سو ہم استسقاء کے واسطے نکلے ناگاہ

نحن سعدون في المقابر فنظر الي فقال يا عطاء هذا يوم النشور وبعث من في القبور فقلت لا  
 گورستان میں سعدون رہو اور انہ ملیا میری طرف دیکھ کر کہنے لگا ای عطاء یہ دن نشور کا ہے یا قبروں سے مردوں کے اٹھنے کا میں نے کہا نہیں تو  
 لكنا منعنا الغيث فخرجنا نستسقي فقال يا عطاء بقلوب سماوية او بقلوب ارضية  
 یہ ہمیں سے سینچہ برسا بند ہو گیا ایسے استسقاء کے واسطے باہر آئے ہیں پھر کہا ای عطاء آسمان دل لیکر آئے ہو یا زمینی دل

فقلت بل بقلوب سماوية فقال يهيات يا عطاء قل للمبهرجين لا يهرجوا فان الناقد بصير  
 میں نے کہا نہیں بلکہ آسمانی دل لیکر آئے ہیں پھر کہا افسوس ہر ای عطاء کھوٹے شخصوں سے کہہ دے کھوٹے نہ بنیں کہوں کہ پر کہنے والا نیا ہے  
 ثم نظر الى السماء فقال الهى وسيدى لا تهلك بلادك بدنوب عبادك ولكن بالملكون  
 پھر آسمان کی طرف دیکھ کر کہا ائس وسیدی اپنے شہزادوں کو گندگا رہندوں کے بد میں ہلاک نہ کر لیکن اپنی پوشیدہ

من اسمائك وما اريت الحج من الاثك استقنا ماء عندنا فاحمى به البلاد وتروى به العباد يا  
 ناموں کی برکت سے اور جو کہ تیری نعمتیں ہیں پر وہ ہیں نکو بالی بے انتہا بلا جس میں تمام شہر زندہ اور بندے سیراب ہو جاویں  
 هو على كل شيء قد ير قال لعطاء فما استتم الكلام حتى ارعدت السماء وبارقت وجاءت بمطر كافوا القرن  
 جو ہر شے پر قدرت رکھتا ہے طلبا بیان کرتا ہے کہ اس نے ابھی دعا پوری نہ کی تھی کہ آسمان گرجا اور چلی چلی اور سینچہ برسنے لگا جیسے مشکون کرشمہ کھلانی ہیں



وروى عن ابن المبارك انه قال قدمت المدينة في عام شديد القحط فخرج الناس يستسقون وخرجت معهم  
 اور ابن مبارک سے روایت ہے کہ وہ کتاب ہے کہ میں مدینہ میں ایسی سال میں آیا کہ بڑا سخت کال پڑا تھا سو تمام لوگ واسطے دعا کے استسقاء کے نکلے اور میں بھی  
 اذ اقبل غلام اسوح عليه قطعني للحلس قد انزرا باحد لهما والقي الاخرى على عاتقه فجلس الى جنبى فسمعت  
 اُنکے ساتھ چلا ناگاہ ایک حبشی لڑکا مولیٰ کھلی کی بیٹی کے لیے ہونے کے ایک کا انہیں سے تہنید کر رکھا تھا اور دوسرا بچہ سونڈھے پر ڈال رکھا تھا اگر میرے برابر میرا بچہ سونڈھا  
 يقول الهى خلقت الوجود عند كثرة الذنوب ومساوى الاعمال وقد احتبس عنا غيث السماء  
 کہ وہ کہتا تھا اے الہی ہوں کی کثرت اور اعمال کی برائی سے چہرے بگڑ گئے اور میرا سماں سے منیہ پھینا سو توفیق ہوا  
 لوذ ب بذك عبادك فاستلك يا حلما خانا انا يا من لا يعرف عبدا لا عنه الا الجليل ان يستقيما  
 تاکہ تیرے بندے اور بند پر ہوں سو میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے حلیم سخاوت والے اے وہ ذات جس کے بندے سوائے رحمت کے کچھ نہیں جانتے تو انکو  
 الساعة فلم يزل يقول الساعة الساعة حتى اكثب السماء بالغمام واقبل المطر من كل مكان  
 ابھی اب بگڑے پھر وہ بھی کہے جاتا تھا ابھی ابھی یہاں تک کہ آسمان میں گھٹا گھر گئی اور ہر طرف سے منیہ برسنا شروع ہوا  
 فعلى هذا ينبغي للحاكم ان يستسقى بصلحاء الناس وضعفاءهم وفقراءهم لاجل الدواب الهائنة  
 اس بیان کے موافق عالم کو لازم ہے کہ استسقاء کا دعا صلحا اور ضعیفوں اور فقیروں سے واسطے پیاسے جو پاؤں  
 والالغام السائمة والاطفال المججلة لما روى انه عليه السلام قال لولا صبيان رضع وبهائم رتع  
 اور چاندون مویشی اور بچوں جلد پانی مانگنے والوں کے واسطے کہے اس واسطے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ بچے پیتے بچے اور چیتے چیتے جانور  
 وعباد رضع لصب عليكم العذاب صبا وتقول في دعائه كما قال النبي عليه السلام اللهم استسق عبادك  
 اور عباد بندے نہوتے تو تم پر عذاب لڑے پڑتا اور دعا اسی طرح کہے جیسے نبی علیہ السلام نے کی ہے اسی پانی کے بندے پر عذاب  
 وبهائمك وانشر رحمتك واحي بلدك الميت وليستقبل لقبله بالدعاء قائما والناس قاعدون  
 اور اپنے بہائم کو پانی پلا اور اپنی رحمت پونچھا اور اپنے مردہ شہر کو زندہ کر اور رو قبلا کھڑا ہو کر دعا مانگے اور باقی لوگ رو قبلا بیٹھے رہیں  
 مستقبلين القبلة لما روى انه عليه السلام استقبل القبلة ودعا فاذا دعوا يوقن بلاجابة  
 اس واسطے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے رو قبلا کھڑا کی تھی اور جب دعا مانگے تو قبولیت کا یقین کرے  
 ويصدق رجاءه لما روى انه عليه السلام قال دعوا الله وانتم موقنون بلاجابة وقد قال الله  
 اور اپنی امید کو ہولی جانے اس واسطے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ سے قبولیت کا یقین کر کے دعا مانگو اور اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے  
 تعالى ادعوني استجب لكم وقال في آية اخرى ولاذاسالك عبادي عني فاني قريب اجيب دعواي  
 مجھ کو پکارو کہ بونچوں تمہاری پکار کو اور ایک اور روایت میں فرمایا ہو اور جب تجھ سے پونچیں تب میرے چہرے کو تو میں نزدیک ہوں ہم تمہارا ہون پکارنے کی  
 اللع اذا دعان ويجهد في الدعاء سرا ويقول اللهم انك امرتنا بدعائك ووعدتنا اجابتك فقد  
 پکار کر ہوسوت مجھ کو پکارتا ہے اور دعا میں خوب مبارک ہے پونشیدہ ہوں کہے اسی تو نے ہکو اپنے سو دعا کرنے کا حکم کیا اور قبولیت کا وعدہ کیا  
 دعونا ان كما امرتنا فاجبنا كما وعدتنا اللهم فامن علينا بمغفرة ما فرطنا واجابتك في سقنا  
 سو ہم نے تیرے حکم کے موافق دعا مانگی اب تو اپنے وعدہ کے موافق قبول کر اسی ہمارے زیادتیان بخش کر اور اپنی قبولیت سے اپنی برسا  
 وسعة رزقنا وليستعب للناس اذا كان فيهم رجل مشهور بالصلاح ان يستسقوا به ويقولوا اللهم  
 اور فراموشی رزق کی دس کہ ہم پر منت کر اور لوگوں کو مستحب ہے کہ اگر کوئی شخص انہیں نیک نیت مشہور ہو تو اس سے استسقاء دعا کرانے اور ان کو کہیں اسی  
 اناستسقى ونستشفع اليك بعدك فلان آدمي في صحبة البخاري ان عمر بن الخطاب كان  
 ہم تجھ سے منگنا گئے ہیں اور تیرے ساتھ تیرے فلا نے بندے سے شفاعت کرتے ہیں اسی لیے کہ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ عمر بن الخطاب



اذا تحطوا يستسقى بالعباس ويقول اللهم انا كنا نتوسل اليك نبينا محمد عليه السلام فتسقينانا  
 جب تھارے ساتھ حضرت عباس کے واسطے سے دعا استسقاء کرتے ہوں کہتے اسی ہم تیرے سامنے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنا کر نے تھے سو تو بخیر ہر سال اظہارِ حج  
 نتوسل اليك بعد نبينا محمد عليه السلام فاستسقاء فيسقون وكنيس في الاستسقاء عند ابي حنيفة ر  
 تیرے سامنے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کو وسیلہ کرتے ہیں سو ہکو پانی دے پس منہ پر سنا تھا اور استسقاء میں امام ابو حنیفہ کے نزدیک کوئی  
 صلوة مسؤنة بالجماعة فان صلى الناس وحدا ناجاز واما الاستسقاء عند دعاء واستسقاء  
 نماز سنوں جماعت سے ثابت نہیں ہے اگر لوگ جدا جدا پڑھ لیں تو جائز ہے امام کے نزدیک استسقاء صرف دعا اور استسقاء ہے  
 لقوله تعالى فقلت استغفر واربع لانه كان تحفانا يرسل لسماء عليكم مائدة او يمد ذكرا باموال بيتين  
 جلیل آیت کہ تو میں نے کہا گناہ بخشو اور اپنے رب سے ایک دو ہونے والے چھوڑ دین آسمان کی تہ پر دھار ہوا اور برصتی یا تمکو مال اور بیٹوں سے  
 ويجعل لكم جنت ويجعل لكم انهر افهد الاية وان كانت حكاية لما قال نوح النبي عليه السلام لقومه  
 اس بنا دینے تمکو باغ اور نہادین تمکو نہریں جس آیت اگرچہ نوح نبی علیہ السلام کے قول کی حکایت ہے جو اپنی قوم کو فرمایا تھا  
 لكن يصح الاستدلال بها لان شريعة من قبلنا شرعية لنا اذا قضها الله تعالى في كتابه ولم ينكرها ولم يرد  
 پر اس آیت سے استدلال صحیح ہے اس لیے کہ ہم سے پہلے شریعتیں بھی ہمارے لیے شریعت میں جب انکو اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں بیان فرماوے اور انکا انکار نہ کرے اور نہ  
 فيها التنسك كما في هذه الآية فانه تعالى بين فيها ان الاستسقاء سبب لارسال السماء وهو المطر الذي  
 اسکا نسخ واپس ہو جیسے اس آیت میں ہے پس اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ بیان فرمایا ہے کہ استسقاء کے سبب سے منہ پر سنا اور اس واسطے کہ روایت ہے  
 ان نوح النبي عليه السلام كذبه قومه بعد تكريمه بالدعوة دهر اطوي لا تحبس الله تعالى عليهم المطر واعقم  
 کہ نوح نبی علیہ السلام کو اسکی قوم نے بد تکرار دعوت کو مدت دراز تک تکذیب کی سو اللہ تعالیٰ نے  
 ارحله نسائهم اربعين سنة وقيل سبعين سنة فوعدهم نوح النبي عليه السلام انهم ان استغفروا صحت  
 چالیس برس تک اور بعضے کہتے ہیں شتر برس تک آپ منہ پر سنا بنا بند کیا اور نیکوئی کر دیا پھر نوح نبی علیہ السلام نے ان سے بددہ کیا اگر اگر وہ اپنی گناہوں سے توبہ کر لیں تو  
 ذنبهم يورثهم الله تعالى كحطب ويرفع عنهم ما كانوا فيه فعلم منه ان المسنون الاستسقاء العلم والاستسقاء  
 اللہ تعالیٰ تازگی اور رزق فراخی دے اور جس مصیبت میں مبتلا ہیں وہ دور کر دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ استسقاء میں دعا اور استسقاء ہی سنوں اور  
 وركبى عن ائسار رجلا دخل المسجد يوم الجمعة ورسول الله عليه وسلم يخطب فقال يا رسول  
 ائسار سے روایت ہے کہ ایک شخص جبے کو دن مسجد میں آیا اسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتے تھے آئے عرض کیا یا رسول اللہ  
 الله صلى الله عليه وسلم هلك المواشى وخشينا الهلاك على انفسنا فادع الله تعالى ان يسقينا ورفق  
 صلی اللہ علیہ وسلم مواشی تو مر گئے اب ہکو اپنی جانوں کا خوف ہے سو تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ ہکو پانی عنایت کرے پھر  
 رسول الله صلى الله عليه وسلم يدية قال اللهم استقنا غيثا مغشيا غيا عدا قاعا جلا غيل جل قال لراوى  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی اسی ہمیں منہ پر سنا اچھا منہ تازہ کر نیو الہبت فائدہ مند بھلا دہر نہو راوی کہتا ہے  
 فما كان في السماء قرعة فارفع السحاب من ههنا وههنا حتى صار كما ثم مطرت سبعا من الجمعة الى الجمعة  
 کہ آسمان میں کچھ ابر دھا پھر اچھرا دھر سے ابر نمودار ہونے لگا یہاں تک کہ گھٹا گھٹ گئی پھر سات دن تک اس جیسے سے اگلے جمعے تک برے گیا  
 ودخل ذلك الرجل المسجد الجمعة القابلة ورسول الله عليه وسلم يخطب والسماء تسكب فقال يا رسول الله  
 پھر وہی شخص اگلے جمعے کو مسجد میں آیا اسوقت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتے تھے اور منہ پر سنا تھا عرض کیا یا رسول اللہ  
 تقدم البنيان واقطعت السبل فادع الله تعالى ان يمسه فتبسم رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 گھر کو گھر چھو گئے اور رستے بند ہو گئے سو دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ منہ پر کھول دے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے







المصلي رواه ابو هريرة وفيه تحريض للائمة على تعلم النوعين من العلم لانهما لا يتلقفان التلقف بمعنى الاخذ  
 من مدنيون من ابو هريرة فيكففتا اور اسين است کے لیے واسطے سیکھنے دونوں قسم علم کے مرغیب ہرگز نہ کرے۔ دونوں سو ابی علیہ السلام کے اور سے نہیں  
 الا منه عليه السلام فانه عليه السلام اذا قبض لا يحصل للناس منها شئ بعدة الا ما تعلموا منه  
 حاصل ہوتے تلقف کے معنی لینے کے ہیں کیونکہ نبی علیہ السلام نے جب وفات کی تو پھر بعد انکے لوگوں کو دونوں چیز کے کوئی علم نہیں حاصل ہو سکتا مگر اتنا ہی جو سیکھ چکے  
 وهما الفرائض والقران اما الفرائض فقد ذهب بعض الناس الى ان المراد بها قسمة المواريث ولا دليل  
 اور وہ دونوں علم فرائض اور قرآن اور حسین فرائض سے مراد تو بعض لوگ وراثت کا تقسیم کرنا بتاتے ہیں

في هذا التخصيص على ما ذكره التوريشي بل الصحيح ان المراد بها الفرائض التي فرضها الله تعالى على عباده  
 اور موافق ذکر التوريشي کے اس خصوصیت کے دلیل نہیں معلوم ہوتی بلکہ صحیح یہ ہے کہ مراد اس سے وہ امور ضروری ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر فرض کر دیتے ہیں  
 واما القران على ما ذكره في الاصول فهو ما كان منقولا بالتواتر كالقراءة السبع المعروفة التي اختارها الائمة  
 اور قرآن علم اصول کے معنی ان کے موافق وہ ہر جہت سے منقول ہے جیسے ساتوں قرائتیں مشہور ہیں جو قرأت کے ساتوں اماموں نے اختیار  
 السبعة من القراء لا ما كان منقولا بلا تواتر فانه ليس بقران بل هو من القراءاة السابعة سواء نقلت بطريق  
 کر رکھا ہے وہ نہیں ہر جہت سے منقول ہے سو قرآن کے احکام میں داخل نہیں ہر بلکہ وہ قرأت شاذہ ہے برابر ہے کہ بطریق

الشهرة او بطريق الاحاد والنقل بالتواتر شرط في كون المنقول قرانا سواء كان في جوهر اللفظ او في هيئة المراد  
 شہرت منقول ہو یا بطریق آحاد اور نقل بالتواتر منقول کے لیے قرآن ہونے میں شرط ہے برابر ہے کہ جو ہر لفظ میں ہو یا اسکی صورت میں اور جو ہر لفظ ہی مراد ہے  
 من جوهر اللفظ ان يختلف خطوط المصاحف في القرات السبع نحو ما لك يوم الدين ومالك يوم الدين المراد من  
 کہ خطوط مصاحف کے قرأت سبعہ میں بدل جاویں جیسے مالک یوم الدین اور مالک یوم الدین اور مراد فقہ کے  
 هيئة اللفظ ان لا يختلف خطوط المصاحف في القرات السبع كالنسخة والامالة ونحوها فاذا كان  
 ہیئت سے ہے کہ مصاحف کے خطوط قرأت سبعہ میں نہ بدلیں جیسے انار نہ کرنا اور انار کرنا اور مانند اسکے اور جب

النقل بالتواتر شرط في كون المنقول قرانا نظهر ان الشاذ سواء نقل بطريق الشهرة او بطريق الاحاد لا يكون  
 نقل بالتواتر منقول کے قرآن ٹھیکے میں شرط ہوتی تو ظاہر ہے کہ قرأت شاذہ برابر ہے کہ نقل بطریق مشہور ہو یا بطریق آحاد ہو اسکو  
 حكم القران حتى لا يجوز قراءته في الصلوة والحاصل ان المشهورين من ائمة القراء هم السبعة المذكورون  
 حکم قرآن کا نہیں ہوگا بیانگ کہ اسکو نماز کے اندر پڑھنا جائز نہیں تا آنکہ یہ ہے کہ قرأت کے مشہورہ ہو ہی ساتوں ہیں جو

في التيسير والشاطية وهم عاصم وحمزة والكسائي هذه الثلاثة من الكوفة وابن كثير من مكة ونافع من المدينة  
 تیسیر اور شاطیہ میں مذکور ہیں اور وہ عاصم اور حمزہ اور کسائی یہ تینوں تو کوفہ کے ہیں اور ابن کثیر مکہ کا اور نافع مدینہ کا  
 وابوعمر ومن البصرة وابن عامر من الشام وقد ثبت شيوخ ثلثة اخرين وهم يعقوب بن اسحاق ويزيد بن  
 اور ابو عمر و بصرہ کا اور ابن عامر شام کا اور میں شیخ اور بھی ثابت ہیں وہ ہیں یعقوب بن اسحاق اور یزید بن  
 الفقعاء وخلف بن هشام والصحيح ان احكام القران من جو ازا صلوة وغيره جارية في هذه الثلاثة ايضا  
 نقل اور خلف بن هشام اور صحیح یہ ہے کہ احکام قرآن کے یعنی نماز کا جائز ہونا اور سوائے ان تینوں میں بھی  
 كالسبعة واما ما وراءها من القراءاة الشاذة مشهورا كان او غير مشهور فلا خلاف في عدم جواز قراءته  
 ان ساتوں کے مانند جاری ہیں اور یہ سوائے اور شاذہ قرائتیں مشہور ہوں یا غیر مشہور اس میں خلاف نہیں ہو کہ وہ نماز میں پڑھنی جائز نہیں ہیں  
 الصلوة واما الخلاف في افسادها قال الاصفهاني عالم يتواتر من القرات الشاذة فحكمها في الصلوة حكم كلام  
 اور خلاف ہے تو نماز کے فاسد کرنے ہیں اصفہانی کہتا ہے کہ قرأت شاذہ جب تک متواتر نہ ہو تو اسکا حکم نماز کے اندر حکم آدمی کے کلام کا ہے







بل انما يغفل باللفظ لفساد رفقته وذهاب حسنه لكن يغفل بالفصاحة ولا قائل من اهل الايمان بعدم فصاحة

القران ولذلك حوت هذه التغييرات كلها في الصلوة وغيرها بيان ذلك ان القران انما انزل بأفصح اللغات  
بل لفظ بكونها تامة كقولك ففكره في اورسن جاتارتها هو  
اور اهل ايمان من سے یہ کوئی قائل نہیں ہو

التي هي لغة العرب العربية وهي لغة قریش - هزبل وهو اذن وطى وثقيف واليمن وبنو تميم فلا بد ان يدعى فيه  
اور اسمی بے ایسے ایسے تمام تغیرات نازکے اندہ اور سوائے نازکے حرام ہیں  
اسکے بیان یہ ہے کہ قرآن فصیح لغات میں

قواعد لغتهم من اخراج الحروف من مخارجها وحفاظة صفا تامة من ترقيق المرقق وتغذية المفخم ومد المدود و  
قاصد رعایت کیے جاویں یعنی حرفوں کو ان کے صحیح سے نکالنا اور گھمبانی انکی صفات کی نرمی کی بجوری اور پڑھنے کی جگہ اور مد کی جگہ اور

قص المقصود وادغام المدغم واطهار المظهر واخفاء المخفي غير ذلك مما هو لازم في كلامهم الذي هو سليقة  
تصریح کی جگہ قصر اور ادغام کی جگہ ادغام اور اظہار کی جگہ اظہار اور اخفاء کی جگہ اخفاء اور سوائے انکی جو جو انکے کلام میں نسوی ہے

لهم لا يحسنون غيره فالتقارن اذالم يراع ذلك يصدر كانه قل القرآن بغية لغة العرب وهو ان كان قاريا  
اور جو انکا طریقہ ہے کہ سوائے انکے پسند نہیں کرتے جس قاری اگر ان تمام امور کی رعایت نہ کرے تو اسے قرآن کو گویا سوا عربی کے اور زبان میں پڑھا دے اور ظاہر میں

صورة لكنه ليس بقارى حقيقة بل هو هازئ وعدم قراءة ته اولى من قراءة له لانه لهذا القراءه يصير من  
تاری ہے پر وہ حقیقت میں قاری نہیں ہے بلکہ وہ مجہول باز ہے ایسی قراءت سے نہ پڑھنا ہی بہتر ہے اسلیے کہ ایسی قراءت سے

الذين صل سعيهم في الحياة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا ولهذا قال الامام ابن الجوزي في كتابه المستفي  
ان لوكون من اهل هو كما جئى دور جئى ربي هو دنيا کی زندگی میں اور وہ سمجھتے ہیں کہ خوب بناتے ہیں کام اسلیے امام ابن الجوزی نے کتاب میں جسکا نام

بالشرك ان الامة محاهم متبعين معاني القران واقامة حدوده كذلك هم متبعين بتصحيه الفاظه واقامة  
نشر ہو کہ تم میں بیشک اس کو جیسے کہ قرآن کو نعم معانی کا حکم اور اسکے حدود قائم رکھنے کی تاکید ہے ایسے ہی امت کو الفاظ کی درستی اور صحت اور حروف کو قائم

حروفه على الصفة المتلقية من ثمة القراءة المتصلة بالخصرة النبوية الاضمية العربية التي لا تجوف خلفها ولا العذر  
رکھنے کا حکم ہوا اسطور پر جو قراءت کو امامون سے منقول ہے اور حضرت نبوی سے فصیح عربیہ کی وضع پر متصل ہوا ہے جسکی مخالفت جائز نہیں ہے اور نہ اسکی تخریب

عنها الى غيرها والناس في ذلك بين محسن ما جور ومسيئ التثاوم معدوس فمن قدر على تصحيح كلام الله تعالى باللفظ  
اور وضع اختیار کرنا اور اس باب میں لوگ کئی وضع کے ہیں بعضے محسن قابل ثواب کے اور بعضے نیکارہ گنہگار اور بعضے مذوور و ناچار ہیں جس سے یہ کہتا ہے کہ کلام اللہ تعالیٰ

الصحيح العربي الفصيح وعدا عنه الالفاظ الفاسدة العجمية القبيحة فانه مقصر بلاشك واثم بلا ريب واما من  
اور فصاحت عربی کی وضع پر درست کر سکتا ہو پھر اس وضع کو چھوڑ کر الفظ فاسد عجمی قبیح اختیار کرے تو بیشک مقصور اور اڑویشہ گنہگار ہے اور جس شخص کی

كان لا يبطا وعله لسانه او لا يجد من يرشده الى الصواب فان الله تعالى قال لا يكلف الله نفسا الا وسعها  
زبان قابو میں نہیں ہے یا کوئی تجویز سکھانے والا نہیں ملتا تو اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے

لكن يجب عليه ان يجتهد جهدا كعمل الله في حديثه بعد ذلك امر او قد ذكر في فتاوى قاضيان ان الرجل  
لیکن ایسے شخص کو وہ اجب ہے کہ خوب محنت کیے بلے کہ شاید اللہ تعالیٰ بعد اسکے قدرت عنایت کرے اور قناب قاضیان میں مذکور ہے کہ ایسا شخص

اذا كان لا يحسن بعضا لحروفه ينبغي له ان يجتهد ولا يعد في ذلك وان كان لا ينطق لسانه في  
کہ بعضے حرفوں کو نہیں سکھانے پر نہ سکتا ہے تو اسکو لازم ہے کہ خوب محنت کرے اس میں وہ معذور نہیں ہے اور اگر انکی زبان بعضے حروف نہیں بول سکتی

تلك الحروف ان وجد اية ليس فيها تلك الحروف وقراها في صلواته تجوز عند الكل ان قرأ الآية التي فيها  
ایسی آیت پاوے جس میں وہ حرف نہیں ہیں اور وہی آیت انہی نماز میں پڑھے تو بالاتفاق جائز ہے اور اگر ایسی آیت پڑھے جس میں وہ حرف



تلك الحروف تجوز صلواته لكن لا يؤم غيره وكذا اذا كان الرجل لا يقف مواضع الوقف او كان يتنحله عند  
وجوده في نماز تو جاز ہے پر اور کی امامت نہ کرے اور ایسے ہی جو شخص وقت کی جگہ وقف نہ کرے یا قرأت میں کھٹکا مار کرے

القرآن لا يؤم غيره المجلس السابع والاربعون في جواز التغني في القرآن وما لا يجوز فيه  
تو اور کی امامت نہ کرے سنیائے نبویں مجاہد قرآن میں تغنی وغیرہ جائز ہوئی اور نہ جائز ہوئی

في غير ما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس منا من لم يتغن بالقرآن هذا الحديث صحيح  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم میں سے نہیں ہے جو قرآن میں تغنی نہ کرے یہ حدیث صحیح

المصباح رواه سعد بن ابى وقاص والمراد بالتغني المذكور فيه ليس هو المشهور المعروف بوجوده الاول  
مصباح کی صحیح حدیثوں میں سے ہے اور سعد بن ابی وقاص کی روایت سے اور تغنی سے مراد جو اس حدیث میں مذکور ہے وہ تغنی مشہور و معروف نہیں ہے بلکہ وہ جو صحیح ہے وہی صحیح ہے

ان اول الحديث وهو قوله عليه السلام ليس منا يمنع عنه لكون معناه ليس من اهل ملتنا وموالاتنا  
ان اول حدیث قول علیہ السلام کا معنی مناس مراد سے روکتا ہے اس واسطے کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ ہمارے دین میں اور ہمارے فریاداروں میں نہیں ہے

في امرنا وهو من قبيل الوعيد لا خلاف بين الامة ان قارئ القرآن من غير التغني ثياب ما جور فكيف يستحق  
اور ایک وعید ہے اور تمام امت میں کسی کو خلاف نہیں ہے کہ بغیر تغنی قرآن پڑھنے والا ثواب دیا جاتا ہے اور ما جور ہے بچہ وہ کیونکر سزاوار

الوعيد الثاني ان الفقهاء صرحوا بكون قراءة القرآن بالتغني معصية ويكون التالى والسامع اذمان  
و وعید کا ہوا دوسری وجہ یہ ہے کہ فقہانے صاف کہا ہے کہ تغنی کے ساتھ قرآن کا پڑھنا گناہ ہے اور پڑھنے والا اور سننے والا دونوں گنہگار ہوتے ہیں

بل يكون المستحل كما في ذلك لان التغني حرام في جميع الاديان وكذا اللعن حرام باجماع قال اللذان  
بلکہ اشکو ملال سمجھتے ہیں کہ کافر ہو تا ہے اور یہ اس لیے کہ تغنی تمام دینوں میں حرام ہے اور ایسے ہی لحن بالاتفاق حرام ہے

اللعن حرام بلا خلاف وذكر ابو البركات في شرح النافع ان التغني حرام في جميع الاديان وحكى عن ظهير الدين  
لحن بالاتفاق بلا خلاف اور ابو البرکات نے نافع کی شرح میں یہ ذکر کیا ہے کہ تغنی تمام دینوں میں حرام ہے اور ظہیر الدین

المرغيباني ان من قال لمقرئ زمانا عند قراءته احسنت يكفر وجه كون التحسين كقرا ان قراء هذا  
مرغیبانی نے حکایت کرتے ہیں کہ جس نے ہمارے وقت کے قاری کو قرأت پڑھتے ہوئے کہا احسنت وہ کیا خوب کافر ہو جاتا ہے اور اجماعاً مکلف اسے کہے کہ قرأت اس

الزمان قلما يخلو قراءتهم في المجالس المحافل عن التغني والتغني للناس لما كان حراما باجماع كان قطوعيا  
زمانے کے قاریوں کی مجلس اور محفلوں میں تغنی سے خالی نہیں ہے اور تغنی لوگوں کے حق میں جو بالاتفاق حرام ہے تو قطعی ہوئی



حتى لا يكاد يفهم ما يقولون وما يقرعون من كثرة النغات والتقطيعات وكذا حال المؤذنين التصلية  
يما لكم كلبا اوقات كثيرة نغات اور تقطيعات سے سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کہتے ہیں اور کیا پڑھتے ہیں اور ایسے ہی صلی اللہ علیہ وسلم

والترضية والتأمين وتكبيرات الاستقالات السامعون الحاضرون مرتبون لهذه الكبيرة وربما يستخسرو  
اور رضی اللہ عنہ اور آمین کہنے میں اور تکبیرات استقالات میں مؤذنون کا حال ہے اور سننے والے جو موجود ہوتے ہیں یہ کبیرہ اختیار کرتے ہیں اور بعضے وقت کوئی ایسا بھی

بعضهم بالهوا لاكثر في اكثرهم لغلبة الهوى عدم مبالاة في امر الدين فيلزم ان يكفروا على ما حكى عن ظهير الدين  
کچھ لگتا ہے بلکہ اکثر اشخاص میں کفر ہی ہوتا ہے کیونکہ ہوسے نفسانی کا غلبہ اور امر دینی میں لہو لہائی بہت ہو گئی ہے سولائزم بہ آتا ہے کہ موافق حکایت ظہیر الدین

المرغيناني وكذا من يحضر التراويح في ليالي رمضان لاستماع تسبيح المؤذنين في الجوامع والمساجد اسماء الله  
مرغینانی کے کافر ہو جاوین اور ایسے ہی جو تراویح میں ماہ رمضان کی راتوں کو جوامع اور مساجد میں مؤذنون کی تسبیحات سننے کے واسطے جمع ہوتے ہیں کیونکہ

الواقعة فيها مثل يا حنان يا منان يا ذا الجود والاحسان نحو سبحان ذي الملك الملوك سبحان ذي العزة  
جو تسبیحات کو اندر آئے ہیں جیسے یا حنان یا منان یا ذا الجود والاحسان اور جیسے سبحان ذي الملك الملوك سبحان ذي العزة

والجبروت وغير ذلك من الاسماء الحسنى والصفات العليا بكثرة الانعام والالحان يغيرونها و  
واجبروت اور اور سو الکی اسماء حسنی اور صفات علیا انہیں کثرت سے تغیر اور الحان کر کے اس قدر تبدیل اور تغیر اور

يخرفونها ويخفونها الى مرتبة لا يمكن تمييزها وتشتبهها مثل قولهم سبحان المالك الى ان سبحان المالك  
تخریف اور افکار کرتے ہیں کہ ممکن نہیں کہ ذرہ تمیز اور تعین ہو سکے کچھ نہ سبحان الملك الحنان کو یوں پڑھتے ہیں سبحان المالك الحنان سبحان المالك

المانان بافراط المد في ضمة السين فتح النون الميم في كسرة اللام والكاف وغير ذلك كذا الحان الصوفية  
المانان سین کے ضمہ میں اور نون اور ميم کے فتح میں اور لام اور كاف کے کسر میں خوب کچھ بچ کر اور سو الکی اور ایسا ہی صوفیوں کا حال ہے

مثل قولهم عقب الطعام نعيم الشكر الحمد وليد الشكر وليد اللام والراء واللام ونحوها فينبغ للمسلم ان  
جیسے کھانا کھا کر شکر کے خیال پر نکھرے ہیں الحمد وليد والشكر وليد وال اور اللام کو خوب کچھ بچ کر اور مانند کے سولہ کو لائق ہے

يجتز عن حضورها وسماعها ويطلب سجدا خاليا عنها اذ صوتها عبادة وحقيقتها معصية كبيرة فلعله  
کہ ایسی مجالس میں نہ جاوے اور ایسے کلمات نہ سنے اور مسجد جو ان مفاسد سے خالی ہونے چاہئے کہ یہ ظاہر میں تو عبادت ہے اور حقیقت میں معصیت کبیرہ ہے ایسا نہ ہو

يستحسنها وينهاهم دينه وهو لا يشعر بالحال الجمل لا يكون عذرا ولا يظن احد ان المراد بالتعني للناس قراءة  
کہ اسکو اچھا کہنے لگے اور اسکا دین بے خبری میں برباد ہو جاوے اور حال یوں ہے کہ نادانی کوئی عذر نہیں ہے اور کوئی یہ خیال نہ کرے کہ تعنی لوگوں کے سامنے یہ ہے

الآيات الاستعارية بالصوت الموزونة دون قراءة القرآن والاذكار فانه ظن فاسد بل هو بعم التعني بالقرآن  
کہ بتین اور شعر آواز موزون بنا کر سناوے قرآن اور ذکر میں تعنی نہیں ہوتی یہ خیال فاسد ہے بلکہ تعنی قرآن

وغيره لان الفقهاء صرحوا بكون قراءة القرآن بالالحان معصية ويكون التالي السامع اثنتان والبرازي قراءة  
قرآن کے سوا اور پڑھنے والا اور سننے والا دونوں گنہگار ہوتے ہیں اور تیسری وجہ وجوہات مذکورہ میں سے یہ ہے کہ یہ حدیث مذکور

القرآن بالالحان معصية والتالي السامع اثنتان والوجه الثالث من تلك الوجوه المذكورة ان الحد المذکور  
قرآن کے سوا پڑھنا گناہ ہے اور پڑھنے والا اور سننے والا دونوں گنہگار ہوتے ہیں اور تیسری وجہ وجوہات مذکورہ میں سے یہ ہے کہ یہ حدیث مذکور

يكون معارضا لما اخرج الترمذي عن حذيفة انه عليه السلام قال قرء القرآن بلسان العرب واصواتها ويا  
اس حدیث سے معارضی ہے جو ترمذی نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن کو عرب کو لہجہ اور آواز پر پڑھا کرو





ولایحی ویرضی جرحهم مفتونة قلوبهم وقلوب من یحبهم شأنهم ذکر هذا الحدیث الامام الجعفری  
اور قرآن کے گونے بیجا اور کج اور ان کے دل جو انکی وضع سے نہ کرتے کہیں فتنہ میں ہیں اس حدیث کو امام جعفری نے

فی شرح الشاطبی هو اصل عظیم فی هذا الباب الذی هو جواز التغنی بالقرآن وعدم جوازہ وعلیہ  
شاطبی کی شرح میں ذکر کیا ہے اس باب میں یہی اصل ہے یعنی قرآن میں تغنی جائز ہونے کی اور جوازہ نہ ہونے کی اور

یتفرع مسائل هذا الباب ومن لم یقف علی هذا الاصل یغلط کثیرا اذ جعل بعضهم التغنی حراما  
اس باب کے مسائل اس ہی پر نہیں ہیں اور جو شخص اس اصل سے واقف نہیں ہے بہت غلطی کرتا ہے اس واسطے کہ بعضے تغنی کو

فی جمیع الادیان فیلزم الکفار مستحله وبعضهم اجازة فی الشریعة المحمدیة وکذا للحن فتخیر  
جمیع ادیان میں حرام کہتے ہیں اب لازم آتا ہے کہ حلال سمجھنے والا کافر ہو اور بعضوں نے شریعت محمدیہ میں جواز رکھا ہے اور ایسے ہی لمن کا حال ہے

النظر الی هذه الاقوال فلا ید من معرفة معنی التغنی والحن وما هو المراد منهما عند القائلین بالجواز  
سو جو کہ ان اقوال کو دیکھتا ہے حیران ہوتا ہے اب تغنی اور حن کو معنیوں کا سمجھنا ضروری اور جو ان دونوں سے مراد ہے انکی جواز کے قائل ہیں

والقائلین بعدم الجواز حتی یتخلص من ورطة التحیر والهلاك اما التغنی فهو ما من التغنی بالکسر  
اور انکی جو ناجائز بتاتے ہیں تاکہ وہ حیرانی اور ہلاکت کی بھنور سے بچ سکیں اور یہ ہے اب تغنی یا تو مشتق ہے غنی سے جو غن کی زبرد سے ہے

والفصا ومن الغناء بالکسر المدرفان کان من الاول فهو بمعنی الاستغناء وان کان من الثانی  
دون مد کے اور یا غنا سے مشتق ہے غین کے زیر اور مد سے پھر اگر تغنی اول سے مشتق ہے تو اس کے معنی استغنا ہے نیازی کے ہیں اور اگر دوسرے سے مشتق ہے

فهو بمعنی الترنم والترجیع والتطریب اذ الغناء هو الصوت الموزون الیق الحزین والتغنی الترنم والترجیع  
تو اس کے معنی سرود اور آواز کا بلند اور پست کرنا اور بھانا اس واسطے کہ غنا آواز موزون بنی ہوگی نرم دلیں چھتی ہوگی کو کہتے ہیں اور تغنی اور ترنم اور ترجیع

والتطریب استعمال ذلك الصوت الموزون وترد یدة فی الحلق بأدخاله داخل الحلق مرة واخرجه  
اور تطریب اس آواز موزون کا بڑھا اور استعمال کرنا اور اس کا حلق میں پھرانا کہ ایک بار حلق کے اندر لیجانا اور پھر اسکا باہر لانا

اخری علی الطريقة المستفادة من الموسیقی وهذا هو المشهور المعروف التغنی سے مراد ہے جو کہ تمام دینوں میں حرام ہے  
اور یہ ہی مشہور معروف تغنی سے مراد ہے جو کہ تمام دینوں میں حرام ہے

الادیان سواء اقرن بالقرآن او بالاذان او بالخطبة او بالاذکار او بالاشعار او لم یقرن بشی منها  
برابر ہے کہ قرآن میں جاری ہو یا اذان میں یا خطبہ میں یا ذکر و نین یا اشعار میں یا انین سے کسی میں بھی نہ ہو

ولذلك لما بین صاحب جمع الفتاوی ان استماع صوت الملاهی كالضرب بالقصب وغير ذلك  
اور اس ہی لیے جو کہ صاحب مجمع الفتاوی بیان کیا کہ بیشک ملاہی کی آواز کا سنا جیسے ڈنکے وغیرہ سنے بجانا

هی حرام ومعصیة لقوله علیه السلام استماع الملاهی معصیة الجاوس علی ما فسق والتلذذ بها من الکفر ومن سمع  
یہ سب حرام اور معصیت ہے واسطے ارشاد نبی علیہ السلام کہ استماع ملاہی کا معصیت ہے اور اسکو پیشہ کرنا فسق ہے اور اس سے مزہ اٹھانا کفر ہے اور جس کا نین

بغته فلا تم علیہ لکن یحییٰ بجمہد کل الحمد حتی لا یسمع کما روی انه علیه السلام ادخل صعبه  
ناگاہ آواز آگئی تو اس پر گناہ نہیں لیکن واجب ہے کہ تمام ترکوشش کرے کہ وہ آواز کان میں نہ آدے کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے آواز سکر اپنے کانوں میں نہیں لی

فی اذنیہ عند سماعه قال دلت المسئلة علی ان مجرد الغناء والاستماع الیه معصیة وان لم یقرن  
وہ لیں حین کہا ہے کہ اس مسئلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلق غنا اور اسکا سنا معصیت ہے اگرچہ کسی

بشعی من القرآن وغیرہ ووجه الدلالة ان الحاصل من الملاهی مجرد الصوت الموزون لا غیر فیکون مجرد  
سے ہیں قرآن وغیرہ کے جاری نہ ہو اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ حاصل ملاہی یعنی آواز موزون ہوتی ہے اور کچھ نہیں ہوتا تو اب صرف



رفع الصوت الموزون وخفضه وترديده في الحلق من غير اقتزان بشئ من القرآن وغيره كما يفعله المحسنون

آواز موزون کا بلند کرنا اور پست کرنا اور حلق کے اندر پھرانا بدون اس کے کہ قرآن وغیرہ میں جاری ہو جیسے کہ خوشنودان پڑھتے ہیں

معصية وكذا اذا اقرن بالقران او الاذان والخطبة او غيرها من الاذكار بل هو اسوء واستغلامه خلط المعصية بالعبادة

سب گناہ ہے اور ایسے ہی جب قرآن اور اذان اور خطبہ اور اذکار میں جاری ہو بلکہ یہ بدتر اور شیع تر ہے ایسے کہ معصیت کو عبادت میں ملا دیا

وتلقب بالدين ان اعتقد هذا الصنيع الشنيع عبادة فهو معصية اخرى سداستقبا حان من الاولي اما الحسن

اور دین میں کہیں شروع کیا اور اگر اعتقاد کرتا ہو کہ عمل بد عبادت ہے تو یہ الگ بڑا ہی گناہ ہے گناہ سے سخت تر ہے اور برا کھن

فهو على ما فهم من كلام صدر الشريعة في باب الاذان انه قد يكون بتجريف الكلمات بان ينقص حرفا من

سو وہ موافق اس مضمون کے جو صدر الشریعت کے کلام سے باب اذان میں معلوم ہوتا ہے یہی کہ کھن کبھی کلمات کی تفسیر سے ہوتا ہے اسطورہ کہ کوئی حرف اس کے

حروفها سواء كان حرف مد او غيره او بان يزيد فيها حرفا من حروف المد او غيرها او قد يكون بتغيير صفتها

حرفوں میں کم کر دے یا کوئی اور ہو یا اسطورہ ہوتا ہے کہ آئین کوئی حرف مد وغیرہ میں سے بڑھادے اور کبھی حرفوں کے صفات کے بدلنے سے

حروفها بان ينقص شيئا من كيفيات الحروف او يزيد كالحركات والسكنات والمدات غير ذلك من الادغام و

ہوتا ہے اسطورہ کہ کچھ کیفیات حروف کے کم کر دے یا زیادہ کر دے جیسے حرکات اور سکانات اور مدات اور سوا اس کے ادغام اور

الاخفاء وامتباع الحركات وتوفير الغنائم ونحوها مما يطول تعدادها على ما ذكر في كتب التجويد قد يستعمل اللحن

خفی کرنا اور حرکات کا پرمحانا اور غنائم کا پورا کرنا اور مانند اس کے جبکی گنتی بہت ہے چنانچہ کتب تجوید میں مذکور ہے اور کبھی کھن کو

التقني وقد يطلق كل من هذه الالفاظ ويراد به مجرد حسن الصوت من تغيير لفظ فعلى هذا متى قيل يجوز قراءة القرآن

تقنی کے معنوں میں لیتے ہیں اور کبھی ان تمام لفظوں سے زری خوش آوازی بدون تغیر لفظ کے مراد ہوتی ہے پس اس اختلاف کو موافق کتب میں کوئی نہ کرنا

بالالحن يراد به حسن الصوت ولحن العرب كما في قوله عم اقرء القرآن بلحن العرب بلحن العرب اصواتهم الطبيعية

الکان سے جائز ہے تو خوش آوازی اور عرب کا لحن مراد ہو گا چنانچہ اس حدیث میں ہے قرآن کو عرب کے لحن پر پڑھو اور مراد عرب کے لحن سے عربوں کی اصلی طبیعت

هي مد الممدود وقصر المقصور وترقيق المرقق وتفهيم المفهم وادغام المدغم واطهار المظهر اخفاء المخف وغير ذلك مما هو

یعنی مدداز کرنا محدود کا اور قصر کرنا مقصور کا اور ہلکا کرنا ہلکے کا اور پُر کرنا پُر کا اور ادغام کرنا قابل لغام کا اور ظاہر کرنا قابل اظہار کا اور خفی کرنا قابل اخفا کا اور سوا اس کے جو

لازم في كلامهم الذي هو سليقة لهم لا يحسنون غيره ومتى قيل قراءة القرآن بالالحن حرام يراد به لحن اهل الفسق

کلام میں لحنات ہیں جو انکا اصل طریقہ ہے کہ اس کے خلاف کو اچھا نہیں سمجھتے اور جب کوئی یہ کہے کہ قرآن کا پڑھنا لحن سے حرام ہے تو اب کھن فاسقوں کی مراد میں

كما في قوله لايكروا لحن اهل الفسق والمراد بلحن اهل الفسق الانغام المستفاد من الموسيقى اذ من يفعلها يكون من اهل الفسق كما به

جیسے اس حدیث میں ہے فاسقوں کو کھن سے جو پڑھو اور فاسقوں کو کھن سے وہ لغات مراد ہیں جو کہوں کر طرز پر ہوتی ہیں ایسے کہ جو شخص یہ نغمی کرتا ہو وہ فاسق ہے کیونکہ

كبره الا ترى ان باحذيفة وغيره من المشائخ يديجون قراءة القرآن بالالحن كما ذكر في بعض الفتاوى وعلى تقدير كون الالحن

کبیرہ اختیار کر رکھا ہو دیکھنا نہیں کہ امام ابو حنیفہ وغیرہ مشائخ قرآن کا پڑھنا سبوح کہتے ہیں چنانچہ بعضے فتاویٰ میں مذکور ہے اور جس صورت میں کہ مراد اس سے

الانغام المستفاد من الموسيقى كيف يديجون نغمات صريح النهي عنها بقوله عليه السلام اياكم ولحن اهل الفسق على تقدير كون الالحن

وہ لغات ہوں جو علم موسیقی کے طرز پر ہوتی ہیں تو کیونکر سبوح کہہ سکتے باوجود کہ اس حدیث میں ضائع فرمایا ہے فاسقوں کے کھن سے بچتے رہو اور اگر مراد اس سے

حسن الصوت ولحن العرب كيف يديجونها وقد امر بها النبي بقوله لاقرا القرآن بلحن العرب قد يقع الغلط على افهام بعض الناس فيظنون المراد

خوش آوازی اور لحن عرب کا ہو تو کیونکر منع کر سکتے باوجود کہ نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں ارشاد کیا قرآن کو عرب کے لحن پر پڑھا کرو اور مشائخ بعضے لحن کی سمجھنے پر غلطی کرتے ہیں وہ یہ کہان

بسن الصوت المطلوب في قراءة القرآن الخطبة والاذان في اللغة العربية المشبه بها لما يرد في كلامهم عن هذا المعنى لغزولون ثم انهم لا يكتفون بما ارتكبوا

خوش آوازی سے جو قرآن کو پڑھنے اور اذان میں درکار ہے وہ ہی تقنی مشہور معروف ہے افسوس افسوس انکی سمجھ بڑھی تو یہ کہ وہ ان معنی سے بہت دور ہیں یہ تقنی نہیں اختیار کر سکتے



بل يقعون في طعن السلف الصالحين وينسبون اليهم الفعل المحرم في جميع الاديان حيث يعتقدون ان الغناء  
 بل غناء سلف كونه ديني من اورا غير ايسر فعله في جوامع مذمومين حرام ہے سمت لیتے ہیں اس واسطے کہ یہ اعتقاد کرتے ہیں کہ بیشک یہ غنا  
 الذي يفعلونه اليوم هذا الذي كان السلف يفعلونه ومعاذ الله ان يظن بهم هذا من وقع له ذلك يتعين  
 کہ جواب عمل میں آتا ہے یہ وہ ہی غنا ہے جو سلف بزرگ استعمال کرتے تھے خدا کی پناہ انکی طرف ايسے گمان سے اور جسکے خیال میں یہ وسوسہ گنہگار  
 عليه ان يتوب عنه ويرجع الى الله تعالى الا فهو من الهالكين الا ترى ان حسن الصوت في الاذان مندوب  
 تو اسکو ہی چاہیے کہ اس عقیدے سے توبہ کرے اور خدا کی طرف رجوع کرے نہیں تو وہ ہلاک ہوا کیونکہ انہیں حسن صوت اذان میں مستحب  
 ومطلوب مع ان التغني فيه حرام ومكروه منصوص كراهته في عامة الكتب من الامتون في الشرح الفناوي  
 اور مقصود کتابا وجودیکہ تغنی اذان میں حرام اور مکروہ ہے آسکی کراہت صاف صاف تمام متنوں اور شرحوں اور فتاویٰ میں  
 مع ضرب التأكيد والتحذير قد صدق الانكار على فاعله عن النبي عليه السلام عن الصحابة والتابعين  
 تاکید اور تحذیر مذکور ہے اور بیشک بڑائی تغنی کر نیوالے کی نبی علیہ السلام سے اور صحابہ اور تابعین وغیرہ  
 من السلف والخلف اذ روى عن ابن عباس انه عليه السلام كان له مؤذن يطرب في نهاره عن ذلك وروى ان  
 اگلے اور پچھلوں سے ثابت ہوتی ہے اس واسطے کہ ابن عباس سے روایت ہو کہ نبی علیہ السلام کو بیان ایک مؤذن مطرب تھا اس مؤذن کو اسے باز رکھا اور روایت ہے  
 رجلا قال لابن عمر في احبك في الله فقال له ابن عمر اني ابغضك في الله لانك تغني في اذانك وظهر من  
 کہ ایک شخص نے ابن عمر سے کہا میں تمکو اللہ کے واسطے محبوب رکھتا ہوں پس ابن عمر نے جواب دیا میں تجکو خدا کے واسطے بڑا بغاوت ہوں اسلئے کہ تو اذان میں تغنی کرتا ہے اب  
 هذه الوجوه كلها ان المراد بالتغني في الحديث المذكور سابقا ليس ما هو المعروف المشهور بل المراد به الاعلان  
 ان نام وجوہات سے ظاہر ہوتا ہے کہ تغنی سے جو پہلی حدیث میں آیا ہے وہ ہی تغنی معروف و مشہور مراد نہیں ہے بلکہ تغنی سے قرآن کا ظاہر پڑھنا  
 بالقران الافصاح به كانه عليه السلام جعل الجهر به تبعا لاقراءه بتوحيد الله تعالى نبوة انبياءه في كونه  
 اور فصیح زبان سے پڑھنا اور جو نبی علیہ السلام نے قرآن بلند آواز سے پڑھنے کو بمنزلہ اقرار کے ٹھہرایا ہے واسطے توحید اللہ تعالیٰ کے اور انبیاء کی نبوت کو اس باب میں  
 من شعائر الاسلام كالاعلام بالشهادتين في صحة الايمان او المراد به الاستغناء بالقران عن الاستغناء  
 کہ نشان اسلام کا ہر جیسے دونوں شہادت کا ظاہر کرنا واسطے درستی ایمان کے نشان ہے یا تغنی سے مراد بت قرآن کی شعروں سے اور  
 احاديث الناس فقد رجع التغني لهذا المعنى وان كان بجي تغفل بمعنى استغفل قليلا لكن قلة الاستعمال  
 جہان کے تقے کہانیوں سے بے نیاز ہونا بیشک تغنی کے یہی معنی ہیں اگرچہ وزن تغفل کا استغفل کے معنوں میں کثرت آتا ہے لیکن قلت استعمال سے  
 لا يمنع احتمال الارادة والمراد به التجويد والترتيل فانه زين للقران لاسيما مع حسن الصوت فان التغني بمعنى حسن  
 احتمال ارادے کا نہیں موقوف ہوتا اور مراد اس سے تجويد یا ترتیل ہے کیونکہ اس سے قرآن کو زینت ہوگی ہے خاصکر خوش آواز سے ترتیل یا تجويد  
 الصوت مندوب على ما ذكره التاتارخانية ان التغني بالقران ان لم يغير الكلمة عن وضعها بل يحسنه بحسين  
 آواز سے مستحب ہر چنانچہ تاتارخانیہ میں یہ مذکور ہے کہ تغنی قرآن میں اگر کلمات کو اپنی وضع سے تبدیل دے بلکہ اسکو آراستہ کر دے  
 الصوت وتزين القراءة فذلك مستحب عندنا في الصلوة وخارجها وان كان يغير الكلمة عن وضعها يوجب  
 اور قرأت کو زینت دی تو یہ تغنی ہمارے نزدیک نماز میں اور نماز سے باہر بھی مستحب ہے اور اگر تغنی کلمات کو اپنی وضع سے بدل دالہ  
 فساد الصلوة لان ذلك منتهى عنده وقال له توشيتي للقراءة على الوجه الذي يهيج الوجد في قلوب السامعين  
 تو نماز کو بگاڑتی ہے اسلئے کہ یہ تغنی ممنوع ہے اور توشیتہی کہتا ہے کہ اس شکل قرأت جو سننے والوں کے دلوں میں شور مچا دے  
 ويورث الحزن ويحلب الدموع مستحبة ما لم يخرجها التغني عن التجويد ولم يصفه عن مراعات المنظم في الكلمات  
 اور اندوہ پیدا کرے اور آنسو بہاوے مستحب ہے بیشک اگر تغنی تجويد کو نکال دے اور منظم سے جو کلمات اور حروف میں رعایت کی جاتی ہے دور کر دے







یوجب الجهر علی خلاف الاصل وهو کونه اعلاما لاوقات الصلوة وهذا المعنی الزائد اوجب فیہ حکما عارضا علی  
 جس سے پکار کر کھن اعلیٰ کے برخلاف واجب ہو گیا اور صحت یہ ہے کہ نماز کے وقتوں کی خبریں میں اسے بڑی بات نے اور میں ایک حکم عارضی اعلیٰ واجب کر دیا ہے  
 الاصل وهو الجهر لانه لا یصح ان یکون اعلاما الا بصفة الجهر بیان ان الاذان وان کان ذکر اوجب الاخفاء  
 یعنی پکار کر کہنا اس واسطے کہ اذان بدون پکار کر کہنے کے اعلام نہیں ہو سکتا اس کا بیان یہ ہے کہ اذان اگر جہ ذکر ہے جس میں اخفاء واجب ہے  
 الا ان الاخفاء امتنع فیہ مانع قوی ہو کونہ اعلاما لان اعلام لا یکن حصوله الا بصفة الجهر وجود  
 پریشک اس میں اخفاء قوی مانع کے سبب امتنع ہے وہ مانع یہ کہ وہ اعلام ہے اس واسطے کہ اعلام بدون پکار کر کہنے کے حاصل ہونا ممکن نہیں ہے اور ایک  
 علة توجب حکما علی وجه لا ینتفع وجود علة اخرى توجب حکما اخر فالحال الاول بل اسمہ ایضا یدل علی  
 علت سے اور حکم اسطور پر واجب ہوتا ہے کہ اذان اور اس کی علت کا پیدا ہونا ممنوع نہیں ہوتا جس سے اور حکم اول کے برخلاف واجب ہو جاوے بلکہ اذان کا نام ہی یعنی اذان نکالت  
 وجوب الجهر فیہ لانه فی اللغة الاعلام مطلقا و فی الشریعة اعلام مخصوص علی وجه مخصوص بالفاظ  
 کرتا ہے کہ اس میں جہ واجب ہے اس لیے کہ اذان کے معنی مطلق اعلام کے ہیں اور شریعت میں خاص اعلام کو کہتے ہیں بطور خاص الفاظ مخصوص سے  
 مخصوصة وقد سبق ان الاعلام ینتفع حصولہ بدون الجهر بل سببہ ایضا یدل علی لزوم الجهر فیہ وهو انه  
 اور اوپر گذر چکا ہے کہ اعلام بدون جہ کے ہرگز نہیں ہو سکتا بلکہ اذان کے ایجاد کا سبب ہی دالالت کرتا ہے کہ اس میں جہ لازم ہے وہ سبب یہ ہے  
 علیہ السلام لما قدم المدينة و بنی المسجد شاورا صحابہ فیما یحفل علامة لمعرفة وقت الصلوة و حضور الجماعة  
 کہ بنی علیہ السلام جب مدینہ میں تشریف لائے اور مسجد تیار کی تو صحابہ سے مشورہ کیا کہ اوقات نماز کے پہچان اور جماعت میں آنے کے لیے کیا علامت مقرر کریں  
 فذکر له ضرب الناقوس فقال هو من شعائر النصارى فذکر له النفر فی القرآن فقال هو من شعائر الیہود فذکر  
 کسی نے ناقوس کا بجانا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا وہ طریقہ نصاریٰ کے ہے پر حضور ہونے کے ذکر کیا پر آپ نے فرمایا یہ یہود کا طریقہ ہے پھر کسی نے  
 له ایقاد النار فقال هو من شعائر الجوس فتمرقوا من غیر ان یتفقوا علی شیء وکان فیہ عبد اللہ بن زید لا تضارک  
 آگ جلانے کا ذکر کیا پر آپ نے فرمایا یہ طریقہ مجوسیوں کا ہے پھر یہی اختلاف رہا کہ ایک بات پر متفق ہوئے اور اس مجمع میں عبد اللہ بن زید نصاریٰ کے ہی تھے  
 فاهتم ہما شدیداً لہ رسول اللہ علیہ السلام فلم یأکل الطعام تلك الليلة فبات مہتما فلما اصبح اتی رسول  
 سوا دن کو سبب فکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑی سخت فکر لگی کہ اس نے اس رات کو کھانا نہ کھایا اسے منکر میں سو گیا جب صبح ہوئی تو رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انی کنت بین النور والیقظة اذ ساریت نازلا من السماء علیہ  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میں کچھ سوچتا کچھ جاگتا ہوتا نا گاہ مجھ کو ایک شخص آسمان سے اترتا نظر آیا  
 بردان اخضر ان فقام علی جرم حائط واستقبل القبلة وقال اللہ اکبر اللہ اکبر الی قام کلمت الاذان فقال  
 دو چادر سبز اوڑھے ہوئے پر وہ گہر کی دیوار پر رہا اور بعد کہ ابھو کر کہنے لگا اللہ اکبر اللہ اکبر اذان کی آخر عبارت تک پس  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هذا الرؤیا حق فالحق ما رأیتہ علی ہلال فانہ امد منک صوتا فالقیته  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خواب حق ہے سو جو تو نے دیکھا ہے ہلال کو کہتا ہے بلکہ بلال نے اپنے آواز پر سوچا اور کو کہا ہی  
 علیہ فقام علی ارفع سطحی فاذا ن فسمعه عمر بن الخطاب وکان فی بیتہ فخرج یحمر انہ حتی اتی رسول اللہ  
 پھر بلال نے ایک اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر اذان پڑھی پس وہ اذان عمر بن الخطاب نے اپنے گہر میں سنی سو چادر کھینچتے ہوئے گہر سے نکل کر رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ والذی بعثک بالحق لقد رأیت مثل ما قال فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہے اس اللہ کی جس نے تم کو برحق بیجا ہو کر بھیج دیا ہے وہی جیسا کہ میں نے دیکھا ہے جیسے بلال کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فقلہ الحمد لله انہ رأى فی المنام تلك الليلة احد عشر رجلا من الصحابة مارواہ عبد اللہ بن زید فلما  
 فرمایا اللہ الحمد اور روایت ہے کہ اس رات کو گیارہ مرد صحابوں نے خواب میں یہ ہی دیکھا تھا جو عبد اللہ بن زید نے روایت کی ہے



ثبت شرعیة الاذان بهذا الریة التي تشهد بحقیقتها النبی علیه السلام كان من شعائر الاسلام حتى لو  
اذان کا شروع ہونا اور خواب سے ثابت ہو چکا جسکے حقیقت میں بنی علیہ السلام نے گواہی دی تو اذان نشان اسلام کا مقرر ہو گیا یہاں تک کہ اگر  
اصراً علی ترکہ اهل مصر و اهل قرية و اهل محلة اجبرهم الامام علی الایمان به وان لم  
کسی شہر یا گاؤں والے یا محلو والے اذان سراسر جوڑ دین تو امام وقت اور غیر نور دیکر بڑھو اسے اور اگر

يفعلوا قاتلهم لانه لما كان من اعلام الدين كان الاصدار على تركه استخفاً بالدين فيسلم القتال وقد  
میں تو اور پھر جہاد کرے اس واسطے کہ جب اذان اعلام دین سے ہوئی تو اس کا سزا ترک کر دینا دین کا استخفاف ہے اس لیے جہاد کرنا لازم ہوا اور

سروى عن النسابة عليه السلام كان اذا طلع الفجر وكان يسمع الاذان فان سمع الاذان أمسك ولا اغار  
الشمع سے روایت ہے کہ بنی علیہ السلام کا سفر جہاد میں یہ روایت تہا جب صبح ہوتی تو اذان کی طرف کان لگاتے اگر اذان کی آواز سنیں تو ترک نماز نہیں تو نماز کرتے

يعنى انه عليه السلام اذا اراد ان يغير الكفار كان من عادته ان يسير بالليل فاذا وصل البلد لا يمشي  
مراد ہے کہ بنی علیہ السلام کفار پر غارت گری کا ارادہ کرتے تو یہ عادت تھی کہ رات کو روانہ ہوتے جب کسی ایسے شہر پہنچتے کہ اس کا حال معلوم ہوتا

حالمًا ينتظر الصبح وليستمع الاذان ليعلم ان تلك البلدة بلدة المسلمين و بلدة الكفار فان سمع الاذان أمسك  
تو صبح تک منتظر رہتے اور اذان کی طرف کان لگاتے تاکہ یہ امر معلوم ہو جاوے کہ یہ شہر مسلمانوں کا ہے یا شہر کفار کا ہے پھر اگر اذان سن جائے تو غارت گری سے

عن الاغارة و تركها وان لم يسمع الاذان اغار فهذا الحديث دل على كون الاذان من اعلام الدين مع هذا  
باد رہنے اور اس شہر کو چھوڑ دینے اور اگر اذان نہ سنتے تو غارت کرتے پس یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ اذان اعلام دین سے ہے اور باوجود اسکے

يفهم منه كونه واجبا لكن عند عامة المشائخ وهو الصحيح انه سنة مؤكدة وكذا الإقامة سنة مؤكدة للصلوات  
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اذان واجب ہے پر عام مشائخ کے نزدیک اذان سنتے مؤکدہ ہے اور یہ بھی صحیح ہے اور ایسے ہی تکبیر یا پانچوں نمازوں کے واسطے سنتے مؤکدہ ہے

الخمسة اذا صليت بالجماعة اداء وقضاء وللجمعة لانها فرض لا للواجبات كصلوة الوتر والعیدین ولا للسنة  
بشرطیکہ باجماعت ہوں وقت پر اذانوں یا قضا اور جمعہ کے لیے یہی واسطے کہ جمعہ فرض ہے اور نماز واجب کی واسطے نہیں جیسے نماز تراورد و نوعید اور سنتوں کے واسطے

كالتراويح ولا للنوافل كصلوة الكسوف والاستسقاء اذا صليت بالجماعة كل واحد من تلك الصلوات يؤذن  
جیسے تراویح اور نفلوں کے واسطے جیسے نماز سورج گہن اور استسقا کی اگرچہ یہ سب نمازیں باجماعت پڑھیں اور مؤذن ٹخبر کی اذان میں

بعد فلاسر الاذان في الفجر قوله الصلوة خير من النوم مرتين لما روى ان بلالاً جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم  
پھر صلی علی الفلاح کے الصلوة خیر من النوم دو بار زیادہ کے واسطے کہ روایت ہے کہ بلال بنی علیہ السلام کے پاس آیا

فوجدناه نائمًا فقال الصلوة خير من النوم فقال النبي عليه السلام ما احسن هذا جعله في اذانك وانما خص  
تو آپ کو سوچایا پس بلال نے کہا الصلوة خیر من النوم پس بنی علیہ السلام نے فرمایا کیا خوب بات ہے اسکو تو اپنی اذان میں داخل کر لے اور خصوصیت

الفجرية لانه وقت نوم وغفلة فاحتجبه الى زيادة الاعلام والاقامة مثل الاذان لانه يزيد بعد فلاحه قوله  
فجر کی ایسے ہے کہ غفلا اور غفلت کا وقت ہوتا ہے سو اس ہی وقت تہنئہ کی حاجت زیادہ ہو اور تکبیر اذان کے ہے پر اتنا فرق ہے کہ تکبیر میں بعد صلی علی الفلاح کے الفاظ

قد قامت الصلوة مرتين و يترسل في الاذان ويجد سفي الاقامة لما روى انه عليه السلام قال لبلال اذان  
قد قامت الصلوة یعنی قائم ہوئی نماز دو بار کے اور اذان میں بڑھو بڑھو کر کے اور تکبیر میں شباب شباب کے کہیو نہ کہ روایت ہے کہ بنی علیہ السلام نے بلال سے فرمایا جب تو اذان پڑھے

فترسل و اذا قامت فاحذر والترسل ان يفصل بين كلمات الاذان بسكتة والحدان يوصل بين كلمات  
تو پڑھو بڑھو کر اور جب تکبیر کے تو جلدی کرو اور ترسل یہ ہے کہ اذان کے کلمات میں ایک ایک سکتہ کا فرق کرنا چاہو اسے اور حدید یہ ہے کہ تکبیر کے کلمات کو جلد جلد لانا چاہو

الاقامة بسرة و يترك الاعراب فيها لما روى عن ابي هريرة النخعي انه قال شيان يجزمان كانوا يعربونهما الاذان  
اور اعراب یعنی حرکات کو دونوں میں حرک کرے اس واسطے کہ ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ اہل ہند دو چیزیں حزم سے ہیں پہلے لوگ انکو اعواب نہیں دیتے تھے اذان



والاقامة قال الزبلي يعني على الوقف لكن في الاذان حقيقة وفي الاقامة ينوي الوقف قاله الهروي وعوام الناس  
 اور بکبر تر بھی کہتا ہے یعنی وقف پر لیکن اذا میں وقف حقیقی سے اور بکبریت کی نیت کرے ، قول ہوسی کہ ہے اور علوم لوگ یوں  
 يقولون الله اكبر الله اكبر الله اكبر بضم الراء الاولى وكان ابو العباس لم يرحب بها بنقل فتحة هجر اسم الله تعالى اليها  
 کہتے ہیں اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر کے نئے سے اور ابو العباس ہر اوس بار پر زہر ٹپکتا ہے اللہ کے الف کا زہر نقل کر کر اوس سار کو دیتا ہے  
 لا لقاء الساكنين كما يفته الميم وقوله تعالى لا اله الا هو مع ان الاصل في الحروف المقطعة الاسكان يترتب بين  
 واسطے جمع ہونے اور ساکن کے پیسے ہم اس آیت میں مفتوح ہو جاتا ہے ، باوجودیکہ اصل حروف مقطعات میں سکون ہے اور ادت کلمات کو ویسے ہی مرتب ہے  
 كلما تها كما شرع حتى لو قدم بعضا واخر بعضا فلا فضل الاعادة مراعاة للترتيب ولا يتكلم فيها ما ويستقبل همسا  
 جیسے شروع ہوئے ہیں یہاں تک کہ اگر کسی کو آگے اور کسی کو پیچھے کر دے تو واسطے رعایت ترتیب کے اور ہرانا ہر اور دونو کو پڑھتے ہوئے یہ بھی نہیں بولنا ہوتا ہے  
 القبلة ويلتفت في الاذان مع ثبات قدميه في مكانه يمينا عند قوله حي على الصلوة وشمالا عند قوله حي  
 پڑھے اور اذان میں دونو پاؤں جمائے ہوئے اپنی جگہ میں حی علی الصلوٰۃ کہتے ہوئے دہنی طرف منہ پھیرے اور حی علی الفلاح کہتے ہوئے بائیں طرف  
 على الفلاح لان طرفي الاذان مناجاة ووسطه مناداة ففي المناداة يستقبل القبلة لان احسن احوال  
 اس واسطے کہ اذان کے اعلیٰ اور آخر میں مناجات ہے اور اوس کے بیچ میں منادات یعنی لوگوں کو بکارنا ہے سو مناجات میں منقبذ ہے اس واسطے کہ بہتر حال  
 الذاکرين استقبال القبلة وفي المنادات يلتفت الى من يتاديه هو لانه خطاب لهما في توجيه الهم واذا كان في  
 یا واپسی کرنے والو لہذا رو قبضہ رہنا ہے اور بکار تے وقت اوسط میں منہ پھیرے چلو بکارتا ہے اس لیے کہ اب اوہی کو خطاب ہے سو اوہ کو منہ پھیرے اور اگر مؤذن  
 المناسرة ولم يحصل تمام الفائدة بتحويل وجهه مع ثبات قدميه في مكانه يستدير فيها ويجعل  
 سارو کے اندر ہووے اور منہ پھرانے سے دونو پاؤں اپنی جگہ پر جے ہوئے میں خوب فائدہ ہو تو اوس کے اندر گردش اور اپنی دونو انگلیاں اپنے کان میں کرے  
 اصبعيه في اذنيه ثم اصرى انه عليه السلام قال لبلال اجعل اصبعك في اذنيك فانه ارفع  
 اس واسطے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے بلال کو فرمایا اپنے دونو کانوں میں انگلیاں دے لے اس سے تیری آواز بلند ہوگی  
 لصوتك وان لم يجعل اصبعيه في اذنيه بل جعل يديه على اذنيه فحسن لما روى ان ابا عبد ورساة  
 اور اگر دونو انگلیاں کانوں میں نہ دے بلکہ دونو ہاتھ کانوں پر رکھے تو یہی بہتر ہے اس واسطے کہ روایت ہے کہ ابو محمد نے  
 ضوا اصابعه الاربع ووضعها على اذنيه وعن ابي حنيفة انه قال ان جعل لحد يديه على اذنيه غن للصلوة  
 اپنی چاروں انگلیاں لاکر کانوں پر رکھ لی تو اس واسطے کہ روایت ہے کہ فرمایا اگر کوئی سا ایک ہاتھ اپنے کان پر رکھے تو یہی اچھا ہے اور کسی نماز کے واسطے  
 قبل دخول وقتها ويعيد في الوقت ان اذن قبله لان الاذان للاعلام بدخول الوقت فالاذان قبله يكون تجهيلا  
 وقت آنے سے پہلے اذان کہے اور وقت ہونے کے بعد دہرائی جاوے اگر اذان پہلے کہے ہو اس واسطے کہ اذان وقت آنے کی خبر دینے کے واسطے پہلے اذان کہے اور پھر  
 لا اعلاما وعند ابي يوسف وهو قول الشافعي يجوز للفجر في النصف الاخير من الليل لتوارث اهل الحرمين اهل مكة و  
 اسلام نہیں ہے اور ابو یوسف کے نزدیک اور یہی قول شافعی کا ہے فجر کے لیے اسی رات گذرنے کے بعد اذان جانے کا سبب عمل درآمد میں آتا ہے  
 اهل المدينة والحجة على الكل قوله عليه السلام لبلال لا تؤذن حتى يستبين لك الفجر هكذا فميدة عضاو  
 اہل مدینہ کے اور سب کی دلیل یہ حدیث ہے جو اپنے بلال سے فرمایا اذان مت دینا جب تک تجھ کو فجر کا ظہور نہ ہووے پھر اپنا اذان عرض میں کہنا اور  
 لظهور التواني في الامور الدينية امتحن المتأخرون لتثويبين الاذان والاقامة في الصلوة كما سوت المغرب  
 اور مدینہ میں سستی جو ظاہر ہونی لگی ہے تو متاخرین علمائے تثویب کو درمیان اذان اور تکبیر کے بعد مغرب کے تمام نمازوں میں پسند کیا ہے  
 وهو العود الى الاعلام بعد الاعلام بحسب تعارفه كل قوم لانه مبالغه في الاعلام فلا يحصل ذلك الا بما يتعارفونه  
 اور تثویب دوبارہ آگاہ کرنا ایک دفعہ آگاہ کر کے معارف تعارف ہوا ہے کہ تثویب اعلام میں مبالغہ ہوتا ہے اور تعارف قوم کے نہیں ہو سکتا



و ابو يوسف خص به من له زيادة اشتغال بامور المسلمين كالامير والقاضي المفتي لانهم لا يعرفون وقت  
 اور امام ابو يوسف تنويب كوفاس کرتے ہیں اس شخص کے واسطے جسکو تنخواہ کا رو بار مسلمانوں کا لگا رہتا ہو جیسے امیر عالم اور قاضی و مفتی ایسے کہ ان حضرات کو وقت  
 المصنوع ولو حضره اكما سمعوا الاذان ولم يحضر الجماعة محتاجون الى انتظار فيعطل مصالح المسلمين في ينبغي  
 حضور کا دعویٰ نہیں ہوتا اور اگر یہ لوگ اذان سنتے ہی ایسے آکر ہوں اور جماعت جمع نہ ہو تو انتظار کرنا چاہیے پھر مسلمانوں کے کاروبار مغل مٹوی رہیے اور مؤذن کو یوں چاہیے  
 للمؤذن ان يفصل بين الاذان والاقامة ويكبر وصاها ما لان المقصود من الاذان اعلام الناس بدخول  
 کا اذان اور اقامت کے چھوٹی جگہ درنگ کیا کرے دونوں کے متصل بدون فاصلہ کے گنا مکروہ ہے ایسے کہ غرض تو اذان ہو لوگوں کا آگاہ کرنا ہے

وقت الصلاة ليتهيؤوا لها بالطهارة فيحضروا المسجد الاقامتها وبالوصل ينتفخ هذا المقصود وطريق الفصل  
 کہ وقت نماز آیا ہو تاکہ وہ نماز کی تیار کریں و صلوٰۃ غسل کر مسجد میں نماز کے لیے آئیں اور دونوں کے ملا دینے میں غرض فوت ہونی ہے اور طریق فاصلہ مکروہ  
 ان الصلاة ان كانت مما يتطوع قبلها يفصل بينها بصلاة سنة كانت او غيرها لما روى عن عبد الله  
 کہ اگر نماز ایسی ہو کہ اس سے پہلے نفلین پڑھی جاتی ہیں تو ان کے ہمچین نماز پڑھنے کے خواہ سنت ہو خواہ اور کچھ ایسوں کے روایت ہے عبد اللہ

ابن مغفل نه عليه السلام قال بين كل اذانين صلاة بين كل اذانين صلاة ثم قال في الثالثة لمن شاء والمراد  
 ابن مغفل سے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہر وقت درمیان دونوں اذان کے نماز ہر وقت درمیان دونوں اذان کی نماز پھر تیسری دعویٰ میں فرمایا جو شخص چاہتا ہے اور اگر  
 بالاذنين الاذان والاقامة على طريق التغليب والمراد بالصلاة التطوع سواء كان سنة او غيرهما من النوافل  
 دو اذان تو اذان اور کبیر ہے بطور تغلب کے اور نماز سے مراد نماز نفل ہے برابر خواہ سنت ہو یا اور کوئی نفل

لا الفرض بدليل تخييرة عليه السلام في المرة الثالثة بقوله لمن شاء وهو حث على التفضل بين الاذان  
 فرض مراد نہیں ہے اس دلیل سے کہ نبی علیہ السلام نے تیسری بار میں اختیار دے دیا اس لفظ سے لمن شاء اور اس میں اذان اور کبیر کے ہمچین نفل پڑھنے کی توجیہ  
 والاقامة لان الدعاء لا يرد بينهما على ما روى عن انس انه عليه السلام قال يرد الدعاء بين الاذان والاقامة  
 اس واسطے کہ دعا اذان اور کبیر کے درمیان ہوتی موافق روایت انس کے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ دعا درمیان اذان اور کبیر کے رد نہیں ہے

فاذا كان الدعاء غير مردود بينهما يكون العبادة بينهما افضل ان لم يفصل بينهما بصلاة يفصل بينهما  
 جب اذان اور کبیر کے ہمچین دعا مردود نہیں ہوتی تو عبادت ان کے ہمچین افضل ہے اور اگر ان کے ہمچین نماز پڑھ کر درنگ نہ کرے تو اتنی دیر تک  
 بجلسة مقدارها ما يتمكن فيه قراءة عشرين آية او مقدار ما يصله اربع ركعات لحصول المقصود به  
 بیٹھا ہی رہے جتنی دیر میں بیٹھ کر آئین پڑھ سکے یا اتنی دیر تک جس میں چار رکعت نماز پڑھ سکے کیونکہ اس میں مقصود پورا ہوتا ہے

وان كانت الصلاة مما لا يتطوع قبلها كصلاة المغرب فعند ابى حنيفة يفصل بينهما قائما بسكته  
 اور اگر وہ نماز ایسی ہے جس میں اس سے پہلے نفلین نہیں ہیں جیسے مغرب کی نماز سو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اذان اور کبیر میں اتنی دیر چھپکا کر گزارے  
 مقدار ما يتمكن فيه من قراءة ثلاث آيات وقصارا و آية طويلة وفي رواية عنه مقدار ما يخطو ثلاث  
 جس میں آئین چھوٹی یا آیت طویل پڑھ سکے اور ایک روایت میں امام سے اتنی دیر جس میں تین قدم پھر لے

خطوات ثم يقبل لان التعجيل مأمور به والتاخير مكروه فيكفي بادن الفاصل ليكون اقرب الى التعجيل  
 پھر کبیر کے اس واسطے کہ تعجيل کا حکم ہے اور دیر لگانا مکروہ ہے سو ادنیٰ فاصلہ کنایت کرتا ہے تاکہ تعجيل سے قریب چلے  
 وعندهما يفصل بينهما بجلسة خفيفة لان الوصل مكروه ولا يحصل الفاصل بالسكته لوجودها  
 اور صاحبین کے نزدیک ان دونوں میں تھوڑی سی نشست کا فاصلہ کرے ایسے کہ ملا دینا مکروہ ہے اور سکتہ کا کچھ فاصلہ نہیں ہے کیونکہ سکتہ تو

بين كلمات الاذان فيجلس مقدار ما يجلس الخطيب في الخطبتين وتقضى لفائتة باذان اقامتها لانها  
 اذان کے کلمات میں بھی موجود ہے سو اتنی دیر بیٹھ جاوے جتنی دیر خطیب دونوں خطبوں میں بیٹھتا ہے اور نماز فائتہ کے قضا کر لے اذان اور اقامت دونوں کے واسطے



من سنن الصلوة لا من سنن الوقت فان كانت الغائمة واحدة تقتضى بهما ليكون القضاء على  
 کہ یہ دونوں نماز کی سنتیں ہیں کہ وقت کی سنتیں نہیں ہیں ہر اگر نماز غائمتہ ایک ہی ہو تو اذان اور تکبیر دونوں جاہیں تاکہ قضا ادا کی وضع پر  
 سنن الاذان وقد روى انه عليه السلام قضى صلوة الفجر غداة ليلة التعریر مع الجماعة باذان واقامة  
 ہو جاوے اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے لیلۃ التعریر کی صبح کو فجر کی نماز جماعت کے ساتھ اذان اور تکبیر سے قضا کی  
 وان كانت متعددة واديد قضاءها متوالية يؤذن ويقير للاولى منها ويكون فخر في الباقي ان شاء  
 اور اگر وہ نمازیں کئی ہوں اور ایک دفعہ ہی پڑھے قضا کیا جائے تو پہلے نماز کے لیے اذان اور تکبیر دونوں کی اور باقی نمازوں میں مختار ہو جائے  
 اذن واقام ليكون القضاء على حسب الاداء وان شاء اقتصر على الاقامة لساروى انه عليه السلام مشغله  
 اذان اور تکبیر دونوں کے تاکہ قضا ادا کی صورت پر ہو جاوے اور اگر چاہے اتنا ہی پڑھتا کرے اس لیے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کو مسرور کرنے  
 المشركون يوم الخندق عن اربع صلوات سوى الفجر فقتضوا الاذان واقامة وما سواها باقامة  
 جنگ خندق میں سوا نماز فجر کی چار نمازوں کی فرصت نہ دی سو آپ نے پہلے نماز مع الجماعت اذان اور تکبیر سے قضا کی اور باقی نرمی تکبیر ہی سے  
 فقط واهل السفر في المفازة يصلون بها ويكره لهم تركها لانها من سنن الجماعة والسفر لا يسقط الجماعة ولا يسقط  
 اور مسافر جگہ میں اذان اور تکبیر دونوں سے نماز پڑھا کرے اور اگر وہ کوہ و کوہ و کوہ کا ترک کرنا کر دے اس لیے کہ اذان اور تکبیر متعلقات جماعت سے اور سفر سے جماعت نہیں  
 ما هو منسبها ولو اتفوا بالاقامة وتركوا الاذان لا يكره لان الاذان للاعلام بدخول الوقت ليحضر الغائبون  
 نہ دو جو جماعت سے حلقی اور اگر مسافر نرمی تکبیر ہی پڑھتا کرے اور اذان نہ پڑھا کرے تو مکروہ نہیں ہے اس لیے کہ اذان وقت کی آجائے کسی خبریہ کے واسطے پڑھا کرے  
 والذين هم في اشتغالهم متفرقون والرفقة حاضرون وفي محل نزولهم مجتمعون ولا حاجة الى جمعهم واحضارهم  
 اور جو اپنے کام میں جا بجا لگے ہوں ان میں سب آجائے اور رفیق سفر کے حاضر رہے ہیں اور اپنی فرودگاہ میں جمع ہو جائیں تو ان کے جمع کرنے کی حاجت اور بلانے کی ضرورت نہیں ہوتی  
 واما الاقامة فهي للاعلام بالثروع في الصلوة وهو اليه محتاجون ويكره اداء المكتوبة مع الجماعة في  
 اور نرمی تکبیر سے اس خبر کے واسطے کہ نماز شروع ہو گئی اور اذکار اس کی حاجت ہوتی ہے اور فرضوں کا جماعت سے مسجد میں ادا کرنا  
 المسجد بغير اذان واقامة ولا يكره في البيوت والكره مريضاً القربة لانها كان في المصر والقربة من الاذان  
 بدون اذان اور تکبیر کے مکروہ ہے اور گھر و ان کے اندر اور باغوں میں دربار متصل قریب سے مکروہ نہیں ہے اس لیے کہ شہر اور قریب کی اذان اور تکبیر دونوں  
 والاقامة يكفيهم والمقيم في المصدر اذ اصله في بيته وحده ينبغ له ان يصل باذان واقامة ليكون الاء  
 کافی اور قریب شہر کے اندر اگر تنہا ہے تو ہر نماز سے تو ہر نماز سے اس کو یہ ہے کہ اذان اور تکبیر کھلے تاکہ نماز جماعت کی وضع پر ادا ہو جاوے  
 على هيئة الجماعة وان تركها محالاً يكره ان وجد في مسجد محله لانه وان كان مصلياً بغير اذان واقامة  
 اور اگر اس نے دونوں کو ترک کیا تو مکروہ نہیں ہے جس صورت میں کہ محلہ کی مسجد میں ہوتی ہوں اس واسطے کہ پھر سے اگرچہ حقیقت میں بدون اذان اور تکبیر  
 حقيقة لكنه مصلحاً حكاماً المؤذن في المحلة نائب عن اهل المحلة في الاذان والاقامة لنصها في آية  
 کے نماز پڑھتا ہے ہر وہ حکماً اذان اور تکبیر سے پڑھتا ہے کیونکہ محلہ کا مؤذن اذان اور تکبیر میں اہل محلہ کا نائب ہوتا ہے کیونکہ اہل محلہ نے اس کو اس ہی لیے مقرر کیا ہے  
 لذلك فيكون اذانه واقامته كاذان الكل واقامته وهذا حين اذ احين مسجواً يصل في بيته بعلقة  
 تو اب اس کی اذان اور تکبیر ایسے سے ایسے سب کی اذان اور تکبیر اس ہی واسطے جب اہل مسجد نے اپنے گھر میں نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تھا ہر وہ علقہ  
 والاسود فليل له الا تؤذن وتقيم قال اذان الحى يكفينا واما المسافر اذ اصله في المفازة وحده بغير اذان و  
 اور اسود کے تو کسی نے اون سے کہا اذان اور تکبیر کیوں نہیں کہتے تو انہیں سو دنے جواب دیا محلہ کی اذان ہمارے لیے کافی ہے اور مسافر اگر جگہ میں اکیلا ہو تو اذان  
 اقامة يكره له ذلك لكونه مصلياً بغير اذان واقامة حقيقة وحكاماً المكان الذي هو فيه ليس فيه  
 تکبیر کے نماز پڑھی تو اس کو مکروہ ہے اس واسطے کہ وہ حقیقتاً اور حکماً بدون اذان اور تکبیر کے نماز پڑھتا ہے اس لیے کہ اس جگہ جہاں وہ ہے گھر کوئی اور نہیں ہے

نماز میں  
 نماز میں



احد يؤذن ويقوم لتلك الصلوة اصلا والمصلحة في المسجد ان صل جماعة يصل باذان واقامة ويكره له  
 بس في اس نماز کے لیے اذان اور اقامت کسی ہو اور صلے مسجد میں اگر جماعت نماز پڑھتا ہے تو اذان اور کبیر کبیر نماز پڑھے اور اس کو  
 ترک کل منها وان صلی منفردا فحکمه حکم المصلی فی بیتہ واما القرئ فان کان فیہا مسجد وکان فی ذلک  
 دون کا ترک کرنا مکروہ ہے اور اگر تنہا نماز پڑھتا ہے تو اس کا حال ایسا ہے جیسے اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے اور گھر کا تو گویا گھر میں مسجد ہے اور اس مسجد میں  
 المسجد اذان واقامة فحکم من یصل فیہ او فی بیتہ کما مروان لم یکن فیہا مسجد کذلک فحکم المصلی فیہا  
 اذان اور کبیر ہی ہوتی ہے تو اس کا حال ویسا ہی ہے جو مسجد میں نماز پڑھتا ہے یا اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے اور اگر اس میں ایسی مسجد نہیں ہے تو اس کا حال ایسا ہے  
 حکم المسافر ثم یبغی ان یعلم ان السنة فی الاذان ان یكون بلا حن ولا تغن لان المقصود منه دعوة الخلق  
 جیسے حال مسافر کا پھر گھبرا جائیسی کہ طریق سنون اذان میں یوں ہے کہ بدون حن اور تغنی کے ہو کر اسے اس لیے کہ غرض اذان نماز کے لیے خلقت کا بلانا ہے  
 الصلوة باعلام دخول وقتها فلا بد ان یكون علی وجه یفہم السامع الفاظہ حتی یظہر فائدة معنی قولہ  
 یہ خبر چلا کر کہ وقت ہو گیا ہے اب ضرور ہے کہ اس وضع پر ہودے کہ الفاظ کا سننے والا سمجھ کے تاکہ اس قول کے معنوں کا فائدہ ظاہر ہو وے کہ  
 حی علی الصلوة حی علی الفلاح فان معناهما سرعوا الی الصلوة سرعوا الی ما فیہ بخاتکم من النار وبقاؤکم فی الجنة  
 حی علی الصلوة حی علی الفلاح کیونکہ معنی انکے یہ ہیں جلد آؤ واسطے نماز کے جلد آؤ اور جس میں آگ سے تمہاری نجات ہے اور جنت میں ہمیشہ کو رہنا ہے  
 لکن قد عثرت هذه السنة فی هذا الزمان فی اکثر البلدان لان اهلها يؤذون بانواع النغيات والالحان عجیبت  
 لیکن اس طریق سنون کو اس زمانے میں اکثر شہروں میں بدل ڈالا ہے کیونکہ اکثر شہری اذان ایسے ایسے نغیات اور الحان سے پڑھتے ہیں کہ  
 لا یفہم ما یقولون من الفاظ الاذان ولا یسمع منهم الا اصوات ترفع وتخفض کصوت الزرار وھی علی ما ذکر فی المدخل  
 یہ نہیں سمجھتے تاکہ الفاظ اذان میں سے کیا کہتے ہیں اور کچھ سننے میں نہیں آتا سو آواز کے کہیں بلند ہوتی ہو اور کبھی جیسے آواز مبارکی اور یہ طرز وافی بیان نقل  
 بدعة قبیحة احداها بعض الامراء فی مکستہ بناھا ثم سری ذلک منہا الی غیرھا ثم انہم لخصوہ علی التغنی لم یکتفوا  
 برعت قبیحہ ہے اسکو بعض امیروں نے اپنے دربار میں جاری کی تھی پھر یہ وہاں سے سارے میں پھیل گئی پھر انہوں نے تغنی کی حرص کے مارے اذان کے الفاظ پر بس کیا  
 بحکما لا اذان بل زادوا علیہا بعض الحکمات من الصلوة والتسلیم علی النبی علیہ السلام فان الصلوة والتسلیم  
 بلکہ اذان پر انہوں نے بعض اور حکمت درود اور تسلیم نبی علیہ السلام کے پڑا لیے سے شک درود اور تسلیم کا  
 وان کان مشروعا بنص کتاب السنة وکان من اکبر العبادات واجلھا لکن اتخاذا عادیة فی الاذان علی المنارة  
 مشروع ہونا اگرچہ صاف کتاب اور حدیث سے ثابت ہے اور بڑی اور بڑی عبادت میں سے ہے پر اس کا اذان کے اندر نہ لگانا اور بے جا لگانا  
 لم یکن مشروعا اذ لم یفعلھا احد من الصحابة والتابعین ولا غیرھم من ائمة الدین لیس لحدان یشمیر العبادات  
 مشروع نہیں ہے اس واسطے کہ یہ کسی نے نہیں کیا نہ صحابہ نے اور نہ تابعین نے اور نہ کسی اور نے پیشوایان دین اور سکویہ اختیار نہیں کی کہ عبادت کو اور حکم بخیر دے  
 الا فی مواضعہا التي وضعہا فیہا الشرع ووضعی علیہا السلف الا تری ان قراءة القرآن مع كونها من اعظم العبادات  
 سوا اس مواضع کے جہاں اسکو شرع نے وضع کیا ہے اور بزرگ مقدم اسکو کرتے چلے آئے ہیں کیا نظر نہیں آتا کہ تلاوت قرآن کی باوجودیکہ عمدہ ترین عبادت ہے  
 لا یجوز للمکلف ان یقرأھا فی الركوع ولا فی السجود ولا فی القعدة لان کلامہا لیس محلا للتلاوة ثم انظر الی هذه  
 نکتہ کو جائز نہیں کہ رکوع میں قرآن پڑا کرے اور نہ سجدہ میں اور نہ قعدہ میں اس واسطے کہ یہ تینوں مقام تلاوت کے محل نہیں ہیں پھر اس برعت کو دیکھ تو  
 البدعة التي احدثوها فی الاذان من النغيات والالحان کیف تعدت الی محرم آخر وهو جعلھا فی الصلوة  
 جو ان لوگوں نے اذان کے اندر نغیات اور الحان پیدا کیے ہیں ایک درجہ کیوں کیسے بڑھ گئی ہو وہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے نغیات کو نماز کے اندر نکالتا تھا  
 حال التبلیغ فی الانتقالات وذلك کلام فی الصلوة علی طریق العمد فی بطل صلوتہا ذابطلت صلوتہا یسری  
 داخل کیا ہے اور یہ طرز نماز کے اندر گویا عہد کلام سے سوا ذکی نماز باطل ہو جاتی ہے اور جب اسکی نماز باطل ہوئی تو اس پر مناد

